ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

مارچ 2022ء جلد نمبر 23 شمارہ نمبر 03

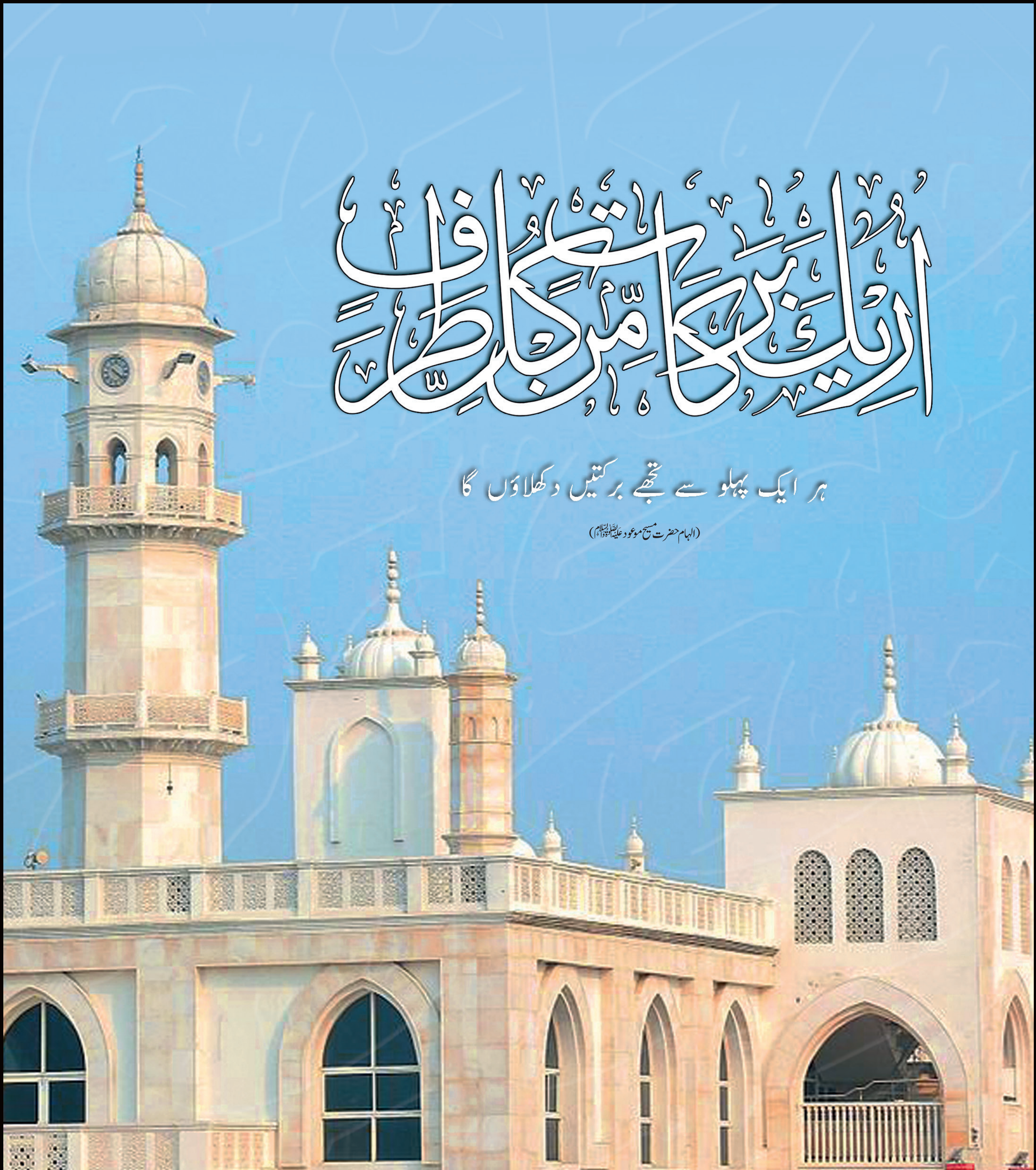

اب بھی وقت ہے کہ
دُنیا تباہی کے دہانے سے پیچھے ہٹ جائے

روس/یوکرائن تنازعہ کے بارے میں امام جماعت احمدیہ
خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پریس ریلیز

امام جماعت احمدیہ عالمگیر خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز روس/یوکرین کے حالیہ تنازعہ کی بابت فرماتے ہیں:

گذشتہ کئی سال سے مَیں دنیا کی بڑی طاقتوں کو متنبّہ کرتا چلا آیا ہوں کہ انہیں تاریخ سے، بالخصوص بیسویں صدی میں ہونے والی دو تباہ کن عالمی جنگوں سے، سبق حاصل کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں مَیں نے مختلف اقوام کے سربراہوں کو خطوط لکھ کر پرزور توجہ دلائی کہ وہ اپنے قومی اور ذاتی مفادات کو بالائے طاق رکھ کر معاشرے کی ہر سطح پر حقیقی انصاف کو قائم کرتے ہوئے دنیا کے امن وسلامتی کو ترجیح دیں۔

یہ امر نہایت افسوسناک ہے کہ یوکرائن میں جنگ چھڑ گئی ہے اور حالات انتہائی سنگین صورتِ حال اختیار کر چکے ہیں۔ نیز یہ بھی عین ممکن ہے کہ روسی حکومت کے آئندہ اقدامات اور اس پر نیٹو (NATO) اور بڑی طاقتوں کے ردّ عمل کے باعث یہ جنگ مزید وسعت اختیار کر جائے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کے نتائج انتہائی خوف ناک اور تباہ کن ہوں گے۔ لہٰذا یہ وقت کی اہم ضرورت ہے کہ مزید جنگ اور خون ریزی سے بچنے کی ہر ممکنہ کوشش کی جائے۔ اب بھی وقت ہے کہ دنیا تباہی کے دہانے سے پیچھے ہٹ جائے۔ مَیں روس، نیٹو (NATO) اور تمام بڑی طاقتوں کو پُرزور تلقین کرتا ہوں کہ وہ اپنی تمام تر کوششیں انسانیت کی بقا کی خاطر تنازعات کو ختم کرنے میں صَرف کریں اور سفارتی ذرائع سے پُرامن حل تلاش کریں۔

جماعت احمدیہ مسلمہ کے سربراہ ہونے کے ناطے مَیں صرف یہی کر سکتا ہوں کہ دنیا کے سیاسی راہ نماؤں کی توجہ اس طرف مبذول کروا دوں کہ وہ عالمی امن کو ترجیح دیتے ہوئے، تمام بنی نوع انسان کی بھلائی کی خاطر اپنے قومی مفادات اور دشمنیوں کو بالائے طاق رکھ دیں۔ اس لیے میری دلی دعا ہے کہ دنیا کے حکمران ہوش سے کام لیں اور انسانیت کی بہتری کے لیے جدوجہد کریں۔

مَیں دعا کرتا ہوں کہ آج بھی اور آئندہ بھی دنیا کے راہ نما جنگ، خون ریزی اور تباہی کے عذاب سے بنی نوع انسان کو محفوظ رکھنے کے لیے بھرپور کردار ادا کریں۔ اور میں دل کی گہرائی سے دعا گو ہوں کہ بڑی طاقتوں کے سربراہ اور ان کی حکومتیں ایسے اقدامات نہ اٹھائیں جو ہمارے بچوں اور آنے والی نسلوں کے مستقبل کو تباہ کرنے والے ہوں۔ بلکہ ان کی ہر کوشش اور جدوجہد اس بات کو یقینی بنانے کے لیے ہونی چاہیے کہ ہم اپنی آئندہ نسلوں کے لیے خوشحال اور پر امن دنیا چھوڑ کر جائیں۔
مَیں دعا کرتا ہوں کہ عالمی راہ نما وقت کی نزاکت کا احساس کرنے والے اور دنیا میں قیامِ امن اور استحکام کو یقینی بنانے کی ذمہ داری کو بہترین انداز سے نبھانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمام معصوم اور نہتّے لوگوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور دنیا میں حقیقی اور پائیدار امن قائم ہو، آمین۔

مرزا مسرور احمد
خلیفۃ المسیح الخامس
امام جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر

پریس ریلیز: 24/فروری 2022ء

اداریہ

پھر بہار آئی

بہار اپنی ذات میں ہر اعتبار سے نئی زندگی کے آغاز کی نوید ہے۔ ہر صاحبِ ذوق بہار کی آمد کے ساتھ پھولوں اور خوش بوؤں کے پھیلنے کو کسی بہشت شمائل کے استقبال کا انتظام مانتا ہے۔ اور حقیقتاً روحانی دنیا میں بھی خزاں کے بعد ہمیشہ بہاریں آتی ہیں۔ وہ بہاریں کسی آنے والے کی خوش خبری لے کر آتی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کسی بہشت شمائل کو نازل کرتا ہے تا کہ مردہ روحوں کو دوبارہ زندہ کرے۔ وہ بہشت شمائل جس کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں بھیجا، وہ آنحضرت ﷺ کے وعدوں کے مطابق ظاہر ہوا۔ یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس روحانی سلسلے کی بہار ظاہری بہار کے آغاز کے ساتھ رکھی۔ یعنی 23 مارچ 1889ء کو۔ یہ دن جماعتِ احمدیہ میں یومِ مسیح موعودؑ کے نام سے منایا جاتا ہے۔

اُسی مسیحِ موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے بہار کے ایک بالکل نئے معنی بھی اپنے الہام سے عطا کیے ہیں جو اپنے اندر سخت انذار کا پہلو رکھے ہوئے ہیں۔ یہ ایسے معنی ہیں جن سے ادبی دنیا ابھی ناواقف ہے۔ اور بعید نہیں کہ آئندہ زمانے میں یہ معنی بھی ادب میں استعارے یا علامت کا روپ دھار لیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو یہ مصرع الہام کیا کہ ''پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن''۔ اور ایک اور جگہ آپؑ سخت زلزلے کی پیش گوئی کرتے ہوئے ایک اور الہامی مصرع درج فرماتے ہیں، یعنی ''پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی''۔ نئی زندگی اور رنگ و نور کے انتشار کا مضمون بھی اپنی جگہ بہار سے وابستہ ہے اور حضرت اقدسؑ نے بھی کثرت سے استعمال فرمایا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ بہار کے قہری معنی بھی احمدیہ علم کلام میں مذکور ہیں۔ مکرم مرزا حنیف احمد صاحب مرحوم اپنی کتاب ادب المسیحؑ میں تحریر کرتے ہیں۔ ''ان الہاماتِ باری تعالیٰ سے ایک علامتی معنی تو ضرور ثابت ہوتے ہیں کہ بہار کو اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدسؑ کی صداقت کے نشان کے طور پر اختیار کیا ہے کیونکہ موسم بہار میں زمین اپنی روئیدگی اور انسان اپنی تازگی کے ساتھ زندہ ہوتا ہے، اُسی طور سے حضرت اقدسؑ کی صداقت کے نشان ایک نئی زندگی اور شعور پیدا کریں گے اور ایک قہری تجلی ہوگی''۔

اب یہ دیکھیے کہ حضرت مسیح موعودؑ بہار کے دونوں معنی کس طرح ایک ہی نظم میں ادا کرتے ہیں۔ پہلے حضرت مسیح موعودؑ زلزلے کی پیش گوئی کو ان مصرعوں میں بہار کے ساتھ منسوب کرتے ہیں:

ایک دم میں غمکدے ہو جائیں گے عشرت کدے — شادیاں کرتے تھے جو ، پیٹیں گے ہو کر سوگوار
کب یہ ہوگا۔ یہ خدا کو علم ہے پر اس قدر — دی خبر مجھ کو کہ وہ دن ہوں گے ایامِ بہار
''پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی'' — یہ خدا کی وحی ہے، اب سوچ لو اے ہوش یار

لیکن ساتھ ہی آپؑ بہار کے دوسرے معنی بھی برقرار رکھتے ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو اس روحانی زندگی کی بہار کے پھل کھانے کے لائق ہوں گے انہیں وہ پھل عطا کیے جائیں گے۔

سخت ماتم کے وہ دن ہوں گے مصیبت کی گھڑی — لیک وہ دن ہوں گے نیکوں کے لیے شیریں ثمار
آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے — جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار

اخبار احمدیہ
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ماہنامہ جرمنی

رجب/شعبان 1443 ہجری قمری | مارچ 2022ء | جلد نمبر 23 | شمارہ نمبر 03 | امان 1401 ہجری شمسی

فہرست مضامین

04	قال اللہ جل جلالہ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
05	تبرّکات: 'غلام احمد کی جے'
06	نظم: مومن ہی فتح پاتے ہیں انجام کار میں
07	خطبہ جمعہ: 23 مارچ: ذمہ داریاں یاد دلانے والا دن
14	خصوصی دعاؤں کی تحریک
15	نظامِ جماعتِ احمدیہ کے امتیازات اس کی غیرمعمولی برکات اور ہمارا فرض
19	لوائے احمدیت
24	حضرت مسیح موعودؑ کے مبارک دَور میں بائیسکل
25	صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بروئے عقل، نقل اور تائیدات سماوی
29	منظوم کلام: ظہورِ فجر ہوا ہے ہزار رات کے بعد
30	کلام اللہ کا مرتبہ
33	خلافتِ خامسہ کے حق میں خدائی تقدیر کے نظّارے
35	جماعتی سرگرمیاں: وقف جدید کا سال 2021ء اور جماعت جرمنی
36	جماعتی سرگرمیاں: وِٹلش میں نئے سال کی آمد پر ایک پُروقار تقریب
37	انیق ناجی صاحب! احمدیوں کی نہیں پاکستان کی فکر کریں
39	اعلان برائے داخلہ جامعہ احمدیہ جرمنی
40	ادبی صفحہ: فیض اور مَیں
41	دلچسپ سائنسی خبریں
42	ماہ مارچ تاریخ کے آئینہ میں
43	ملکی و عالمی خبریں
47	تاریخ جرمنی
48	بلانے والا ہے سب سے پیارا (اعلانات وفات)

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گذشتہ شمارہ جات مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر بھی دیکھے اور پڑھے جاسکتے ہیں
https://www.alislam.org/akhbar-e-ahmadiyya/

مجلس ادارت

سرپرست
محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ
محمد الیاس منیر

مدیران
محمد انیس دیالگڑھی، مدبّر احمد خان

معاونین
سلطان احمد قمر، سید سعادت احمد

پروف ریڈنگ
عبدالرحمٰن مبشر، سید افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ
مرزا لطف القدوس، آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِورق
احسان اللہ ظفر

کیلیگرافی
سعید اللہ خان

مینیجر
سید افتخار احمد

پتہ
شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

PRINTER: RANA PRINT
HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN

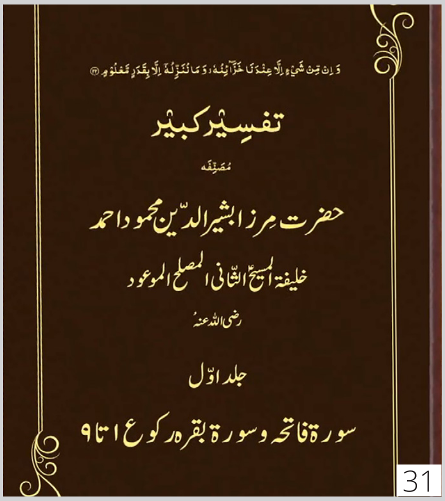

31

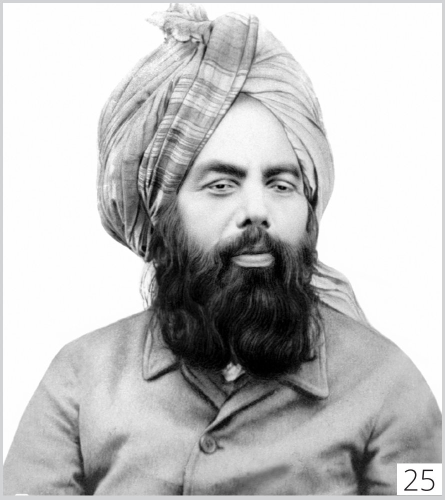
25

04

07

19

37

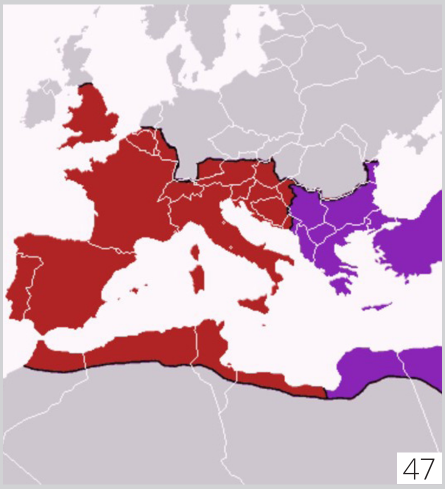
47

39

41

قال اللہ جل جلالہ

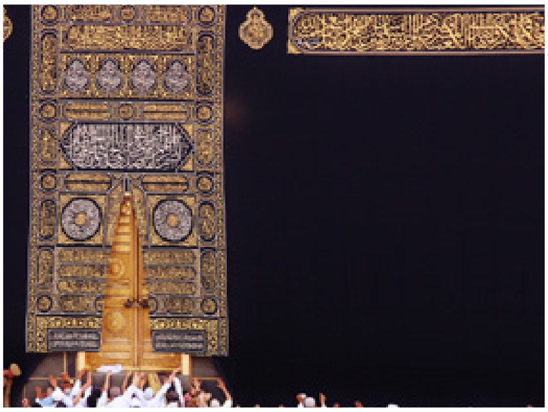

وَجَعَلَنِیۡ مُبٰرَکًا اَیۡنَ مَا کُنۡتُ ۪ وَاَوۡصٰنِیۡ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمۡتُ حَیًّا

(مریم:32)

نیز مجھے مبارک بنا دیا ہے جہاں کہیں میں ہوں اور مجھے نماز کی اور زکوۃ کی تلقین کی ہے جب تک میں زندہ رہوں۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

”لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ وَّاحِدٌ، لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَبْعَثَ اللّٰهُ رَجُلًا مِّنِّي أَوْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اِسْمُهُ اِسْمِي، وَاِسْمُ أَبِيهِ اِسْمُ أَبِي، يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا“

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’اگر دنیا میں سے صرف ایک دن باقی ہو گا تو خدا اس دن کو لمبا کر دے گا جب تک کہ ایک انسان (یعنی مہدی) کو ظاہر کرے جو مجھ میں سے ہو گا یا میرے اہل بیت سے جس کا نام میرا نام ہو گا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہو گا (یعنی میرے صفات اور اخلاق لے کر آئے گا)۔ وہ زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ اس سے پہلے ظلم وتعدّی سے اٹی پڑی تھی‘۔ (سنن ابی داؤد)

قال المسیح الموعود علیہ الصلوۃ والسلام

خدا کے فضل سے نومیدمت ہو اور یہ بات سُن رکھ کہ خدا کا فضل قریب ہے۔ خبردار ہو کہ خدا کی مدد قریب ہے۔ وہ مدد ہر ایک راہ سے تجھے پہنچے گی اور ہر ایک راہ سے لوگ تیرے پاس آئیں گے اور اِس کثرت سے آئیں گے کہ وہ راہیں جن پر وہ چلیں گے عمیق ہو جائیں گی۔ خدا اپنے پاس سے تیری مدد کرے گا۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم آپ القا کریں گے مگر چاہیے کہ تو خدا کے بندوں سے جو تیرے پاس آئیں گے بدخلقی نہ کرے اور چاہیے کہ تو اُن کی کثرت دیکھ کر ملاقاتوں سے تھک نہ جائے۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 261)

غلام احمد کی جے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

"اے تمام لوگو سُن رکھو کہ یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا۔ اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے، نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی"۔

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ 66)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

ایک شخص معظم یعنی حضرت اقدس مرزا غلام احمدؑ اس عبادت تبلیغ کو بعد نماز ہائے پنجگانہ کے ایسی جان توڑ کوشش کے ساتھ ادا کر رہے ہیں کہ تمام اقطار ارض میں ان کی تبلیغ پہنچ گئی ہے اور ان کی تبلیغ سے نہ یورپ محروم اور نہ امریکہ، نہ روس اور نہ جاپان۔ پھر ہم نظر ثانی کرتے ہیں کہ ان کی استعانت پر جناب باری سے ایسی اعانت بھی پہنچ رہی ہے کہ اس کی نظیر بصیغہ قلمی اور دعا کے ذریعہ اس مدّت اسلامی تیرہ سو سال میں ہم کو نہیں ملتی۔

(خطبات نور صفحہ 236)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

ہماری جماعت کی ترقی کا زمانہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت قریب آ گیا ہے اور وہ دن دور نہیں جبکہ افواج در افواج لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوں گے۔ مختلف ملکوں سے جماعتوں کی جماعتیں داخل ہوں گی اور وہ زمانہ آتا ہے کہ گاؤں کے گاؤں اور شہر کے شہر احمدی ہوں گے۔ اور ابھی سے مختلف اطراف سے خوشخبری کی ہوائیں چل رہی ہیں۔ اور جس طرح خدا کی یہ سنت ہے کہ بارش سے پہلے ٹھنڈی ہوائیں چلاتا ہے تا کہ غافل لوگ آگاہ ہو جائیں اور اپنے مال و اسباب کو سنبھال لیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے ہماری ترقی کی ہوائیں چلا دی ہیں پس ہوشیار ہو جاؤ۔ (انوار العلوم جلد سوم صفحہ 165)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو قائم کیا اور کی تدریجی ترقی کے وعدے دیئے جو ہم نے گزشتہ بانوے سال میں پورے ہوتے دیکھے۔ جب سے مَیں نے ہوش سنبھالی ہے مَیں نے جماعت کو ایک چھوٹی اور کمزور سی حالت میں بھی دیکھا۔ پھر بتدریج بڑھتے ہوئے آج اس مقام پر پہنچی ہوئی بھی دیکھ رہا ہوں کہ دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا خطہ ہو جہاں مضبوط احمدی جماعتیں قائم نہ ہو چکی ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اس نے ہماری حقیر قربانیوں کو قبول کیا اور اپنے وعدوں کو پورا کیا۔ (خطبات ناصر جلد 9 صفحہ 107)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

احمدیت کا ان خطروں سے بچ کر سلامت گذر جانا اور خزاں کے دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کثرت سے اشجار طیبہ عطا ہونا یعنی ایسے درخت عطا ہونا جو پھولنے پھلنے والے ہوں اور جن کو دنیا میں کوئی کاٹ نہ سکے، برباد نہ کر سکے کوئی ان کو بے ثمر نہ بنا سکے۔ یہ نصرت کا وعدہ تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں پورا ہوا۔ اب آپ کو نصرت کے دوسرے دَور میں داخل کر دیا گیا ہے۔ اس دوسری صدی نے نصرتوں کا اور فتوحات کا ایک نیا باب کھولا ہے اور اس صدی کے سر پر کھڑے ہونے والوں کی ایک مثال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صدی کے سر پر کھڑے ہونے والے بزرگ صحابہ سے ملتی ہے اور یہ دور کئی معنوں میں نئی برکتیں لے کر دوبارہ آپ کے سامنے آیا ہے۔

(خطبات طاہر جلد 11 صفحہ 101-102)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

آج جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جسمانی اولاد بھی دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور روحانی اولاد بھی دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور ہر دن اس میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ہم ہر روز ہر قوم اور ہر ملک میں ایک نیا نشان دیکھ رہے ہیں۔ "غلام احمد کی جے" کا نعرہ لگ رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ جو سچے وعدوں والا ہے حضرت مسیح موعودؑ کی شان کو بلند فرماتا چلا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلند شان عطا فرمائی اور ہر موقع پر آپ کی تائید اور نصرت کے لئے نشانات ہمیں دکھائے وہ جسے چاہتا ہے عزت عطا فرماتا ہے جیسا کہ اس نے فرمایا وہ جھوٹے وعدوں والا خدا نہیں ہے۔

(خطبہ جمعہ 7/ اگست 2009ء)

مومن ہی فتح پاتے ہیں انجام کار میں

کیسا یہ فضل اُس سے نمودار ہو گیا
اِک مفتری کا وہ بھی مددگار ہو گیا

یہ بات کیا ہوئی کہ وہ تم سے الگ رہا
کچھ بھی مدد نہ کی نہ سُنی کوئی بھی دُعا

کیا ”راستی کی فتح“ نہیں وعدۂ خدا
دیکھو تو کھول کر سخنِ پاکِ کبریا

پھر یہ نہیں کہ ہو گئی ہے صرف ایک بات
پاتا ہوں ہر قدم میں خدا کے تفضّلات

مومن ہی فتح پاتے ہیں انجام کار میں
ایسا ہی پاؤ گے سخنِ کردگار میں

کوئی بھی مُفتری ہمیں دنیا میں اب دِکھا
جس پر یہ فضل ہو یہ عنایات یہ عطا

آخر کوئی تو بات ہے جس سے ہوا وہ یار
بدکار سے تو کوئی بھی کرتا نہیں ہے پیار

اَے مُدّعی! نہیں ہے ترے ساتھ کردگار
یہ کُفر تیرے دِیں سے ہے بہتر ہزار بار

(انتخاب از درِ ثمین، ’محاسنِ قرآنِ کریم‘)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

23 مارچ: ذمہ داریاں یاد دلانے والا دن

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیۡهِمۡ وَ یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَةَ وَ اِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ۔ (الجمعة:3)

وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔

وَ اٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ وَ هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ (الجمعة:4)

اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی اسے مبعوث کیا ہے جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبے والا اور صاحب حکمت ہے۔

دو تین دن پہلے 23؍مارچ کا دن گزرا ہے۔ جماعت احمدیہ میں یہ دن اس وجہ سے یاد رکھا جاتا ہے کہ اس دن جماعت کی بنیاد پڑی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیعت لی۔ پس ہمیں یہ دن ہر سال یہ بات یاد دلانے والا ہونا چاہیے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا مقصد قرآنی پیشگوئیوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق تجدید دین کرنا اور اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں رائج کرنا ہے۔ اور ہم جو آپ کی بیعت میں شامل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ہم نے بھی اس اہم کام کی سرانجام دہی کے لیے اپنی اپنی صلاحیتوں کے مطابق اس میں حصّہ دار بننا ہے اور بھٹکی ہوئی انسانیت کا تعلق خدا تعالیٰ سے جوڑنا ہے اور بندوں کو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلانی ہے اور ظاہر ہے اس کے لیے سب سے پہلے ہمیں اپنی اصلاح کرنی ہوگی۔ بہرحال اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض حوالے پیش کروں گا جن میں آپؑ کے آنے کی ضرورت، مقصد اور کس طرح پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں جو پہلے کی گئی تھیں، قرآنی پیشگوئیاں بھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں بھی، جن سے آپ کی صداقت کا ثبوت ملتا ہے اور پھر جماعت میں وہ پاک تبدیلیاں پیدا ہونے کے بارے میں بھی ذکر کروں گا جو آپ نے بتایا، جو آپؑ نے فرمایا، جو پاک تبدیلیاں صحابہؓ میں پیدا ہوئی تھیں اور آپؑ نے ان تکلیفوں کا بھی ذکر فرمایا جن سے صحابہ گزرے تھے اور جماعت کے افراد بھی گزر رہے ہیں۔ پس ہمیں ہر وقت ان باتوں کو سامنے رکھنا چاہیے تا کہ من حیث الجماعت ہم ترقی کرنے والے ہوں نہ کہ نیچے گرنا شروع ہو جائیں۔ آپؑ نے اپنی بعثت اور صداقت کے بارے میں خدا کو گواہ بنا کر اعلان فرمایا ہے جو یقیناً ہمارے ایمانوں کو تقویت بخشتا ہے۔ اگر ہم ان باتوں کی جگالی کرتے رہیں اور ہر وقت سامنے رکھیں تو یقیناً یہ ہمارے ایمان میں ترقی کا باعث بنتی رہیں گی اور ہمیں اپنے مقصد کی طرف توجہ دلاتی رہیں گی۔ بہرحال

اب میں جیسا کہ میں نے کہا حوالے پیش کرتا ہوں جو اپنوں کے لیے بھی ہیں اور غیروں کے لیے بھی، جو ان کو دعوت دے رہے ہیں، جو آپؑ کے مسیح موعودؑ ہونے کو روزِ روشن کی طرح کھولتے ہیں۔ یہ آیات جو مَیں نے تلاوت کی ہیں اس کی وضاحت میں ایک جگہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’اس آیت کا ماحصل یہ ہے کہ خدا وہ خدا ہے جس نے ایسے وقت میں رسول بھیجا کہ لوگ علم اور حکمت سے بے بہرہ ہو چکے تھے اور علومِ حکمیہ دینیہ جن سے تکمیلِ نفس ہو اور نفوسِ انسانیہ علمی اور عملی کمال کو پہنچیں بالکل گم ہو گئی تھی اور لوگ گمراہی میں مبتلا تھے۔ یعنی خدا اور اس کی صراطِ مستقیم سے بہت دور جا پڑے تھے۔ تب ایسے وقت میں خدا تعالیٰ نے اپنا رسول اُمّی بھیجا۔ اور اس رسول نے ان کے نفسوں کو پاک کیا اور علم الکتاب اور حکمت سے ان کو مملو کیا یعنی نشانوں اور معجزات سے مرتبہ یقینِ کامل تک پہنچایا۔ اور خدا شناسی کے نور سے ان کے دلوں کو روشن کیا۔ اور پھر فرمایا کہ ایک گروہ اور ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہو گا۔ وہ بھی اول تاریکی اور گمراہی میں ہوں گے اور علم اور حکمت اور یقین سے دور ہوں گے تب خدا ان کو بھی صحابہؓ کے رنگ میں لائے گا۔ یعنی جو کچھ صحابہ نے دیکھا وہ ان کو بھی دکھایا جائے گا۔ یہاں تک کہ ان کا صدق اور یقین بھی صحابہؓ کے صدق اور یقین کی مانند ہو جائے گا‘‘۔

پس یہ ہے یقین جو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آ کر آپؑ کی صداقت پر ہونا چاہیے اور ایمان کی حالت یہ ہونی چاہیے۔ خدا تعالیٰ پر ایمان، آنحضرت ﷺ پر ایمان اور اسلام کی صداقت پر ایمان اور یقین ہمیں وہ ہونا چاہیے جو صحابہؓ کا تھا جیسا کہ آج کل صحابہؓ کے حالات میں مَیں خطبات میں بھی بیان کر رہا ہوں اور مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں

خدا تعالیٰ پر ایمان، آنحضرت ﷺ پر ایمان اور اسلام کی صداقت پر ایمان اور یقین ہمیں وہ ہونا چاہیے جو صحابہؓ کا تھا

’’اور حدیث صحیح میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اِس آیت کی تفسیر کے وقت سلمان فارسیؓ کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا۔ لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسَ۔ یعنی اگر ایمان ثریا پر یعنی آسمان پر بھی اٹھ گیا ہو گا تب بھی ایک آدمی فارسی الاصل اس کو واپس لائے گا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ ایک شخص آخری زمانہ میں فارسی الاصل پیدا ہو گا۔ اس زمانہ میں جس کی نسبت لکھا گیا ہے کہ قرآن آسمان پر اُٹھایا جائے گا یہی وہ زمانہ ہے جو مسیح موعودؑ کا زمانہ ہے‘‘۔ یعنی اسلامی تعلیم، قرآن کی تعلیم بالکل بھول جائے گی’’اور یہ فارسی الاصل وہی ہے جس کا نام مسیح موعودؑ ہے۔ کیونکہ صلیبی حملہ جس کے توڑنے کے لئے مسیح موعودؑ کو آنا چاہئے وہ حملہ ایمان پر ہی ہے اور یہ تمام آثار صلیبی حملہ کے زمانہ کے لئے بیان کئے گئے ہیں اور لکھا ہے کہ اس حملہ کا لوگوں کے ایمان پر بہت برا اثر ہو گا‘‘۔ اور اس زمانے میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ تھا آپؑ کی زندگی میں یہ شدید حملے ہو رہے تھے بلکہ بہت عرصہ بعد تک یہ شدید حملے جاری رہے اور تاریخ اس پر گواہ ہے۔ فرمایا کہ ’’وہی حملہ ہے جس کو دوسرے لفظوں میں دجالی حملہ کہتے ہیں۔ آثار میں ہے کہ اس دجال کے حملہ کے وقت بہت سے نادان خدائے واحد لاشریک کو چھوڑ دیں گے اور بہت سے لوگوں کی ایمانی محبت ٹھنڈی ہو جائے گی اور مسیح موعودؑ کا بڑا بھاری کام تجدید ایمان ہو گا کیونکہ حملہ ایمان پر ہے اور حدیث لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ سے جو شخص فارسی الاصل کی نسبت ہے یہ بات ثابت ہے کہ وہ فارسی الاصل ایمان کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے آئے گا۔ پس جس حالت میں مسیح موعودؑ اور فارسی الاصل کا زمانہ بھی ایک ہی ہے اور کام بھی ایک ہی ہے یعنی ایمان کو دوبارہ قائم کرنا اس لئے یقینی

ایسے وقت میں خدا نے مجھے مبعوث فرمایا جب کہ قرآنِ شریف کی لکھی ہوئی تمام علامتیں میرے ظہور کے لئے ظاہر ہو چکی ہیں

طور پر ثابت ہوا کہ مسیح موعودؑ ہی فارسی الاصل ہے اور اسی کی جماعت کے حق میں یہ آیت ہے۔ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ۔ اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ کمال ضلالت کے بعد ہدایت اور حکمت پانے والے اور آنحضرت ﷺ کے معجزات اور برکات کو مشاہدہ کرنے والے صرف دو ہی گروہ ہیں۔ اوّل صحابہؓ آنحضرت ﷺ جو آنحضرت ﷺ کے ظہور سے پہلے سخت تاریکی میں مبتلا تھے اور پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے زمانہ نبوی پایا اور معجزات اپنی آنکھوں سے دیکھے اور پیشگوئیوں کا مشاہدہ کیا اور یقین نے ان میں ایک ایسی تبدیلی پیدا کی کہ گویا صرف ایک روح رہ گئے۔ دوسرا گروہ جو بموجب آیت موصوفہ بالا صحابہؓ کی مانند ہیں مسیح موعودؑ کا گروہ ہے۔ کیونکہ یہ گروہ بھی صحابہ کی مانند آنحضرت ﷺ کے معجزات کو دیکھنے والا ہے اور تاریکی اور ضلالت کے بعد ہدایت پانے والا۔ اور آیت اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ میں جو اس گروہ کو مِنْھُمْ کی دولت سے یعنی صحابہؓ سے مشابہ ہونے کی نعمت سے حصہ دیا گیا ہے یہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔‘‘

فرمایا’’......چنانچہ آج کل ایسا ہی ہوا کہ تیرہ سو برس بعد پھر آنحضرت ﷺ کے معجزات کا دروازہ کھل گیا اور لوگوں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ خسوف کسوف رمضان میں موافق حدیث دارقطنی اور فتاویٰ ابن حجر کے ظہور میں آ گیا یعنی چاند گرہن اور سورج گرہن رمضان میں ہوا اور جیسا کہ مضمون حدیث تھا۔ اسی طرح پر چاند گرہن اپنے گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات میں اور سورج گرہن اپنے گرہن کے دنوں میں سے بیچ کے دن میں وقوع میں آیا۔ ایسے وقت میں کہ جب مہدی ہونے کا مدعی موجود تھا۔ اور یہ صورت جب سے کہ زمین اور آسمان پیدا ہوا کبھی وقوع میں نہیں آئی

کیونکہ اب تک کوئی شخص نظیر اس کی صفحۂ تاریخ میں ثابت نہیں کرسکا۔سو یہ آنحضرت ﷺ کا ایک معجزہ تھا جو لوگوں نے آنکھوں سے دیکھ لیا۔ پھر ذوالسنین ستارہ بھی جس کا نکلنا مہدی اور مسیح موعودؑ کے وقت میں بیان کیا گیا تھا ہزاروں انسانوں نے نکلتا ہوا دیکھ لیا۔ ایسا ہی جاوا کی آگ بھی لاکھوں انسانوں نے مشاہدہ کی۔ ایسا ہی طاعون کا پھیلنا اور حج سے روکے جانا بھی سب نے بچشمِ خود ملاحظہ کرلیا۔ ملک میں ریل کا تیار ہونا، اونٹوں کا بے کار ہونا، یہ تمام آنحضرت ﷺ کے معجزات تھے جو اس زمانہ میں اسی طرح دیکھے گئے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے معجزات کو دیکھا تھا۔ اسی وجہ سے اللہ جل شانہ نے اس آخری گروہ کو مِنْهُمْ کے لفظ سے پکارا تا یہ اشارہ کرے کہ معائنہ معجزات میں وہ بھی صحابہؓ کے رنگ میں ہی ہیں۔سوچ کر دیکھو کہ تیرہ سو برس میں ایسا زمانہ منہاجِ نبوت کا اور کس نے پایا۔ اِس زمانہ میں جس میں ہماری جماعت پیدا کی گئی ہے کئی وجوہ سے اِس جماعت کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشابہت ہے۔ وہ معجزات اور نشانوں کو دیکھتے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے دیکھا۔ وہ خداتعالیٰ کے نشانوں اور تازہ بتازہ تائیدات سے نُور اور یقین پاتے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے پایا۔ وہ خدا کی راہ میں لوگوں کے ٹھٹھے اور ہنسی اور لعن طعن اور طرح طرح کی دلآزاری اور بدزبانی اور قطع رحم وغیرہ کا صدمہ اٹھا رہے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے اٹھایا۔ وہ خدا کے کھلے کھلے نشانوں اور آسمانی مددوں اور حکمت کی تعلیم سے پاک زندگی حاصل کرتے جاتے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے حاصل کی۔‘‘ یہ بڑی اہم بات ہے۔ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ حکمت کی تعلیم سے پاک زندگی حاصل کرنی ہے۔قرآن کریم پر غور کرنا ہے اور یہ بڑا ضروری ہے۔

کئی وجوہ سے اِس جماعت کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشابہت ہے۔ وہ معجزات اور نشانوں کو دیکھتے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے دیکھا

فرمایا ’’بہتیرے ان میں سے ہیں کہ نماز میں روتے اور سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم روتے تھے۔ بہتیرے ان میں ایسے ہیں جن کو سچی خوابیں آتی ہیں اور الہام الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہوتے تھے۔ بہتیرے ان میں ایسے ہیں کہ اپنے محنت سے کمائے ہوئے مالوں کو محض خداتعالیٰ کی مرضات کے لئے ہمارے سلسلہ میں خرچ کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم خرچ کرتے تھے۔ ان میں ایسے لوگ کئی پاؤ گے کہ جو موت کو یاد رکھتے‘‘۔ یہ بھی بڑی اہم بات ہے موت ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے۔’’اور دلوں کے نرم اور سچی تقویٰ پر قدم مار رہے ہیں‘‘۔ پس یہ بڑی اہم باتیں ہیں جو آپؑ نے بیان فرمائیں جس کو ہمیں ہر وقت اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔’’جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت تھی۔ وہ خدا کا گروہ ہے جن کو خدا آپ سنبھال رہا ہے اور دن بدن ان کے دلوں کو پاک کر رہا ہے اور ان کے سینوں کو ایمانی حکمتوں سے بھر رہا ہے‘‘۔ پس ہمیں ٹٹولنا چاہیے۔ کیا یہ سب باتیں ہمارے اندر بھی پیدا ہو رہی ہیں؟ ’’اور آسمانی نشانوں سے اُن کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے جیسا کہ صحابہؓ کو کھینچتا تھا۔غرض اس جماعت میں وہ ساری علامتیں پائی جاتی ہیں جو اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ کے لفظ سے مفہوم ہو رہی ہیں۔ اور ضرور تھا کہ خداتعالیٰ کا فرمودہ ایک دن پورا ہوتا!!!‘‘

(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد14 صفحہ 307-304)

بہتیرے ان میں ایسے ہیں جن کو سچی خوابیں آتی ہیں اور الہام الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہوتے تھے

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’یہ زمانہ وہی زمانہ ہے جس میں خداتعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ مختلف فرقوں کو ایک قوم بنا دے۔ اور ان مذہبی جھگڑوں کو ختم کرکے آخر ایک ہی مذہب میں سب کو جمع کر دے۔ اور اسی زمانہ کی نسبت جو تلاطمِ امواج کا زمانہ ہے خداتعالیٰ نے قرآنِ شریف میں فرمایا ہے۔ وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا۔ (الکہف:100) اس آیت کو پہلی آیتوں کے ساتھ ملا کر یہ معنے ہیں کہ جس زمانہ میں دنیا کے مذاہب کا بہت شور اٹھے گا اور ایک مذہب دوسرے مذہب پر ایسا پڑے گا جیسا کہ ایک موج دوسری موج پر پڑتی ہے اور ایک دوسرے کو ہلاک کرنا چاہیں گے۔ تب آسمان و زمین کا خدا اِس تلاطمِ امواج کے زمانہ میں اپنے ہاتھوں سے بغیر دنیوی اسباب کے ایک نیا سلسلہ پیدا کرے گا اور اس میں ان سب کو جمع کرے گا جو استعداد اور مناسبت رکھتے ہیں۔تب وہ سمجھیں گے کہ مذہب کیا چیز ہے اور ان میں زندگی اور حقیقی راستبازی کی روح پھونکی جائے گی اور خدا کی معرفت کا ان کو جام پلایا جائے گا اور ضرور ہے کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ یہ پیشگوئی کہ آج سے تیرہ سو برس پہلے قرآنِ شریف نے دنیا میں شائع کی ہے پوری نہ ہو جائے۔ اور خدا نے اس آخری زمانہ کے بارہ میں جس میں تمام قومیں ایک ہی مذہب پر جمع کی جائیں گی صرف ایک ہی نشان بیان نہیں فرمایا بلکہ قرآنِ شریف میں اور بھی کئی نشان لکھے ہیں۔ مجملہ ان کے ایک یہ کہ اُس زمانہ میں دریاؤں میں سے بہت سی نہریں نکلیں گی اور ایک یہ کہ زمین کی پوشیدہ کانیں یعنی معدنیں بہت سی نکل آویں گی۔ اور زمینی علوم بہت سے ظاہر ہو جائیں گے اور ایک یہ کہ ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے جس کے ذریعہ سے کتابیں بکثرت ہو جائیں گی......اور ایک یہ کہ اُن دنوں میں ایک ایسی سواری پیدا ہو جائے گی کہ اونٹوں کو بیکار کر دے گی۔ اور اس کے ذریعہ سے ملاقاتوں کے طریق سہل ہو جائیں گے۔ اور ایک یہ کہ دنیا کے باہمی تعلقات آسان ہو جائیں گے اور ایک دوسرے کو بآسانی خبریں پہنچا سکیں گے‘‘۔ (اور آج کل کے زمانے میں تو اَور بھی

زیادہ سہولتیں پیدا ہوتی چلی جارہی ہیں)''اور ایک یہ کہ ان دنوں میں آسمان پر ایک ہی مہینہ میں چاند اور سورج کو گرہن لگے گا۔ اور ایک یہ کہ اس کے بعد زمین پر سخت طاعون پھیلے گی یہاں تک کہ کوئی شہر اور کوئی گاؤں خالی نہ رہے گا جو طاعون سے آلودہ نہ ہو اور دنیا میں بہت موت پڑے گی۔ اور دنیا ویران ہو جائے گی۔ بعض بستیاں تو بالکل تباہ ہو جائیں گی۔ اور ان کا نام و نشان نہ رہے گا اور بعض بستیاں ایک حد تک عذاب میں گرفتار ہو کر پھر ان کو بچایا جائے گا۔ یہ دن خدا کے سخت غضب کے دن ہوں گے اس لئے کہ لوگوں نے خدا کے نشانوں کو

کے لئے آنے والا تھا وہ میں ہی ہوں تا وہ ایمان جو زمین پر سے اٹھ گیا ہے اس کو دوبارہ قائم کروں اور خدا سے قوت پا کر اسی کے ہاتھ کی کشش سے دنیا کو اصلاح اور تقویٰ اور راستبازی کی طرف کھینچوں اور ان کی اعتقادی اور عملی غلطیوں کو دور کروں اور پھر جب اس پر چند سال گزرے تو بذریعہ وحی الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو اس امت کے لئے ابتدا سے موعود تھا اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش

کے مطابق ثابت ہوا اور اس کی تصدیق کے لئے بارش کی طرح نشان آسمانی برسے۔ انہی دنوں میں رمضان کے مہینہ میں سورج اور چاند کا گرہن بھی ہوا جیسا کہ لکھا تھا کہ اس مہدی کے وقت میں ماہ رمضان میں سورج اور چاند کا گرہن ہوگا اور انہی ایام میں طاعون بھی کثرت سے پنجاب میں ہوئی جیسا کہ قرآنِ شریف میں یہ خبر موجود ہے اور پہلے نبیوں نے بھی یہ خبر دی ہے کہ ان دنوں میں مری بہت پڑے گی اور ایسا ہوگا کہ کوئی گاؤں اور شہر اس مری سے باہر نہیں رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہو رہا ہے اور خدا نے اس وقت کہ اس ملک میں طاعون کا

خدا کی وحی جو میرے پر نازل ہوئی ایسی یقینی اور قطعی ہے کہ جس کے ذریعہ سے میں نے اپنے خدا کو پایا

جو اُس کے فرستادہ کے لئے اس زمانہ میں ظاہر ہوئے قبول نہ کیا اور خدا کے نبی کو جو اصلاحِ خلق کے لئے آیا ردّ کر دیا اور اس کو جھوٹا قرار دیا۔ یہ سب علامتیں اِس زمانہ میں'' جس میں ہم ہیں ''پوری ہوگئیں۔ عقلمند کے لئے صاف اور روشن راہ ہے کہ ایسے وقت میں خدا نے مجھے مبعوث فرمایا جب کہ قرآنِ شریف کی لکھی ہوئی تمام علامتیں میرے ظہور کے لئے ظاہر ہو چکی ہیں''۔

(لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 184-182)

اور تاریخ گواہ ہے کہ یہ ساری باتیں آپؑ کے زمانے میں پوری ہوئیں اور بعض ان میں سے اب تک

کرنے والا تقدیرِ الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم ﷺ نے دی تھی وہ میں ہی ہوں اور مکالماتِ الٰہیہ اور مخاطباتِ رحمانیہ اس صفائی اور تواتر سے اس بارے میں ہوئے کہ شک وشبہ کی جگہ نہ رہی۔ ہر ایک وحی جو ہوتی ایک فولادی میخ کی طرح دل میں دھنستی تھی اور یہ تمام مکالماتِ الٰہیہ ایسی عظیم الشان پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے تھے کہ روزِ روشن کی طرح وہ پوری ہوتی تھیں اور ان کے تواتر اور کثرت اور اعجازی طاقتوں کے کرشمہ نے مجھے اس بات کے اقرار کے لئے مجبور کیا کہ یہ اسی وحدہٗ لاشریک

نام ونشان نہ تھا قریباً بائیس برس طاعون کے پھوٹنے سے پہلے مجھے اس کے پیدا ہونے کی خبر دی''۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 4-3)

پھر اپنے دعوے کے متعلق آپؑ فرماتے ہیں:

''میں وہ شخص ہوں جو عین وقت پر ظاہر ہوا جس کے لئے آسمان پر رمضان کے مہینہ میں چاند اور سورج کو قرآن اور حدیث اور انجیل اور دوسرے نبیوں کی خبروں کے مطابق گرہن لگا اور میں وہ شخص ہوں (کہ) جس کے زمانہ میں تمام نبیوں کی خبر اور قرآنِ شریف کی خبر کے موافق اس ملک میں خارق عادت طور پر

دس ہزار کے قریب یا اس سے زیادہ لوگوں نے پیغمبر ﷺ کو خواب میں دیکھا اور آپ نے میری تصدیق کی

پوری ہوتی چلی جارہی ہیں۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں''جب خدا تعالیٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پا کر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کے لئے مامور فرمایا اور یہ زمانہ بھی ایسا تھا کہ اس دنیا کے لوگ تیرھویں صدی ہجری کو ختم کر کے چودھویں صدی کے سر پر پہنچ گئے تھے تب میں نے اُس حکم کی پابندی سے عام لوگوں میں بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریروں کے یہ ندا کرنی شروع کی کہ اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین

خدا کا کلام ہے جس کا کلام قرآنِ شریف ہے اور میں اس جگہ توریت اور انجیل کا نام نہیں لیتا کیونکہ توریت اور انجیل تحریف کرنے والوں کے ہاتھوں سے اس قدر محرف ومبدل ہوگئی ہیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے۔ غرض وہ خدا کی وحی جو میرے پر نازل ہوئی ایسی یقینی اور قطعی ہے کہ جس کے ذریعہ سے میں نے اپنے خدا کو پایا اور وہ وحی نہ صرف آسمانی نشانوں کے ذریعہ مرتبہ حق الیقین تک پہنچی بلکہ ہر ایک حصہ اس کا جب خدا تعالیٰ کے کلام قرآنِ شریف پر پیش کیا گیا تو اس

طاعون پھیل گئی اور میں وہ شخص ہوں جو حدیث صحیح کے مطابق اس کے زمانہ میں حج روکا گیا اور میں وہ شخص ہوں جس کے عہد میں وہ ستارہ نکلا جو مسیح ابن مریم کے وقت میں نکلا تھا اور میں وہ شخص ہوں جس کے زمانہ میں اس ملک میں ریل جاری ہو کر اونٹ بیکار کئے گئے اور عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ بہت نزدیک ہے جبکہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل جاری ہو کر وہ تمام اونٹ بیکار ہو جائیں گے''۔ پہلے تو سڑکوں کے ذریعہ سے رابطہ تھا۔ اب وہاں بھی ریل کے ذریعہ سے ہو چکا

ہے۔ ”وہ تمام اونٹ بیکار ہو جائیں گے جو تیرہ سو برس سے یہ سفر مبارک کرتے تھے۔ تب اس وقت ان اونٹوں کی نسبت وہ حدیث جو صحیح مسلم میں موجود ہے صادق آئے گی یعنی یہ کہ لَیُتۡرَکَنَّ الۡقِلَاصُ فَلَا یُسۡعٰی عَلَیۡھَا یعنی مسیح کے وقت میں اونٹ بیکار کئے جائیں گے اور کوئی ان پر سفر نہیں کرے گا۔ ایسا ہی میں وہ شخص ہوں جس کے ہاتھ پر صدہا نشان ظاہر ہوئے۔ کیا زمین پر کوئی ایسا انسان زندہ ہے کہ جو نشان نمائی میں میرا مقابلہ کر کے مجھ پر غالب آسکے۔ مجھے اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اب تک دو لاکھ سے زیادہ میرے ہاتھ پر نشان ظاہر ہو چکے ہیں اور شاید دس ہزار کے قریب یا اس سے زیادہ لوگوں نے پیغمبر ﷺ کو خواب میں دیکھا اور آپ نے میری تصدیق کی اور اس ملک میں جو بعض نامی اہلِ کشف تھے جن کا تین تین چار چار لاکھ مرید تھا ان کو خواب میں دکھلایا گیا کہ یہ انسان خدا کی طرف سے ہے اور بعض ان میں سے ایسے تھے کہ میرے ظہور سے تیس برس پہلے دنیا سے گزر چکے تھے جیسا کہ ایک بزرگ گلاب شاہ نام“ گلاب شاہ جس کا نام تھا ”ضلع لدھانہ میں تھا جس نے میاں کریم بخش مرحوم ساکن جمال پور کو خبر دی تھی کہ عیسیٰ قادیان میں پیدا ہو گی اور وہ لدھانہ میں آئے گا۔ میاں کریم بخش ایک صالح موحد اور بڈھا آدمی تھا اس نے مجھ سے لدھانہ میں ملاقات کی اور یہ تمام پیشگوئی مجھے سنائی۔ اس لئے مولویوں نے اس کو بہت تکلیف دی مگر اس نے کچھ پروا نہ کی۔ اس نے مجھے کہا کہ گلاب شاہ مجھے کہتا تھا کہ عیسیٰ بن مریم زندہ نہیں وہ مر گیا ہے وہ دنیا میں واپس نہیں آئے گا۔ اس اُمّت کے لئے مرزا غلام احمد عیسیٰ ہے جس کو خدا کی قدرت اور مصلحت نے پہلے عیسیٰ سے مشابہ بنایا ہے اور آسمان پر اس کا نام عیسیٰ رکھا ہے اور فرمایا کہ اے کریم بخش! یعنی اپنے اس مرید کو ”فرمایا کہ اے کریم بخش! جب وہ عیسیٰ ظاہر ہو گا تو تُو دیکھے گا کہ مولوی لوگ کس قدر اس کی مخالفت کریں گے۔ وہ سخت مخالفت کریں گے لیکن نامراد رہیں گے“ اور آج تک نامراد رہ رہے ہیں۔ ”وہ اس لئے دنیا میں ظاہر ہو گا کہ تا وہ جھوٹے حاشیے جو قرآن پر چڑھائے گئے ہیں ان کو دور کرے اور قرآن کا اصل چہرہ دنیا کو دکھاوے۔ اس پیشگوئی میں اس بزرگ نے صاف طور پر یہ اشارہ کیا تھا کہ تُو اس قدر عمر پائے گا کہ اس عیسیٰ کو دیکھ لے گا“۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 37-35)

یعنی یہ پیشگوئی اپنے اس مرید کی عمر کے بارے میں بھی تھی۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”یاد رکھو خدا تعالیٰ کا نام غفور ہے۔ پھر کیوں وہ رجوع کرنے والوں کو معاف نہ کرے؟ اِس قسم کی غلطیاں ہیں جو قوم میں واقع ہو گئی ہیں۔ انہیں غلطیوں (میں) سے جہاد کی غلطی بھی ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ جب میں کہتا ہوں کہ جہاد حرام ہے تو کالی پیلی آنکھیں نکال لیتے ہیں حالانکہ خود ہی مانتے ہیں کہ جو حدیثیں خونی مہدی کی ہیں وہ مخدوش ہیں۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے اس باب میں رسالے لکھے ہیں“۔ تسلیم کیا ہے حدیثوں کے مخدوش ہونے کے بارے میں۔ ”اور یہی مذہب میاں نذیر حسین دہلوی کا تھا“۔ آجکل بھی بعض علماء اب یہی کہنے لگ گئے ہیں۔ ”وہ ان کو قطعی صحیح نہیں سمجھتے۔ پھر مجھے کیوں کاذب کہا جاتا ہے۔ سچی بات یہی ہے کہ مسیح موعودؑ اور مہدی کا کام یہی ہے کہ وہ لڑائیوں کے سلسلہ کو بند کرے گا اور قلم، دعا، توجہ سے اسلام کا بول بالا کرے گا“۔ پس یہ قلم اور دعا اور توجہ یہی کام اب آج آپ کے ماننے والوں کا بھی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ”اور افسوس ہے کہ لوگوں کو یہ بات سمجھ نہیں آتی اس لئے کہ جس قدر توجہ دنیا کی طرف ہے دین کی طرف نہیں“۔ ہمیں بھی اپنی حالتوں کا جائزہ لینا چاہیے۔ ماننے کے بعد کہیں ہماری توجہ دوبارہ دنیا کی طرف تو بہت زیادہ نہیں ہو گئی۔ فرمایا ”دنیا کی آلودگیوں اور ناپاکیوں میں مبتلا ہو کر یہ امید کیونکر کر سکتے ہیں کہ ان پر قرآنِ کریم کے معارف کھلیں۔ وہاں تو صاف لکھا ہے۔ لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ۔ (الواقعۃ:80) اس بات کو بھی دل سے سنو کہ میرے مبعوث ہونے کی علتِ غائی کیا ہے؟“ کیا بنیادی مقصد ہے میرے مبعوث ہونے کا۔ ”میرے آنے کی غرض اور مقصود صرف اسلام کی تجدید اور تائید ہے۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ کوئی نئی شریعت سکھاؤں یا نئے احکام دوں یا کوئی نئی کتاب نازل ہو گی۔ ہرگز نہیں اگر کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے تو میرے نزدیک وہ سخت گمراہ اور بے دین ہے۔ آنحضرت ﷺ پر شریعت اور نبوت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اب کوئی شریعت نہیں آسکتی۔ قرآنِ مجید خاتم الکتب ہے۔ اس میں اب ایک شعشہ یا نقطہ کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے برکات اور فیوضات اور قرآنِ شریف کی تعلیم اور ہدایت کے ثمرات کا خاتمہ نہیں ہو گیا۔ وہ ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود ہیں اور انہیں فیوضات اور برکات کے ثبوت کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے۔ اسلام کی جو حالت اس وقت ہے وہ پوشیدہ نہیں۔ بالاتفاق مان لیا گیا ہے کہ ہر قسم کی کمزوریوں اور تنزل کا نشانہ مسلمان ہو رہے ہیں ہر پہلو سے وہ گر رہے ہیں“۔ اور آج کل تو اَور بھی زیادہ بُری حالت ہم دیکھ رہے ہیں ”ان کی زبان ساتھ ہے تو دل نہیں ہے اور اسلام یتیم ہو گیا ہے۔ ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اس

ہاں یہ سچ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے برکات اور فیوضات اور قرآنِ شریف کی تعلیم اور ہدایت کے ثمرات کا خاتمہ نہیں ہو گیا۔ وہ ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود ہیں

مَیں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ وہ خوب جانتا ہے کہ مَیں مفتری نہیں، کذاب نہیں

کی حمایت اور سرپرستی کروں اور اپنے وعدہ کے موافق بھیجا ہے کیونکہ اس نے فرمایا تھا اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ۔ (الحجر:10) اگر اس وقت حمایت اور نصرت اور حفاظت نہ کی جاتی تو وہ اور کونسا وقت آئے گا؟ اب اس چودھویں صدی میں وہی حالت ہو رہی ہے جو بدر کے موقعہ پر ہوگئی تھی۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَ لَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّ اَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ۔ (آل عمران:124) اس آیت میں بھی دراصل ایک پیشگوئی مرکوز تھی یعنی جب چودھویں صدی میں اسلام ضعیف اور ناتوان ہو جائے گا اس

اگر خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت آپؐ کے ساتھ نہ ہوتی تو ان مشکلات کے پہاڑ کو اٹھانا ناممکن ہو جاتا

وقت اللہ تعالیٰ اس وعدہ حفاظت کے موافق اس کی نصرت کرے گا۔ پھر تم کیوں تعجب کرتے ہو کہ اس نے اسلام کی نصرت کی؟"

پھر اپنے خلاف مخالفین کی دریدہ دہنی کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں۔ "مجھے اِس بات کا افسوس نہیں کہ میرا نام دجّال اور کذّاب رکھا جاتا ہے اور مجھ پر تہمتیں لگائی جاتی ہیں۔ اس لئے کہ یہ ضرور تھا کہ میرے ساتھ وہی سلوک ہوتا جو مجھ سے پہلے فرستادوں کے ساتھ ہوا تا میں بھی ایک قدیم سنت سے حصہ پاتا۔ میں نے تو ان مصائب اور شدائد کا کچھ بھی حصہ

آج دنیا میں پھیلی ہوئی جماعت احمدیہ اس بات کی واضح ثبوت نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہیں

نہیں پایا لیکن جو مصیبتیں اور مشکلات ہمارے سیّد و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں آئیں اس کی نظیر انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ میں کسی کے لئے نہیں پائی جاتی۔ آپؐ نے اسلام کی خاطر وہ دکھ اٹھائے کہ قلم ان کے لکھنے اور زبان ان کے بیان سے عاجز ہے۔ اور اِسی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کیسے جلیل الشان اور اولوالعزم نبی تھے۔ اگر خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت آپؐ کے ساتھ نہ ہوتی تو ان مشکلات کے پہاڑ کو اٹھانا ناممکن ہو جاتا اور اگر کوئی اور نبی ہوتا تو وہ بھی رہ جاتا۔ مگر جس اسلام کو ایسی مصیبتوں اور دکھوں کے ساتھ آپ نے پھیلایا تھا آج اس کا جو حال ہوگیا ہے وہ میں کیونکر کہوں؟"

(لیکچر لدھیانہ۔ روحانی خزائن جلد20 صفحہ280-279)

مسلمانوں نے اسلام کا کیا حال کر دیا ہے اور جو آنے والا ہے اس کو ماننے کو تیار نہیں۔ جو تجدید دین کے لیے آیا ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں "مَیں نے اپنی تحریروں کے ذریعہ پورے طور پر اس طریق کو پیش کیا ہے جو اسلام کو کامیاب اور دوسرے مذاہب پر غالب کرنے والا ہے۔ میرے رسائل امریکہ اور یورپ میں جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اس قوم کو جو فراست دی ہے انہوں نے اس خداداد فراست سے اس امر کو سمجھ لیا ہے لیکن جب ایک مسلمان کے سامنے میں اِسے پیش کرتا ہوں تو اس کے منہ میں جھاگ آ جاتی ہے گویا وہ دیوانہ ہے یا قتل کرنا چاہتا ہے"۔ اور عملاً آج کل تو یہ لوگ احمدیوں کے ساتھ یہ کر بھی رہے ہیں۔ "حالانکہ قرآنِ شریف کی تعلیم تو یہی تھی اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ۔ (حم السجدۃ:35) یہ تعلیم اس لئے تھی کہ اگر دشمن بھی ہو تو وہ اس نرمی اور حسنِ سلوک سے دوست بن جاوے اور ان باتوں کو آرام اور سکون کے ساتھ سن لے۔ مَیں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ وہ خوب جانتا ہے کہ مَیں مفتری نہیں، کذاب نہیں۔ اگر تم مجھے خدا تعالیٰ کی قسم پر بھی اور ان نشانات کو بھی جو اس نے میری تائید میں ظاہر کئے دیکھ کر مجھے کذاب اور مفتری کہتے ہو تو پھر مَیں تمہیں خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ کسی ایسے مفتری کی نظیر پیش کرو کہ باوجود اس کے ہر روز افترا اور کذب کے جو وہ اللہ تعالیٰ پر کرے پھر اللہ تعالیٰ اس کی تائید اور نصرت کرتا جاوے"۔ دکھاؤ تو سہی کہ ایسا جھوٹا آدمی جو اللہ تعالیٰ پر افترا کر رہا ہے، جھوٹ بول رہا ہے پھر اللہ تعالیٰ تائیدات بھی فرما رہا ہے۔ آج دنیا میں پھیلی ہوئی جماعت احمدیہ اس بات کی واضح ثبوت نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہیں! فرمایا کہ "چاہئے تو یہ تھا کہ اسے ہلاک کرے" چاہیے تو تھا کہ اللہ تعالیٰ ایسے جھوٹے آدمی کو ہلاک کر دیتا "مگر یہاں اس کے برعکس معاملہ ہے۔ مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں صادق ہوں اس کی طرف سے آیا ہوں مگر مجھے کذاب اور مفتری کہا جاتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ ہر مقدمہ اور ہر بلا میں جو قوم میرے خلاف پیدا کرتی ہے مجھے نصرت دیتا ہے اور اس سے مجھے بچاتا ہے اور پھر ایسی نصرت کی کہ لاکھوں انسانوں کے دل میں میرے لیے محبت ڈال دی"۔ معنی یہ کہ اس وقت تو صرف ہندوستان تک ہی تھی۔ پھر دور و نزدیک تک یورپ میں بھی، امریکہ میں بھی، افریقہ میں بھی، ساؤتھ امریکہ میں، جزائر میں، آسٹریلیا میں، عرب ممالک میں لاکھوں انسانوں کے دلوں میں، آپؑ فرماتے ہیں کہ میری محبت ڈال دی۔ عجیب معاملہ ہے یہ کہ جھوٹے کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے۔ "مَیں اس پر اپنی سچائی کو حصر کرتا ہوں"۔ یہی میری سچائی کی دلیل ہے۔ "اگر تم کسی ایسے مفتری کا نشان دے دو کہ وہ کذاب ہو اور اللہ تعالیٰ پر اس نے افترا کیا ہو اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی ایسی نصرتیں کی ہوں اور اس قدر عرصہ تک اسے زندہ رکھا ہو اور اس کی مرادوں کو پورا کیا ہو۔ دکھاؤ"۔

(لیکچر لدھیانہ۔ روحانی خزائن جلد20 صفحہ276-275)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ "مسلمانوں کو چاہئے کہ جو انوار و برکات اس وقت آسمان سے اتر رہے ہیں وہ ان کی قدر کریں اور اللہ تعالیٰ کا شکر کریں کہ وقت پر ان کی دستگیری ہوئی اور خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اس مصیبت کے وقت ان کی نصرت فرمائی۔ لیکن اگر وہ

خدا تعالیٰ کی اس نعمت کی قدر نہ کریں گے تو خدا تعالیٰ ان کی کچھ پروا نہ کرے گا۔ وہ اپنا کام کر کے رہے گا مگر ان پر افسوس ہوگا۔

مَیں بڑے زور سے اور پورے یقین اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ دوسرے مذاہب کو مٹا دے اور اسلام کو غلبہ اور قوت دے۔ اب کوئی ہاتھ اور طاقت نہیں جو خدا تعالیٰ کے اس ارادہ کا مقابلہ کرے۔ وہ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ۔ (البروج:17) ہے۔ مسلمانو! یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تمہیں یہ خبر (دے) دی ہے اور مَیں نے اپنا پیغام پہنچا دیا

پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو۔ پس اِسی بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ اور میری نبوت یعنی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا ایک ظل ہے اور بجز اس کے میری نبوت کچھ بھی نہیں۔ وہی نبوتِ محمدیہ ہے جو مجھ میں ظاہر ہوئی ہے۔ اور چونکہ میں محض ظلّ ہوں اور اُمتی ہوں اس لئے آنجنابؐ کی اِس سے کچھ کسرِ شان نہیں"۔ یعنی آنحضرت ﷺ کی اس سے کچھ کسرِ شان نہیں "اور یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ

کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض مقال سے ان کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کی شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایک طرف تو خدا نے اپنے ہاتھ سے میری تربیت فرما کر اور مجھے اپنی وحی سے شرف بخش کر میرے دل کو یہ جوش بخشا ہے کہ میں اس قسم کی اصلاحوں کے لئے

میری نبوت یعنی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا ایک ظل ہے اور بجز اس کے میری نبوت کچھ بھی نہیں

ہے۔ اب اس کو سننا نہ سننا تمہارے اختیار میں ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو موعود آنے والا تھا وہ مَیں ہی ہوں اور یہ بھی پکی بات ہے کہ اسلام کی زندگی عیسیٰ کے مرنے میں ہے"۔

(لیکچر لدھیانہ۔ روحانی خزائن جلد20 صفحہ290)

پھر آپؑ فرماتے ہیں "میرے نادان مخالفوں کو خدا روز بروز انواع واقسام کے نشان دکھلانے سے ذلیل کرتا جاتا ہے اور میں اسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اس نے ابراہیمؑ سے مکالمہ مخاطبہ کیا اور پھر اسحٰقؑ

سے ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر میں ایک دم کے لئے بھی اِس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جائے۔ وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا یقینی اور قطعی ہے۔ اور جیسا کہ آفتاب اور اس کی روشنی کو دیکھ کر کوئی شک نہیں کرسکتا کہ یہ آفتاب اور یہ اس کی روشنی ہے ایسا ہی میں اس کلام میں بھی شک نہیں کرسکتا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر نازل ہوتا ہے اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا کی کتاب پر"۔

(تجلیات الٰہیہ۔ روحانی خزائن جلد20 صفحہ412-411)

کھڑا ہو جاؤں۔ اور دوسری طرف اس نے دل بھی تیار کر دیئے ہیں جو میری باتوں کے ماننے کے لئے مستعد ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ جب سے خدا نے مجھے دنیا میں مامور کر کے بھیجا ہے اسی وقت سے دنیا میں ایک انقلاب عظیم ہو رہا ہے۔ یورپ اور امریکہ میں جو لوگ حضرت عیسیٰؑ کی خدائی کے دلدادہ تھے اب ان کے محقق خود بخود اس عقیدہ سے علیحدہ ہوتے جاتے ہیں"۔ اور اب تو بے شمار لوگ ایسے ہو گئے ہیں جو اس عقیدے کی نفی کرنے والے ہیں۔ "اور وہ قوم جو باپ دادوں سے بتوں اور دیوتوں پر فریفتہ تھی بہتوں کو ان میں

مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو موعود آنے والا تھا وہ مَیں ہی ہوں اور یہ بھی پکی بات ہے کہ اسلام کی زندگی عیسیٰ کے مرنے میں ہے

سے اور اسمٰعیلؑ سے اور یعقوبؑ سے اور یوسفؑ سے اور موسیٰؑ سے اور مسیح ابن مریم سے اور سب کے بعد ہمارے نبی ﷺ سے ایسا ہمکلام ہوا کہ آپؐ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی۔ ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت ﷺ کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر میں آنحضرت ﷺ کی اُمّت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرفِ مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ

پھر فرماتے ہیں "وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقعہ ہوگئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں۔ اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہوگئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں۔ اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا

سے یہ بات سمجھ آگئی ہے کہ بت کچھ چیز نہیں ہیں اور گو وہ لوگ ابھی روحانیت سے بے خبر ہیں اور صرف چند الفاظ کو رسمی طور پر لئے بیٹھے ہیں لیکن کچھ شک نہیں کہ ہزارہا بیہودہ رسوم اور بدعات اور شرک کی رسیاں انہوں نے اپنے گلے پر سے اتار دی ہیں اور توحید کی ڈیوڑھی کے قریب کھڑے ہو گئے ہیں۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ کچھ تھوڑے زمانہ کے بعد عنایاتِ الٰہی ان میں سے بہتوں کو اپنے ایک خاص ہاتھ سے دھکا دے کر سچی اور کامل توحید کے اس دارالامان میں داخل کر دے

گی جس کے ساتھ کامل محبت اور کامل خوف اور کامل معرفت عطا کی جاتی ہے۔ یہ امید میری محض خیالی نہیں ہے بلکہ خدا کی پاک وحی سے یہ بشارت مجھے ملی ہے۔ اس ملک میں خدا کی حکمت نے یہ کام کیا ہے تا جلد تر متفرق قوموں کو ایک قوم بنا دے اور صلح اور آشتی کا دن لاوے۔ ہر ایک کو اس ہوا کی خوشبو آ رہی ہے کہ یہ تمام متفرق قومیں کسی دن ایک قوم بننے والی ہے"۔
(لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 181-180)

اللہ تعالیٰ کرے کہ دنیا میں بسنے والے لوگ خاص طور پر مسلمان اس حقیقت کو سمجھنے والے ہوں۔ آپؑ کے دعوے کو سمجھنے والے ہوں اور جلد وہ اس مسیح و مہدی کی بیعت میں آ جائیں جسے اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لیے دنیا میں بھیجا ہے اور ہمیں بھی اپنا حقِ بیعت ادا کرنے والا بنائے۔

پاکستان کے احمدیوں کے لیے، الجزائر کے احمدیوں کے لیے بھی دوبارہ مَیں دعا کے لیے کہنا چاہتا ہوں۔ وہاں حالات دوبارہ کافی بگڑتے جا رہے ہیں یا اوپر نیچے ہوتے رہتے ہیں اور ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کوئی مکمل امن اور سکون آ گیا ہے۔ پاکستان میں بھی ہر روز کوئی نہ کوئی واقعہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح الجزائر میں بھی حکومت کے بعض اہلکاروں کی نیت نیک نہیں لگ رہی۔ دوبارہ کیس کھولنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو پاکستان میں بھی، الجزائر میں بھی اور دنیا کے ہر ملک میں جہاں بھی کوئی احمدی کسی بھی قسم کی تکلیف میں ہے اپنی حفاظت میں رکھے لیکن ساتھ ہی احمدیوں کو بھی توجہ کرنی چاہیے کہ وہ پہلے سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کی طرف جھکیں۔ اپنی عبادتوں کے حق ادا کرنے والے ہوں اور حقوق العباد کو بھی ادا کرنے والے ہوں۔ اپنی حالتوں کو بہتر کرنے والے ہوں اور خدا سے خاص تعلق جوڑنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل 16/اپریل 2021ء صفحہ 5تا9)

دنیا کو جنگ کے خوفناک حالات اور تباہ کاریوں سے بچانے کے لیے

خصوصی دعاؤں کی تحریک

امام جماعت احمدیہ عالمگیر حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 25/ فروری 2022ء میں دنیا کے موجودہ حالات کے پیشِ نظر احمدیوں کو دعائیں کرنے کی تحریک فرمائی۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"دنیا کے موجودہ حالات انتہائی خطرناک ہو رہے ہیں اور (کشیدگی میں) بڑھتے جا رہے ہیں۔ اگر یہ اسی طرح بڑھتا رہا تو صرف ایک ملک نہیں بلکہ بہت سے ممالک اس میں شامل ہو جائیں گے اور پھر اس کے خوفناک انجام کا اثر نسلوں تک رہے گا۔ خدا کرے کہ لوگ خدا تعالیٰ کو پہچاننے والے ہوں اور اپنی دنیاوی خواہشات کی تسکین کے لیے انسانوں کی جانوں سے نہ کھیلیں۔

ہم تو دعا کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں، سمجھا سکتے ہیں اور سمجھاتے ہیں اور ایک عرصے سے یہ کام کر رہے ہیں لیکن ان دنوں میں خاص طور پر احمدیوں کو دعا کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ جنگ کے خوفناک حالات اور تباہ کاریوں سے جن کا تصوّر بھی انسان نہیں کر سکتا انسانیت کو بچا کر رکھے، آمین"۔

مؤرخہ 4 مارچ 2022ء کے خطبہ جمعہ میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسی تسلسل میں دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

"اب تو ایٹمی جنگ کی بھی دھمکیاں دی جانے لگی ہیں۔ پہلے بھی کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ اس کے نتائج اگلی نسلوں کو بھی بھگتنے پڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ان لوگوں کو عقل دے۔ اِن دنوں میں درود بھی بہت پڑھیں، استغفار بھی بہت کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک وقت میں جماعت کو خاص طور پر تلقین فرمائی تھی کہ رکوع کے بعد کھڑے ہو کے

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

کی دعا کیا کریں تو اس کو بھی آج کل بہت زیادہ پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ حسنات سے بھی نوازے اور ہر قسم کے آگ کے عذاب سے سب کو بچائے"۔ (آمین)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

قسط اوّل

نظامِ جماعتِ احمدیہ کے اِمتیازات

اس کی غیر معمولی برکات اور ہمارا فرض

(مکرم مولانا نصیر احمد قمر صاحب۔ایڈیشنل وکیل الاشاعت۔لندن)

جماعت اُن افراد کے مجموعہ کو کہتے ہیں جو ایک امام کی ماتحتی میں متحد ہو کر کام کرنے کا فیصلہ کر چکے ہوں اور ایک متحدہ پروگرام کے مطابق کام کر بھی رہے ہوں۔ ایک اندازے کے مطابق اس وقت دنیا میں مسلمانوں کی تعداد ایک ارب اَسّی کروڑ سے زائد ہے۔ اِن پر نظر ڈالیں تو معلوم ہو گا کہ وہ اتنے فرقوں اور گروہوں میں بٹ چکے ہیں اور ان کے درمیان ایسے شدید اختلاف پائے جاتے ہیں کہ ان کے باہمی اتحاد کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی۔

جہاں تک متحدہ پروگرام کا تعلق ہے تو ان مسلمانوں کا کوئی متّحدہ پروگرام بھی نہیں۔ نہ سیاسی، نہ تمدّنی، نہ مذہبی۔غرض پروگرام کے لحاظ سے بھی مسلمان ایک جماعت نہیں۔ وہ انسانوں کا ایک اَنبوہِ عظیم تو کہلا سکتا ہے لیکن انہیں ایک جماعت نہیں کہا جا سکتا۔ کہنے کو تو عالم اسلام میں وحدت پیدا کرنے کے لئے ’رابطہ عالمِ اسلامی‘ جیسی تنظیمیں بھی موجود ہیں اور اتحاد بین المسلمین کے نام پر بھی کئی نام نہاد جماعتیں قائم ہیں۔ لیکن حقیقی وحدت عنقا ہے۔ تَحۡسَبُهُمۡ جَمِيۡعًاوَّ قُلُوۡبُهُمۡ شَتّٰى کا مضمون ان پر صادق آتا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک گروہ کا دائرہ عمل محدود ہے اور قوّتِ عمل مفقود۔

آج رُوئے زمین پر خلافت حقّہ اسلامیہ سے وابستہ صرف جماعت احمدیہ ہی وہ واحد عالمی جماعت ہے جو ایک امام اور خلیفہ ُوقت کے ہاتھ پر بیعت کر کے للّٰہی محبت اور حقیقی اسلامی وحدت کی لڑی میں اِس طرح پروئی ہوئی ہے کہ خلیفہ ُوقت اور جماعت ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ اور ایک ہی وجود کے دو زاویے۔ اُن کا باہمی اِتّحاد اور اِتّصال اور تعلّق بڑا گہرا، مضبوط اور مستحکم ہے۔ آج تمام عالَم میں یہی جماعت احمدیہ ایک جماعت ہے جو 213 ممالک میں پھیلی ہوئی ہونے کے باوجود ایک جمعیت رکھتی ہے، ایک مرکز رکھتی ہے اور دُور دُور پھیلے ہوئے احمدیوں کے دل بھی آپس میں اِس طرح جُڑے ہوئے ہیں کہ گویا وہ ایک ہی وجود کے مختلف اعضاء ہیں۔ دنیا کے کسی ملک میں کسی احمدی کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے اور اس تکلیف کی خبر جب پھیلتی ہے تو ساری جماعت اس تکلیف میں شریک ہوتی اور اس کے ازالہ کے لئے اپنے امام کی ہدایت کے تابع متحرّک ہو جاتی ہے۔ یہ للّٰہی اُلفت ومحبّت اور ہمدردی واُخُوّت اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ڈالی ہے۔ یہ وہ دولت ہے جو زمین وآسمان کے خزانوں کے عوض بھی حاصل نہیں ہوسکتی۔ باہمی محبّت ومَوَدَّت کا یہ رشتہ جماعت کا سرمایہ بھی ہے اور جماعت کی ناقابل تسخیر طاقت بھی۔

جماعت احمدیہ کا نظام ملکی، قومی یا علاقائی حدود میں مقیّد نہیں۔ یہ جماعت نہ مشرقی ہے، نہ مغربی۔ بلکہ رحمت للعالمین ﷺ کے فیضان سے اور آپ ﷺ کی دی ہوئی بشارات کے طفیل قائم ہونے والی ایک عالمی جماعت ہے۔ اس کا دائرہ کار اور دائرہ فیض تمام ملکوں اور سب قوموں اور سارے زمانوں کے لئے ہے۔

جماعت احمدیہ کا نظام ہر قسم کے قومی ونسلی تفاخر، لِسانی تعصّبات اور اَمارت وغربت کے امتیازات سے پاک، حقیقی اسلامی مساوات پر قائم ہے۔ یہاں کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، یا کسی اَسۡوَد کو اَحۡمَر پر یا اَحۡمَر کو اَسۡوَد پر محض اپنی قومیت یا زبان یا رنگ ونسل کی بنا پر کوئی فضیلت نہیں دی جاتی بلکہ اِس نظام میں وجہِ فضیلت صرف تقویٰ ہے۔ چنانچہ اس نظام میں آپ کو ہزارہا ایسے احمدی دکھائی دیں گے جو اگرچہ دنیوی لحاظ سے کوئی غیر معمولی علم وفضل اور وجاہت یا مال ودولت اور شان وشوکت نہیں رکھتے لیکن اپنے اخلاص اور فدائیت اور دین سے محبّت اور تقویٰ وصلاحیّت کی وجہ سے جماعت کے اندر خدمت کے مقاماتِ محمودہ پر فائز ہیں۔

جماعت احمدیہ ایک دینی جماعت ہے۔ اِس کے نظام کا مِزاج لِلّٰہی محبّت اور باہمی تکریم کے خمیر سے گوندھا گیا ہے۔ اِس میں کسی قسم کے اِکراہ، جبر وتشدّد اور خوف وہراس کو کوئی دخل نہیں۔ ’محبّت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں‘ اِس کا ماٹو ہے۔ اور تعاون عَلَى الۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰى اور مسابقت فی الخیرات اِس کا دستور العمل۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت احمدیہ کے نظام کی خوبی اور اِس کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”جماعت احمدیہ کا نظام ایک ایسا نظام ہے جو بچپن سے لے کر مرنے تک ہر احمدی کو ایک پیار اور محبّت کی لڑی میں پرو کر رکھتا ہے۔ بچہ جب سات سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو اُسے ایک نظام کے ساتھ وابستہ کر دیا جاتا ہے اور وہ مجلس اطفال الاحمدیہ کا ممبر بن جاتا ہے۔ ایک بچّی جب سات سال کی عمر کو پہنچتی ہے تو وہ ناصرات الاحمدیہ کی رُکن بن جاتی ہے جہاں اُنہیں ایک ٹیم وَرک کے تحت کام کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ پھر اِنہی میں سے سائق بنا کر اپنے عہدیدار کی اطاعت کا تصوّر پیدا کیا جاتا ہے۔ پھر پندرہ سال کی عمر کو جب

پہنچ جائیں تو بچے خدام الاحمدیہ کی تنظیم میں اور بچیاں لجنہ اماءاللہ کی تنظیم میں شامل ہو جاتی ہیں اور ایک انتظامی ڈھانچے کے تحت بچپن سے تربیت حاصل کر کے اُوپر آنے والے بچے اور بچیاں ہیں جب نوجوانی کی عمر میں قدم رکھتے ہیں تو اِن نیک تنظیموں میں شامل ہونے سے جماعتی نظام اور طریقوں سے اُن کو مزید واقفیت پیدا ہوتی ہے۔ اور عمر کے ساتھ ساتھ کیونکہ اب یہ بچے اور بچیاں اِس عمر کو پہنچ جاتے ہیں جس میں شعور پیدا ہو جاتا ہے اِس لئے پندرہ سال کی عمر کے بعد یہ خود بھی اپنے میں سے ہی اپنے عہدیدار منتخب کرتے ہیں اور اُن کے تحت اِن کی تربیت ہو رہی ہوتی ہے اور نظام چل رہا ہوتا ہے۔......اور پھر مرکزی ہدایات کی روشنی میں متفرق امور اور تربیتی امور خود سرانجام دے رہے ہوتے ہیں اور ان پر عمل بھی کرتے ہیں۔ تو بچپن سے ہی ایسی تربیت حاصل کرنے کی وجہ سے، ایسے پروگراموں میں شمولیت کی وجہ سے اُن کو ٹریننگ ہو جاتی ہے۔ اور پھر یہی بچے جب بڑے ہوتے ہیں اور جماعتی نظام میں پوری طرح سموئے جاتے ہیں تو جماعتی کاموں میں بھی زیادہ مفید وجود ثابت ہوتے ہیں اور اِس نظام کا ایک حصّہ بنتے ہیں''۔ اِسی سلسلہ میں آپ نے فرمایا کہ:

''ابتدا سے ہی جماعت کے ہر بچے کے ذہن میں جماعتی نظام کا ایک تقدّس اور احترام پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اِسی احترام اور تقدّس کے تحت وہ پروان چڑھتا ہے۔ اور چونکہ ابتدا سے ہی نظام کا تصوّرِ پیار و محبّت اور بھائی چارے اور مِل جُل کر کام کرنے کی روح کے ساتھ وہ بچہ پروان چڑھ رہا ہوتا ہے اور پھر خلیفۂ وقت کے ساتھ ہر موقع پر ذاتی پیار و محبّت کا تعلّق اِس ٹریننگ کی وجہ سے ہو رہا ہوتا ہے اور ہو جاتا ہے۔ اِس لئے ہر فردِ جماعت جب جماعت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لے رہا ہو اور اپنے عہدیداران کی اطاعت بخوشی کرتا ہے تو اِس لئے کرتا ہے کہ بچپن سے نظام کے بارہ میں پڑنے والی آواز اور خلیفۂ وقت سے ذاتی تعلّق اور پیار کی وجہ سے مجبور ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے نظامِ جماعت چونکہ مضبوط بنیادوں پر قائم ہو چکا ہے اور خلیفۂ وقت کی براہِ راست اُس پر نظر ہوتی ہے اِس لئے نئے شامل ہونے والے، نومبایعین بھی، اُن احمدیوں کے علاوہ بھی جو پیدائشی احمدی ہوں، بڑی جلدی نظام میں سموئے جاتے ہیں''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 دسمبر 2003ء خطباتِ مسرور جلد اوّل صفحہ 514 تا 516)

پروگرام کے لحاظ سے بھی جماعت احمدیہ مُسلمہ ہی ایک متحدہ پروگرام رکھتی ہے۔ اس کا دائرہ کار تمام دنیا ہے اور دینِ اسلام کو تمام اَدیان پر غالب کرنے کے لئے صرف یہی ایک جماعت ہے جو اپنے امام کے تابع اپنی تمام قوتیں صَرف کرتے ہوئے نہایت درجہ منظّم طور پر کامیابی و کامرانی کے ساتھ ایک مُقدّس جہاد کر رہی ہے۔

ساری دنیا میں آباد مختلف رنگوں اور نسلوں کے احمدی مسلمان جو نظامِ جماعت سے وابستہ ہیں، سبھی ایک ہی رنگ یعنی رنگِ تقویٰ سے آراستہ ہیں اور باوجود مختلف قوموں اور مختلف زبانوں کے خدا تعالیٰ کی توحید کے تابع اِس طرح مومنانہ اُخوّت میں پروئے گئے ہیں کہ گویا ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔ اُن کی سوچ کے دھارے اپنے امام کی سوچ کے تابع ایک ہی طرف بہتے ہیں۔ اور اُن کے قدم ایک ہی منزل کی طرف بڑھتے ہیں جو تمام دنیا میں خدا تعالیٰ کی سچی اور خالص اور چمکتی ہوئی توحید کے قیام اور حجت اور برہان اور آسمانی روشن نشانات کے ذریعہ عالمگیر غلبۂ اسلام کی منزل ہے۔

احمدیت کسی سوسائٹی کا نام نہیں جو اصلاحی پروگرام کے ماتحت قائم کی گئی ہو۔ اور نہ وہ دنیا کے نظاموں میں سے ایک نظام ہے جس کا مقصد کسی خاص سکیم کا اجراء ہو۔ بلکہ یہ ایک خالصۃً الٰہی تحریک ہے جو اُسی طریق اور منہاج پر قائم کی گئی ہے جس طرح قدیم سے الٰہی سلسلے قائم ہوتے آئے ہیں۔ اور اصولی رنگ میں اس کا وہی نظام ہے جو ہر الٰہی سلسلہ کا ہوا کرتا ہے اور یہ جماعت چشمۂ نبوت سے سیراب اور اُن تمام برکات سے فیضیاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمّتی نبی کے ساتھ وابستہ فرما رکھی ہیں۔ یعنی اِس زمانہ میں ایک دفعہ پھر بڑی شان کے ساتھ محمدی فیوض و برکات کا دروازہ کھولا گیا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب سلسلۂ بیعت کا آغاز فرمایا تو اِس جماعت کے قیام کی غرض و غایت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفۂ متقین، یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متّقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے۔ اور اُن کا اِتّفاق اسلام کے لئے بَرکت و عظمت و نتائج خیر کا مُوجب ہو اور وہ ببرکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک اور مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں اور ایک کاہل اور بخیل و بے مَصرف مسلمان نہ ہوں۔ اور نہ اُن نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ اور نا اِتّفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ اور اس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے۔ اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں۔ بلکہ وہ ایسے قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں۔ یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشقِ زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں۔ اور تمام تر کوشش اِس بات کے لئے کریں کہ اُن کی عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبّتِ الٰہی اور ہمدردیٔ بندگانِ خدا کا پاک چشمہ ہر یک دل سے نکل کر ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے''۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد نمبر 3 صفحہ 561-562)

آپؑ نے فرمایا:

''بیعت سے اصل مدّعا یہ ہے کہ اپنے نفس کو اپنے رہبر کی غلامی میں دے کر وہ علوم اور معارف اور برکات اس کے عوض میں لیوے جن سے ایمان قوی ہو اور معرفت بڑھے اور خدا تعالیٰ سے صاف تعلّق پیدا ہو''۔

(ضرورت الامام۔ روحانی خزائن جلد 13۔ صفحہ 498)

چنانچہ آپ کی قوتِ قدسیہ، دردمندانہ دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید سے، اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کی مصداق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی مثیل اور ان کے ہم رنگ سعید

فطرت اور تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت وجود میں آئی جنہوں نے اُن تمام برکات سے حصہ پایا جو مسیح موعودؑ اور مہدی معہود کے وجود کے ساتھ وابستہ کی گئی تھیں۔ اُنہوں نے خدا تعالیٰ کے نشانوں اور تازہ بہ تازہ تائیدات سے نُور اور یقین کو پایا۔ اُنہوں نے خدا کی راہ میں لوگوں کے ٹھٹھے اور ہنسی اور لعن طعن اور طرح طرح کی دلآزاری اور قطعِ رحم وغیرہ کے صدمات بھی اٹھائے مگر اُن کے ایمان متزلزل نہیں ہوئے اور ان کے پایۂ ثبات میں کوئی لغزش نہیں آئی۔

الٰہی جماعت کا طُرّۂ امتیاز یہ ہے کہ وہ ہمیشہ ایک واجب الاطاعت امام کے تابع ہوتی ہے۔ امام کے بغیر جماعت کا تصوّر ہی غلط ہے۔ جب تک نبی زندہ ہے نبی اُن کا امام ہوتا ہے اور نبی کی وفات کے بعد اُس کا خلیفہ ان کا امام ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ کا نظام ''خلافت علیٰ منہاج نبوت'' پر اُستوار ہوا۔ خلیفۂ وقت اس نظام کا مستقل اور مرکزی نقطہ ہے۔ وہ اس کا دل اور اِس کا دماغ ہے۔ اس کا مرکز ومحور اور اِس کی رُوحِ رواں ہے۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''یہ اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ پر بہت بڑا احسان ہے کہ اُس نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعد نظامِ خلافت جماعت میں جاری فرمایا اور اس نظامِ خلافت کے گرد جماعت کا محلّہ کی سطح یا کسی چھوٹی سے چھوٹی اِکائی سے لے کر شہری اور ملکی سطح تک کا نظام گھومتا ہے۔ یعنی کسی چھوٹی سے چھوٹی جماعت کے صدر سے لے کر ملکی امیر تک کا بلاواسطہ یا بالواسطہ خلیفۂ وقت سے رابطہ ہوتا ہے۔ پھر ہر گھر انفرادی طور پر بھی رابطہ کرسکتا ہے۔ ہر فردِ جماعت خلیفۂ وقت سے رابطہ رکھتا ہے''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 31 دسمبر 2004 خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 942)

یہ خلافتِ حقّہ وہ عظیم الشان اور بابرکت، پاک اور مُقدّس، روحانی سِیادت وامامت ہے جسے آسمانی تائیدات حاصل ہیں اور جس کی بَرکت سے ہم اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرتوں کے تازہ بہ تازہ نشانات کو دیکھتے اور اُن سے اپنے ایمانوں میں تقویت حاصل کرتے ہیں۔

یہ وہ خلافتِ حقّہ ہے جس سے سچّی اور پُرخلوص وابستگی اور کامل اطاعت کی برکت سے دلوں کا تزکیہ ہوتا ہے اور ہم قرآنِ مجید کے پُرمعارف حقائق ودقائق اور اُس کی لازوال حکمتوں سے فیضیاب ہوتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''انسان اکیلی نماز زیادہ پڑھتا ہے۔ جماعت کے ساتھ نماز گو چھوٹی اور مختصر ہی ہو مگر اُس میں ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ امام کے ماتحت اعمال میں کس قدر زیادتی ہوتی ہے۔ پس یہ ایک عظیم الشان نعمت ہے جو خدا نے ہم کو دی ہے''۔ (خطبات نُور صفحہ 12)

چنانچہ یہ نظامِ خلافت کے تابع قائم نظامِ جماعت سے وابستگی کی ہی بَرکت ہے کہ اللہ تعالیٰ تقویٰ شِعار، مخلص اور وفادار، اطاعت گزار احمدیوں کے اموال ونفوس میں، اُن کے علم وعمل میں، اُن کی عزّت ووقار میں غیر معمولی بَرکت رکھ دیتا ہے اور خدمتِ اسلام اور خدمتِ بنی نوع انسان کے لئے کی گئی اُن کی معمولی مساعی کے غیر معمولی نتائج اور ثمرات عطا فرماتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اِس سلسلہ کے قیام سے وابستہ یہ خواہش تھی کہ اس کے افراد ایسے ہوں جو ''اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشقِ زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں۔ اور تمام تر کوشش اس بات کے لئے کریں کہ ان کی عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبّتِ الٰہی اور ہمدردیٔ بندگانِ خدا کا پاک چشمہ ہر یک دل سے نکل کر ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے''۔

ہمارا مشاہدہ اور روزمرّہ کا تجربہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی یہ مبارک خواہش خلافتِ حقّہ اِسلامیہ احمدیہ کے ذریعہ بڑی عظمت اور شان سے پوری ہو رہی ہے۔ تمام دنیا میں پھیلنے والی اس کی عام برکات کی تفصیل تو بہت طویل اور سو سال سے زائد عرصہ پر محیط ہے، تاہم اس کا ایک طائرانہ جائزہ کچھ اس طرح سے ہے:

آج مَنصّۂ عالَم پر مُسلم جماعت احمدیہ عالمگیر ہی وہ واحد جماعت ہے جسے تنِ تنہا دنیا کی 76 زبانوں میں مکمل قرآنِ مجید کے تراجم کی اشاعت کی توفیق اور سعادت حاصل ہے اور یہ سلسلہ بتدریج آگے بڑھ رہا ہے۔

خدا تعالیٰ کی سچی توحید اور حقیقی عبادت کے قیام کے لئے مساعی کے تحت ہزار ہا مساجد تعمیر کی جا چکی ہیں اور ہر سال ان میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

قرآنی حقائق ومعارف پر مشتمل تفاسیر، احادیث نبویہ اور مختلف اسلامی موضوعات پر مشتمل نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا لٹریچر دنیا کی کم وبیش 125 زبانوں میں طبع ہو چکا ہے اور مزید زبانوں میں تراجم کا سلسلہ جاری ہے۔

مختلف زبانوں میں شائع ہونے والے جماعتی اخبارات ورسائل کے علاوہ، جماعتی ویب سائٹس، انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے مختلف ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے اور اسی طرح مختلف نمائشوں اور بُک فیئرز میں شامل ہو کر، بک سٹالز لگا کر، انفرادی وذاتی رابطوں کے ذریعہ اور بہت سے مقامات پر گھر گھر جا کر داعیان الی اللہ کے ذریعہ اسلام کا پیغام بڑے وسیع پیمانے پر پہنچایا جا رہا ہے۔

اسی غرض سے مبلّغین ومعلّمین اور واعظین ومربّیان کی تیاری کے لئے جامعات کا ایک مربوط عالمی نظام قائم ہے۔ چنانچہ قادیان اور ربوہ کے بعد کینیڈا، برطانیہ، جرمنی، بنگلہ دیش، غانا، سیرالیون، بورکینافاسو، تنزانیہ اور انڈونیشیا میں بھی یہ ادارے مضبوط بنیادوں پر قائم ہو چکے ہیں اور ان سے ہر سال بکثرت مربّیان ومعلّمین تیار ہو کر میدانِ عمل میں خدمتِ دین کی توفیق پا رہے ہیں۔

پھر کئی ممالک میں جماعت کے قائم کردہ ریڈیو اسٹیشنز کے علاوہ، ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے آٹھ چینلز کے ذریعہ روزانہ 24 گھنٹے، دنیا کے تمام برّاعظموں میں، مختلف زبانوں میں، اسلام کی تبلیغ کا کام جاری ہے۔

الغرض اسلام احمدیت کا تعارف غیر معمولی طور پر دنیا کے ہر طبقے میں، ہر سطح پر ہو رہا ہے اور صرف عوام الناس ہی نہیں بلکہ دنیا کی حکومتوں کے سرکردہ لوگوں اور ایوانوں میں بھی یہ پیغام نہایت ہی مؤثر رنگ میں پہنچ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے قبولیت بھی حاصل ہو رہی ہے اور ہر سال لاکھوں افراد حلقہ بگوشِ اسلام ہو رہے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک موقع پر فرمایا:

"یہ خلافت کی ہی برکت ہے کہ تبلیغ اسلام کا وہ کام جو اِس وقت دنیا میں کوئی اور جماعت نہیں کر رہی، صرف جماعت احمدیہ کر رہی ہے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 19 اکتوبر 1956ء)

آپؓ نے فرمایا:

"تم دیکھ لو ہماری جماعت کتنی غریب ہے لیکن خلافت کی وجہ سے اسے بڑی حیثیت حاصل ہے اور اس نے وہ کام کیا ہے جو دنیا کے دوسرے مسلمان نہیں کر سکے۔ مصر کا ایک اخبار الفتح ہے جو سلسلہ کا شدید مخالف ہے۔ اس میں ایک دفعہ کسی نے مضمون لکھا کہ گذشتہ تیرہ سو سال میں مسلمانوں میں بڑے بڑے بادشاہ گزرے ہیں مگر انہوں نے اسلام کی وہ خدمت نہیں کی جو اِس غریب جماعت نے کی ہے"۔ آپؓ نے فرمایا:

"یہ صرف خلافت کی ہی برکت تھی جس نے احمدیوں کو ایک نظام میں پرو دیا اور اس کے نتیجہ میں انہیں طاقت حاصل ہوگئی"۔

(افتتاحی خطاب بر موقع سالانہ اجتماع انصار اللہ مرکزیہ۔ 26 اکتوبر 1956ء۔ سبیل الرشاد جلد اوّل صفحہ 117-116)

اسی طرح خلافت احمدیہ کے زیر ہدایت ونگرانی ہمدردیٔ بنی نوع انسان اور خدمتِ خلق کے متعدد منصوبے اور تحریکات جماعت میں جاری ہیں۔ چنانچہ متعدد غریب اور پسماندہ ممالک میں بیسیوں تعلیمی وطبّی ادارے، اسپتال اور کلینکس اور ہومیو پیتھک ڈسپنسریز قائم ہیں۔ یتامیٰ کی خبر گیری کے لئے 'دارالاکرام' جیسے ادارے موجود ہیں۔

مختلف قدرتی آفات، زلازل، سیلاب، قحط اور وباؤں کے موقع پر، یا جنگوں یا دیگر حوادث کے نتیجہ میں متاثرین کی امداد کے لئے ہمیشہ نظامِ جماعت خدمتِ انسانیت میں پیش پیش ہوتا ہے۔

خدمتِ خلق کے لئے جماعت کی قائم کردہ تنظیم Humanity First اقوام متحدہ کے معاشی اور معاشرتی ادارے ECOSOC کے پاس رجسٹرڈ ہونے کے ساتھ ساتھ دنیا کے 60 ممالک میں بھی رجسٹرڈ ہوچکی ہے اور اس کے تحت بھی سکولوں اور اسپتالوں کی تعمیر، میڈیکل کیمپس کے قیام، مستحق طلباء کے لئے تعلیمی وظائف، اسی طرح مختلف ہنر سکھانے کے ادارے اور Water for life, Feed a Village, Orphan Care, Food Banks, Gift of Sight,Disaster relief وغیرہ متعدد منصوبے جاری ہیں۔

اسی طرح احمدی آرکیٹیکٹس اور انجنیئرز کی ایسوسی ایشن اور جماعت کی ذیلی تنظیموں کے تحت بھی خلیفۂ وقت کی زیرِ ہدایت خدمتِ خلق اور خدمتِ انسانیت کے بہت سے کام ہو رہے ہیں جن سے ہر سال لاکھوں افراد مستفید ہوتے ہیں۔

اگرچہ جماعت احمدیہ کے اکثر افراد دنیاوی اور مادّی وسائل کے لحاظ سے بہت معمولی حیثیت رکھتے ہیں اور جماعت کے پاس نہ تو تیل کی دولت ہے اور نہ دوسرے معدنی ذخائر اسے حاصل ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو ایسی سیادت عطا فرمائی ہے جو اُس مالک الملک سے مؤیّد ومنصور ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اِس جماعت کے امام کو ایسے متّبعین عطا فرمائے ہیں جو سچّے دلوں اور اخلاص وایثار کی دولت سے مالامال ہیں۔ چنانچہ اشاعتِ اسلام اور خدمتِ بنی نوع انسان کے لئے خلیفۂ وقت کی طرف سے جو بھی منصوبے اور پروگرام جماعت کے سامنے رکھے جاتے ہیں افرادِ جماعت اُن پر والہانہ لبّیک کہتے ہیں۔ اور دین کو دنیا پر مقدّم کرتے ہوئے جان، مال، وقت اور عزّت کی قربانیاں پیش کرتے ہوئے اور ان نہایت روشن اور درخشندہ قربانیوں کی زرّیں داستانیں رقم کرتے ہوئے قربِ الٰہی کی منازل طے کرتے چلے جاتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان تمام کاموں کا نقشہ کھینچتے ہوئے نصیحت فرمائی:

"یہ جماعت احمدیہ کا ہی خاصّہ ہے کہ جس حد تک توفیق ہے خدمتِ خلق کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہے اور جو وسائل میسّر ہیں اُن کے اندر رہ کر جتنی خدمتِ خلق اور خدمتِ انسانیت ہوسکتی ہے، کرتے ہیں۔ انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی احباب جماعت کو جس حد تک توفیق ہے بھوک مٹانے کے لئے، غریبوں کے علاج کے لئے، تعلیمی امداد کے لئے، غریبوں کی شادیوں کے لئے، جماعتی نظام کے تحت مدد میں شامل ہو کر بھی عہد بیعت کو نبھاتے ہیں اور نبھانا چاہئے بھی"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12 ستمبر 2003ء)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم سب اِن بے پایاں افضال وبرکات کو سمیٹنے کے لئے اپنی ذمہ داریاں سمجھنے اور ان سے عہدہ برآ ہونے والے ہوں، آمین۔

(باقی آئندہ، ان شاء اللہ)

جلسہ ہائے یومِ مصلح موعودؓ

محض اللہ تعالیٰ کے فضل ورحم کے ساتھ جماعت احمدیہ جرمنی کو امسال بھی جماعتی روایات کے مطابق 20 فروری 2022ء بروز اتوار کو 11 لوکل امارات اور بیسیوں مقامی جماعتوں کے ساتھ جامعہ احمدیہ جرمنی میں بھی جلسہ یوم مصلح موعودؓ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ جن میں احباب جماعت کی کثیر تعداد نے بذریعہ انٹرنیٹ اور ٹیلیفون شرکت کی جبکہ بعض مساجد میں احباب جماعت کے آنے کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔ ہر جگہ جلسہ کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم اور نظم کے ساتھ ہوا۔ بعد ازاں سیرت حضرت مصلح موعودؓ اور آپؓ سے متعلق پیشگوئی کے مختلف پہلوؤں پر مربیان سلسلہ اور دیگر مقررین نے تقاریر کیں۔ ان تقاریر میں پیشگوئی مصلح موعودؓ کی اہمیت اجاگر کرنے کے ساتھ اس کے مصداق کے بارہ میں دلائل پیش کئے گئے۔ اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت اور جماعت کے استحکام کے لئے آپ کی کوششوں اور مساعی پر روشنی ڈالی نیز آپ کی جاری کردہ بابرکت تحریکات اور نظام خلافت کی اہمیت واضح کی گئی۔ احباب جماعت نے جلسہ مصلح موعودؓ پر گھروں میں اچھے کھانے بنائے اور جلسہ میں شرکت کے مناظر کی خوبصورت انداز میں منظر کشی بھی کی۔

(رپورٹ: مکرم فیروز ادیب اکمل صاحب۔ مربی سلسلہ)

جب جلسہ سالانہ 1939ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے پہلی مرتبہ لوائے احمدیت لہرایا

انگریزی تحریر: مکرم آصف محمود باسط صاحب لندن

تارید: مکرم زاہد ندیم بھٹی صاحب

اسلامی اقدار کی عظمت وسربلندی کا نشان

لوائے احمدیت

1939ء میں عہد خلافت ثانیہ کے پچیس سال پورے ہوئے تو اس مناسبت سے جماعت احمدیہ عالمگیر نے اس سال خلافت جوبلی منانے کا فیصلہ کیا اور اس کی مختلف تقریبات اور پروگراموں کی منصوبہ بندی کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اس کمیٹی نے جوبلی تقریبات منانے کے لئے بہت سی تجاویز مرتّب کیں جن میں سے ایک تجویز یہ بھی تھی کہ جماعت احمدیہ کا ایک جھنڈا ہونا چاہیے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں درخواست کی جائے کہ حضور اپنے دستِ مبارک سے اُس لوائے احمدیت کو لہرا کر جوبلی تقریبات کا افتتاح فرمائیں۔

خلافت جوبلی کمیٹی کی رپورٹ مجلس مشاورت 1939ء میں پیش ہونے پر ممبرانِ شوریٰ نے لوائے احمدیت کی تجویز سے متعلق تفصیل سے اظہار خیال کیا۔ کچھ ممبران کا خیال تھا کہ عَلم دُنیوی حکومتوں کے نشان ہوتے ہیں لہٰذا سرِدست اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اس پر حضرت مصلح موعودؓ نے علماء سلسلہ عالیہ احمدیہ سے اس بارہ میں مشورہ طلب فرمایا۔ جس پر حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ جب آنحضرت ﷺ مدینہ میں عید کی نماز ادا کرنے تشریف لے گئے تو عید گاہ میں اسلامی جھنڈا سر بلند تھا۔ بعینہٖ حجۃ الوداع کے موقعہ بھی عَلم اسلام لہرایا گیا۔ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے بیان کیا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی ایک رویاء صادقہ سے بھی جھنڈے کا موجود ہونا ثابت ہے۔

ممبران شوریٰ اور علماء سلسلہ عالیہ احمدیہ سے آراء لینے کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے رائے شماری کے لئے ارشاد فرمایا جس پر 376 ممبران نے لوائے احمدیت کے بنائے جانے کے حق میں ووٹ دیا اور حضرت مصلح موعودؓ نے کثرت رائے کو قبول فرماتے ہوئے لوائے احمدیت کے بنائے جانے کا ارشاد فرمایا۔ اس موقع پر آپؓ نے اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا:

''یہ تو ثابت ہے کہ رسول کریم ﷺ کا جھنڈا قائم رکھا جاتا تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اب تک ترکوں کے پاس رسول کریم ﷺ کا جھنڈا موجود ہے۔ یہ صحیح ہو یا نہ ہو۔ بہرحال ایک لمبے عرصہ تک مسلمانوں کے پاس جھنڈا قائم رہا۔ اس لیے اس زمانہ میں بھی جو ابھی احمدیت کا ابتدائی زمانہ ہے۔ ایسے جھنڈے کا بنایا جانا اور قومی نشان قرار دینا جماعت کے اندر خاص قومی جوش کے پیدا کرنے کا موجب ہوسکتا ہے۔ اسی طرح تجویز کے دوسرے حصہ یعنی جھنڈے کو لہرانے سے متعلق بھی

دائیں سے بائیں: مکرم میر قمر سلیمان صاحب، مکرم ماسٹر رشید احمد زیروی صاحب، مکرم منیر احمد بسمل صاحب، مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب، مکرم محمود احمد بنگالی صاحب، مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب، حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب، مکرم عبد المالک صاحب (ماڈرن ٹیلرز گولبازار ربوہ)

ممبران شوریٰ نے اپنی آراء کا اظہار کیا جنہیں سماعت فرمانے کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے فیصلہ فرمایا کہ لوائے احمدیت کو باقاعدہ سر بلند بھی کیا جائے گا"۔
(رپورٹ مجلس مشاورت 1939ء صفحہ 63)

مجلس شوریٰ کی اس تجویز کو منظور فرما لینے کے بعد اس لوائے احمدیت کی ماہیت اور تیاری کا سوال تھا۔ چنانچہ اس کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے اسی موقع پر لوائے احمدیت کمیٹی قائم فرمائی جس کے صدر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے اور ممبران حضرت سیّد میر محمد اسحاقؓ اور حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ تھے۔ اس موقع پر حضورؓ نے نہایت بنیادی ہدایات سے نوازتے ہوئے فرمایا:

"میرا خیال ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ سے پیسہ پیسہ یا دھیلہ دھیلہ کر کے مخصوص صحابہ سے ایک مختصر سی رقم لے کر اُس سے رُوئی خریدی جائے اور صحابیات کو دیا جائے کہ وہ اُس کو کاتیں اور اُس سوت سے صحابی درزی کپڑا تیار کریں۔ اسی طرح صحابہ ہی اچھی سی لکڑی تراش کر لائیں۔ پھر اُس کو باندھنے کے بعد جماعت کے نمائندوں کے سُپرد کر دیا جائے کہ یہ ہمارا پہلا قومی جھنڈا ہے۔ پھر آئندہ اس کی نقل کروا لی جائے۔ اس طرح جماعت کی روایات اُس سے اس طرح وابستہ ہو جائیں گی کہ آئندہ آنے والے لوگ اس کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار ہوں گے"۔ (رپورٹ مجلس مشاورت 1939ء صفحہ 63)

یہ کمیٹی پرچم کے ڈیزائن، سائز، رنگ کی تعین کے ساتھ ساتھ اس کی تیاری کے تمام مراحل کی ذمہ دار تھی۔

گو یہ تمام امور ممبران کمیٹی کے لئے بالکل نئے تھے مگر انہوں نے حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایات کی روشنی میں اس اہم منصوبہ پر اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ کام کیا اور نہایت گہرائی سے پرچم کے حوالہ سے تاریخ کا مطالعہ کرنے اور مختلف امور کا جائزہ لینے کے بعد اپنی رپورٹ حضورؓ کی خدمت میں پیش کی جس پر حضورؓ نے لوائے احمدیت کے موجودہ ڈیزائن اور اس کے پر نقش کی جانے والی تصاویر اور عبارت کی منظوری عطا فرمائی۔ اس منظوری کے مطابق اٹھارہ فٹ لمبا اور 9 فٹ چوڑا سیاہ رنگ کا پرچم تیار کیا جانا تھا جس کے ایک کنارے پر پورا چاند یعنی بدر جبکہ دوسرے کنارے پر ہلال کا نقش بنایا جانا تھا۔ بدر کے قریب منارۃ المسیح کا نقش اور قرآنِ کریم کی درج ذیل آیت بھی بدر کے اوپر درج کی جانی تھی:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

اور اللہ تمہاری بدر میں بھی امداد کر چکا ہے کہ جب تم کمزور تھے۔ (آل عمران، آیت:124)

کمیٹی کی اس رپورٹ کی منظوری کے بعد لوائے احمدیت کی تیاری کا تاریخی کام شروع ہوا۔ تیاری کے مختلف مراحل نہ صرف نہایت دلچسپ بلکہ ایمان افروز بھی ہیں۔

اس مقدّس کام کا آغاز چندہ جمع کرنے سے کیا گیا جو حضرت مصلح موعودؓ کے منشاء مبارک کے مطابق صحابہؓ اور صحابیاتؓ سے لیا جانا تھا۔ اس سلسلہ میں صحابہؓ کو تحریک کی گئی تو ابتدا میں محض 23 روپے، 8 آنے اور 3 پیسے جمع ہوئے۔ چندہ کے ایسی قلیل مقدار میں جمع ہونے کی وجہ یہ بنی کہ بعض صحابہؓ نے غلطی سے یہ سمجھا کہ اس تحریک میں شاید ایک پیسہ سے زائد قبول نہیں کیا جا رہا۔ لہٰذا دوسری مرتبہ جب زیادہ پُر زور اپیل کی گئی تو اس کے نتیجہ میں مبلغ 130 روپے جمع ہو گئے جو اُس وقت اس منصوبہ کی کامیابی کے ساتھ تکمیل کے لئے کافی تھے۔

رقم جمع ہو چکنے کے بعد اب کپاس کے حصول کا مرحلہ آن پہنچا۔ اس سلسلہ میں حضرت مصلح موعودؓ کا مبارک خیال تھا کہ کیا ہی اچھا ہو اگر یہ کپاس بھی کسی صحابی کے کھیت سے میسر آ سکے۔ اس سلسلہ میں حضرت میاں فقیر محمدؓ صاحب امیر جماعت ونجوان ضلع گورداسپور حضرت اماں جانؓ کی خدمت میں قادیان حاضر ہوئے اور کاتا ہوا دھاگہ پیش کرتے ہوئے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی ہدایات کے مطابق خود اپنے ہاتھوں سے یہ بیج بویا، پانی لگایا، کپاس

مؤرخہ 12 جون 2006ء کو لوائے احمدیت کی نمائش اور اسے محفوظ کیے جانے کے مختلف مراحل کے مناظر

چُنی، صحابہ سے دُھنوایا، صحابیات سے کَتوایا اور اپنے گھر میں سُوت تیار کروایا ہے۔

سُوت وصول پانے کے بعد کپڑا بننے کے مرحلہ پر متعلقہ صحابی نے توجہ دلائی کہ مطلوبہ سائز کے مطابق کپڑا تیار کرنے کے لئے یہ سوت کافی نہ ہوگا۔ اس پر حضرت مولانا عبدالرّحیم درد صاحبؓ، سیکرٹری جوبلی کمیٹی، نے میاں فقیر محمدؓ صاحب کو پیغام بھجوایا کہ اگر ممکن ہو تو وہ اپنی کاشت کردہ مزید کچھ کپاس بھجوائیں۔ اس پر انہوں نے مزید آٹھ دس سیر {ایک سیر اندازاً دو پاؤنڈز کے برابر} روئی حضرت بھائی عبدالرحمٰنؓ صحابی کے ہاتھ قادیان روانہ کی جسے بعد اَزاں حضرت اُمِ طاہر، جنرل سیکرٹری لجنہ اماءاللہ، نے صحابیات سے کَتوا کر سُوت تیار کروایا۔ اب اس سُوت سے دھاگہ بنانے کا مرحلہ تھا جسے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ نے اس کام میں مہارت رکھنے والے بعض دیگر اصحابؓ کے ذریعہ مکمل کروایا۔ ان میں حضرت میاں خیرالدین صاحبؓ سرِفہرست ہیں۔

اگلے مرحلہ پر اس کپڑے سے اٹھارہ فٹ لمبا اور 9 فٹ چوڑا پرچم تیار کیا جانا تھا لٰہذا اب ایسے ماہر صحابہؓ کی ضرورت تھی جو درزی کا کام جانتے ہوں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ بھی بہ آسانی میسّر آگئے اور ان کی محنت اور کاوش سے مطلوبہ پیمائش کا پرچم تیار کرلیا گیا۔ اَزاں بعد فیصلہ کے مطابق پرچم کے اس کپڑے پر بعض علامتی نقوش چھپوانے تھے۔ چنانچہ یہ کام حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمدؒ صاحب کی نگرانی میں مکرم ملک عطاالرحمٰن صاحب کی کوشش سے شاہدرہ ضلع لاہور سے مکمل کروایا گیا۔

کام کی تکمیل کے لئے ایک 62 فٹ لمبے، سیدھے اور صاف لکڑی کے ڈنڈے کا میسر آنا ازبس ضروری تھا جو بظاہر بالکل ناممکن دکھائی دیتا تھا۔ سوچ بچار کے بعد اس کا حل ایک آہنی پائپ کی شکل میں نکالا گیا جو مکرم بابو اکبر علی صاحب کی کوشش سے مہیا ہوا۔

خلافت جوبلی کے بابرکت پروگرام کا آغاز مورخہ 18 دسمبر 1939ء کی صبح ہوا۔ اس دن حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے دو تقاریر فرمائیں، اپنے آخری خطاب میں حضور اقدسؓ نے لوائے احمدیت کی تخلیق کا پسِ منظر بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”جھنڈا نصب کرنے کے متعلق بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں...... رسول کریمؐ نے تو خود جھنڈا باندھا اور فرمایا کہ یہ میں اسے دوں گا جو اس کا حق ادا کرے گا۔ پس یہ کہنا کہ یہ بِدعت ہے تاریخِ اسلام سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ جھنڈا لہرانا ناجائز نہیں...... مَیں نے حضرت مسیح موعودؑ کے مُنہ سے ایک مجلس میں سُنا ہے کہ ہمارا جھنڈا ہونا چاہیے۔ جھنڈا لوگوں کے جمع ہونے کی ظاہری علامت ہے اور اس سے نوجوانوں کے دلوں میں ایک ولولہ پیدا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود

یعنی میرے جھنڈے کی پناہ ہر سعید کو حاصل ہوگی۔

اور اس لحاظ سے بھی ضروری ہے کہ ہم اپنا جھنڈا نصب کریں تا سعید روحیں اس کے نیچے آ کر پناہ لیں۔ یہ ظاہری نشان بھی بہت اہم چیزیں ہوتی ہیں۔ ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔........ پس جھنڈا نہایت ضروری ہے اور بجائے اس کے کہ بعد میں آ کر کوئی بادشاہ اسے بنائے، یہ زیادہ مناسب ہے کہ یہ صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھوں اور موعودہ خلافت کے زمانہ میں بن جائے۔ ....خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں یہ جھنڈا بنانے کی توفیق دی کہ جس سے حضرت مسیح موعودؑ کا ایک شعر ظاہری رنگ میں بھی پورا ہوتا ہے۔ اور اس وجہ سے کہ ہم لوگوں کو باطن کا بھی خیال رہے اور محض ظاہری رسم ہی نہ رہے، میں نے ایک اقرار نامہ تجویز کیا ہے"۔

(روئیداد جلسہ خلافت جوبلی صفحہ 11)

اس تاریخی موقع پر لوائے احمدیت لہرائے جانے کے لئے جلسہ گاہ میں سٹیج کی شمال مغربی جانب ایک 5 فٹ بلند چبوترا تعمیر کیا گیا تھا، چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ دوپہر 2 بج کر 04 منٹ پر سٹیج سے نیچے تشریف لائے اور فرمایا، ہر ایک فرد تسلسل سے یہ دعا دُہراتا رہے:

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

اے ہمارے رب ہماری طرف سے یہ قبول فرما، یقیناً تو بہت سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔ (البقرۃ:128)

حضورؓ خود بھی نہایت پُرسوز اور بلند آواز میں اس دعا کا وِرد کرتے رہے۔ پھر اس چبوترے پر تشریف لے جا کر لوائے احمدیت فضا میں لہرایا۔ پرچم کی تہہ کھُل جانے پر حضورؓ نے رَسی کو ڈھیلا فرمایا اور جوں ہی پرچم اپنی انتہائی بلندی کو پہنچا فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اُٹھی۔ جس وقت پرچم فضا میں بلند ہو رہا تھا ہوا نہیں چل رہی تھی جس کی وجہ سے پرچم کا ڈیزائن حاضرین پر واضح نہیں ہو رہا تھا لیکن جیسے ہی پرچم نے اپنی انتہائی بلندی کو چھُوا، اچانک ہوا کا ایک جھونکا آیا جس نے تمام پرچم کو حاضرین کے لئے یوں کھول کر رکھ دیا کہ تمام وہ جو حاضر تھے انہوں نے اس کو خوب واضح انداز میں مشاہدہ کر لیا اور اس کے بعد ہوا پھر رُک گئی۔ بعد ازاں حضورؓ سٹیج پر واپس تشریف لائے اور جماعت سے یہ عہد لیا:

"مَیں اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے اسلام اور احمدیت کے قیام، اس کی مضبوطی اور اس کی اشاعت کے لئے آخر دَم تک کوشش کرتا رہوں گا اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس امر کے لئے ہر ممکن قربانی پیش کروں گا کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام دوسرے سب دینوں اور سلسلوں پر غالب رہے اور اس کا جھنڈا کبھی سرنگوں نہ ہو بلکہ دوسرے سب جھنڈوں سے اُونچا اُڑتا رہے اللّٰھم آمین، اللّٰھم آمین، اللّٰھم آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

(اے ہمارے رب ہماری طرف سے یہ قبول فرما، یقیناً تو بہت سننے والا اور خوب جاننے والا ہے) (البقرۃ:128)" (روئیداد جلسہ خلافت جوبلی صفحہ 24)

اسی موقع پر حضورؓ نے لوائے احمدیت کی حفاظت کے حوالے سے بھی خاص ہدایات سے نوازتے ہوئے فرمایا:

خدام الاحمدیہ اس جھنڈے کی حفاظت پر فوری بارہ آدمی مامور کرے۔

جمعہ کی نماز کے بعد یہ جھنڈا دو ناظران کے حوالے کیا جائے جو اس کی حفاظت کے لئے ذمہ دار ہوں۔

چاہیے کہ وہ اسے تالے میں رکھیں جس کی دو چابیاں ہوں اور تالہ کھولنے کے لئے دونوں درکار ہوں۔

لوائے احمدیت کا تمام ریکارڈ ایک لاگ بک میں درج کیا جائے۔ (تاہم اس سے ہمیں تقسیم ہند کے بعد پہلے جلسہ سالانہ کے بعد کی تاریخ کا ہی پتہ چلتا ہے)

حضرت مصلح موعودؓ کی ان ہدایات کے مطابق لوائے احمدیت کی حفاظت ایک مستقل کمیٹی کے سپرد ہے۔ انتخاب خلافت سے قبل حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی ان احباب میں شامل تھے جنہیں لوائے احمدیت کو دیکھنے کی توفیق ملی، حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو 1986ء کی ایک تصویر میں لوائے احمدیت کے ساتھ کھڑے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے۔ اسی طرح 1988ء کی ایک وڈیو میں بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو لوائے احمدیت تھامے دیکھا جا سکتا، ہاں اسی پرچم کو تھامے ہوئے جس کی حفاظت کے آپ بحیثیت خلیفۃ المسیح سب سے بڑے ضامن ہونے والے تھے۔

لوائے احمدیت عہد خلافت خامسہ میں

خلافت جوبلی 1939ء کے موقع پر تیار کیا جانے والا یہ لوائے احمدیت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تک محفوظ چلتا چلا آ رہا ہے، الحمدللہ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2006ء میں لوائے احمدیت کو موسمی اثرات اور قدرتی شکست وریخت وغیرہ سے محفوظ رکھنے کی غرض سے ایک خصوصی کمیٹی قائم فرمائی۔ اس کمیٹی کے ذمہ مختلف ماہرین کی آراء کو مدّنظر رکھتے ہوئے ایسے عملی حفاظتی اقدامات اٹھانا ہے جن کی مدد سے لوائے احمدیت کو شکست وریخت سے محفوظ رکھا جا سکے۔ بعض ماہرین نے کمیٹی کو رائے دی کہ لوائے احمدیت کو لپیٹنے کی بجائے تہ لگا کر رکھا جائے۔

اس کمیٹی کے زیر انتظام لوائے احمدیت کو محفوظ کرنے کے کام کا آغاز مورخہ 12 جون 2006ء کو پانچ بجے شام صدر انجمن احمدیہ میں کمیٹی کے دفتر کے سامنے واقع لان سے ہوا۔ صدر انجمن احمدیہ کے چھ اراکین اس موقع پر موجود تھے جن میں صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب (مرحوم)، صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب (مرحوم)، مکرم ملک خالد مسعود احمد صاحب، مکرم سیّد عبدالحی شاہ صاحب (مرحوم)، مکرم سلیم الدین صاحب اور مکرم سیّد طاہر شاہ صاحب شامل تھے۔ خدام الاحمدیہ کی نمائندگی نائب صدر صاحب، معتمد صاحب اور 10 مرکزی عہدیداران نے کی۔ اس کے علاوہ مکرم وسیم احمد صاحب، انچارج لاہور میوزیم، مکرم مبشر احمد دہلوی صاحب کارکن ایم ٹی اے اور دیگر کارکنان صدر انجمن احمدیہ بھی اس موقع پر موجود تھے۔

شام پانچ بجکر تیس منٹ پر لوائے احمدیت کا صندوق صدر انجمن احمدیہ کے دفتر سے باہر لایا گیا اور متعدد میزوں کو جوڑ کر اس پر پھیلا دیا گیا۔ اس دوران لوائے احمدیت کی پیمائش کی گئی اور متعدد تصاویر لی گئیں۔

بعد ازاں تلاوت قرآن پاک سے تقریب کا باقاعدہ آغاز ہوا اور مکرم حافظ خالد افتخار صاحب مہتمم اطفال نے تلاوت کی۔ اس کے بعد مکرم معتمد صاحب مجلس

خدام الاحمدیہ پاکستان نے تاریخ احمدیت کے حوالے سے لوائے احمدیت کا تعارف پیش کیا، مکرم ناظر صاحب اعلیٰ وامیر مقامی نے دعا کروائی۔

اس کے بعد پرچم کو ایک 4 انچ موٹے UPVC پائپ پر لپیٹا گیا جس پر پہلے سے کاٹن پیپر کی ایک تہہ چڑھائی گئی تھی۔ اس پائپ پر احتیاط سے لپیٹنے کے بعد لوائے احمدیت کو ایک 12 انچ موٹے UPVC پائپ میں محفوظ کرلیا گیا۔ مکرم وسیم احمد صاحب کے مشورہ سے اس پائپ کے اندر باریک کاغذ میں لپیٹ کر دو کیمیکلز بھی رکھے گئے۔ کیڑے مکوڑوں سے محفوظ رکھنے کے لئے thymol جبکہ نمی کی مقدار کنٹرول کرنے کے لئے silica gel استعمال کیا گیا۔

اس کے بعد سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کی روشنی میں ہر چند سال بعد لوائے احمدیت کو صندوق سے باہر نکال کر اس کی حفاظت کے اعتبار سے مختلف پہلوؤں کا باریکی سے جائزہ لیا جاتا ہے اور پھر اس کو دوبارہ ماہرانہ طریق پر تہ لگا کر صندوق میں محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ ماضی قریب میں مؤرخہ یکم مئی 2019ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مبارک ہدایات کی روشنی میں یہ حفاظتی عمل دُہرایا گیا۔ آیئے آج ایک مرتبہ پھر سب مل کر لوائے احمدیت کی حفاظت اور سربلندی کا وہی عہد دُہرائیں جو سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اسے پہلی بار لہراتے ہوئے ساری جماعت سے لیا تھا:

''مَیں اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے اسلام اور احمدیت کے قیام، اس کی مضبوطی اور اس کی اشاعت کے لئے آخر دم تک کوشش کرتا رہوں گا اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس امر کے لئے ہر ممکن قربانی پیش کروں گا کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام دوسرے سب دینوں اور سلسلوں پر غالب رہے اور اس کا جھنڈا کبھی سرنگوں نہ ہو بلکہ دوسرے سب جھنڈوں سے اُونچا اُڑتا رہے اللّٰھم آمین، اللّٰھم آمین، اللّٰھم آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ

اے ہمارے رب ہماری طرف سے یہ قبول فرما، یقیناً تو بہت سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔ (البقرہ:128)

وقت گزرا ہے سو سال سے کچھ سوا

آج مجھ کو یہ کیسا خیال آ گیا
یاد سو سال پہلے کا سال آ گیا

ایک چھوٹے سے پنجاب کے گاؤں میں
آم کے باغ کی دلنشیں چھاؤں میں

چشمِ تر نیم جاں سر جھکائے ہوئے
یاد سینے سے کوئی لگائے ہوئے

جیسے کوئی مسافر ہو کھویا ہوا
قافلے سے بہت دور ہویا ہوا

نیم وا آنکھ بادِ صبا کی طرح
بادلوں کی طرح نم ہوا کی طرح

جب تصوّر میں وہ آنکھ لاتا ہوں میں
چاند سورج کو بھی بھول جاتا ہوں میں

ہاں وہ مہدیِ موعود مردِ جری
جس کو سونپی گئی دین کی رہبری

قادیاں نام کے پُر سکوں گاؤں میں
علم و حکمت کی ہر سُو گزر گاہوں میں

جوق در جوق مخلوق آنے لگی
اپنے کشکول بھر بھر کے جانے لگی

پھر صدا آئی تبلیغ دیں کے لیے
سب جہاں ہر طرف ہر زمیں کے لیے

اس غرض کے لیے اِک جماعت بنا
جس کو چلنے کا بھی سیدھا رَستہ بتا

اُس کے ہر موڑ پر ایک پتھر لگا
جس پہ لکھا ہوا ہو یہی جا بجا

لا اِلہٰ ، لا اِلہٰ کوئی تیرے سوا
اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں آخری بادشاہ

تیرے بندے پھرے چار سُو کو بکو
اور پڑھتے ہوئے اللہ ھُو اللہ ھُو

کونسا مُلک ہے کونسی سر زمیں
جس پہ پہنچے نہ ہوں تیرے خُدامِ دیں

کونسا شہر ہے کونسا در نہیں
کونسی قوم ہے کونسا گھر نہیں

جن کو آواز دے کر بلایا نہیں
جن کو دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سکھایا نہیں

دینِ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر نور بخشا گیا
جس سے دنیا میں ہر سُو اُجالا ہوا

کونے کونے میں یہ بیج بویا گیا
خوب روئیدگی کا بھی چرچا ہُوا

پھُول کھلنے لگے پھل اُترنے لگے
نارِ حسرت میں دشمن بھی جلنے لگے

وہ سمجھتے تھے ہم اسکو کھا جائیں گے
نام اس کا دلوں سے مٹا جائیں گے

وہ خود اپنے ہاتھوں ہی مرنے لگے
کھیت میں کھاد کا کام کرنے لگے

جو بھی اس کھیت میں بیج بو جائے گا
اور اچانک کسی روز سو جائے گا

بعد میں آنے والے جو پھل کھائیں گے
کیوں نہ محنت پہ تیری مچل جائیں گے

ہر قدم اپنا آگے سے آگے بڑھا
وقت گزرا ہے سو سال سے کچھ سوا

(مکرم محمد شریف خالد صاحب۔ جرمنی)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک دور میں بائیسکل

(سلیمان اختر۔ متعلّم جامعہ احمدیہ جرمنی)

جرمن موجد کارل فون ڈرائس کو سائیکل تیار کرنے کا سہرا دیا جاتا ہے۔ اس کی مشین، جسے ''سوئفٹ واکر'' کہا جاتا ہے، 1817ء میں سڑک پر آئی۔ اس ابتدائی سائیکل میں کوئی پیڈل نہیں تھا اور اس کا فریم لکڑی کا شہتیر تھا۔ اس آلے میں لکڑی کے دو پہیے تھے جن کے گرداگرد لوہے کی پٹی چڑھی ہوتی اور اس پٹی پر چمڑے سے بنے ٹائر ہوتے تھے۔

اس کے بعد قریباً اسّی سال کے دوران بائیسکل کا یہ ابتدائی ڈھانچہ اِرتقاء کے مراحل طے کرتے ہوئے بہت بہتر شکل اختیار کر چکا تھا اور یہ وہی وقت ہے جس کے متعلق نئے سے نئے ذرائع مواصلات کے ایجاد ہونے کی پیشگوئی تھی اور جس وقت امام مہدی نے مبعوث ہونا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں نہ صرف بائیسکل کی سواری عام ہو چکی تھی بلکہ آپؑ کو بائیسکل کی تجارت کرنے والے اصحاب بھی عطا فرمائے۔ ان میں سب سے مشہور حضرت حاجی میاں محمد موسیٰ صاحبؓ نیلہ گنبد والے ہیں۔ جنہوں نے 1902ء میں شرف بیعت حاصل کیا۔ آپؓ کی دکان لاہور کے معروف علاقہ نیلہ گنبد میں تھی۔ حضور آپ کی اس دکان پر بھی ایک سے زائد مرتبہ تشریف لائے۔ اس بارہ میں حضرت حاجی صاحب موصوف کی ایک روایت ہے:

حاجی محمد موسیٰ صاحب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میری دکان واقع نیلا گنبد میں تشریف لائے۔ کچھ دیر کھڑے رہنے کے بعد دکان سے باہر ہی ایک کرسی پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ پانی لاؤ۔ منشی محبوب عالم صاحب اور کئی اور احباب سوڈا واٹر لسّی اور دودھ لے آئے مگر حضور نے فرمایا ہم پانی پئیں گے۔ جس پر پانی لا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ میں نے اس موقع پر آپ کی خدمت میں ایک پاؤنڈ پیش کیا جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو دفعہ عذر کرنے کے بعد قبول کر لیا''۔

(لاہور، تاریخ احمدیت صفحہ 309،308)

نیلا گنبد انار کلی کے پاس بلند و بالا اور کشادہ مقبرہ ہے جو نیلے رنگ کی وجہ سے نیلا گنبد کہلاتا ہے۔ یہاں میاں محمد موسیٰ صاحب رضی اللہ عنہ کی سائیکلوں کی دکان تھی جو اولاد میں تقسیم ہوتی گئی اور وہ حصہ دکان جس کے سامنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہوئے ان کے بیٹے جناب محمد یحییٰ صاحب کے حصہ میں آیا۔ جن کا ایڈریس یہ ہے A-27 سائیکل ہاؤس بالمقابل فوارہ نیلا گنبد لاہور۔

(لاہور کی روحانی قدریں صفحہ 88 حاشیہ)

قادیان بائیسکل پر آمد

شرفِ بیعت حاصل کرنے کے بعد حضرت حاجی میاں محمد موسیٰ صاحبؓ اپنے آقا کے عاشق صادق ہوگئے۔ آپ کو اپنے گھرانہ کی طرف سے مخالفت کا سامنا کرنا پڑا یہاں تک کہ آپ کو اپنے اعزّہ و اقارب سے الگ ہونا پڑا۔ لیکن آپ مخالفت کے کسی طوفان سے گھبرائے نہیں اور پوری استقامت کے ساتھ مجسّم وفا اور صدق و صفا بنے رہے۔ آپ نے نیلہ گنبد میں اپنی سائیکلوں کی دکان پر کام جاری رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ایمان و ایقان اور استقامت کا اجر اس طرح سے عطا فرمایا کہ آپ بہت جلد ایک کے بعد دوسری دکان کے مالک بنتے چلے گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس کاروبار میں بہت برکت بخشی، الحمد للہ۔

محترم حاجی موسیٰ صاحبؓ کو حضور سے ایسا عشق ہو گیا تھا کہ آپ کو دیکھے بغیر رہ نہ سکتے۔ چنانچہ آپ ہر جمعہ کو قادیان حاضر پہنچتے، نماز جمعہ ادا کرتے اور شام کو واپس لاہور آجاتے۔ معمول کے اس سفر کا حال بیان کرتے ہوئے آپ روایت بیان فرماتے ہیں:

''اس زمانہ میں میرا کئی سال تک یہ دستور العمل رہا کہ بٹالہ اسٹیشن پر ایک جمعدار کے پاس ایک سائیکل ٹھوس ٹائروں والا رکھا ہوتا تھا۔ جمعہ کے روز میں لاہور سے بٹالہ تک گاڑی میں اور وہاں سے سائیکل پر سوار ہو کر قادیان جاتا۔ جمعہ کی نماز کے بعد واپس سائیکل پر بٹالہ آجاتا۔ جہاں سے گاڑی پر سوار ہو کر لاہور آجاتا''۔ (لاہور تاریخ احمدیت۔ صفحہ 309)

حضرت مسیح موعودؑ اور بائیسکل کے تعلق میں ایک اَور روایت حضرت قاضی محبوب عالم صاحبؓ کی ہے، آپ تحریر فرماتے ہیں:

''جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آخری بار لاہور تشریف لائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم تھا کہ جب ہم سیر کے لیے جائیں تو کوئی نا کوئی سائیکل سوار ساتھ رہے۔ چنانچہ اکثر میں یہ خدمت بجا لاتا تھا۔ مجھے یاد ہے ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے ساتھ لارنس گارڈن میں سیر کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت ام المومنین نے فرمایا مجھے سخت پیاس لگی ہے۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے فرمایا کہیں سے دودھ اور برف مل سکتی ہے! مَیں نے عرض کیا ہاں حضورؑ سب کچھ مل سکتا ہے۔ چنانچہ میں سائیکل پر لارنس گارڈن سے باہر دکان پر گیا۔ معلوم ہوا دودھ اور برف تو موجود ہے برتن نہیں ہے۔ پاس ہی باغ میں ایک کنواں تھا وہاں مالی سے میں نے ایک ٹنڈ لینے کی اجازت لے لی اس نے مجھے ''مھل'' سے کھول کر دی۔ میں وہ ساتھ لے گیا اور اس میں دودھ اور برف لایا۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت ام المومنین نے بھی پیا اور بڑی خوشی کا اظہار فرمایا۔ فرمایا آپ کو یہ ٹنڈ کہاں سے ملی؟ عرض کیا حضور اس کوئیں کے مالی سے مانگ کر لایا ہوں فرمایا اب اسے واپس دے آؤ''۔

(لاہور، تاریخ احمدیت طبع دوم صفحہ 243)

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بروئے عقل، نقل اور تائیدات سماوی

(مکرم محمد اسد اللہ صاحب، مربی سلسلہ، سیّدنا بلال فنڈ کمیٹی ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

ہر ایک نبی کی سچائی تین طریقوں سے پہچانی جاتی ہے۔ اوّل عقل سے، دوسرے پہلے نبیوں کی پیشگوئی، تیسرے نصرت الٰہی اور تائید آسمانی۔ خدا نے تم پر رحم کر کے یہ تینوں علامتیں میری تصدیق کے لئے ایک ہی جگہ جمع کر دی ہیں۔ اب چاہو تم قبول کرو یا نہ کرو۔

(لیکچر سیالکوٹ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 244-241)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ جس میں آپؑ نے مسیح و مہدی ہونے کا دعویٰ فرمایا، عقلی طور پر اس بات کا تقاضا کر رہا تھا کہ اسلام کے احیائے نو کے لئے آنے والے مسیح و مہدی کا وقت ہو چکا ہے۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس زمانہ کا نقشہ بروئے عقل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”عقل کے نزدیک بھی زمانہ مسیح کا یہی معلوم ہوتا ہے۔ اسلام اس قدر کمزور ہو گیا ہے کہ ایک وقت ایک شخص کے مرتد ہو جانے پر اس میں شور پڑ جاتا تھا۔ لیکن اب لاکھوں مرتد ہو گئے۔ رات دن مخالفتِ اسلام میں کُتب تصنیف ہو رہی ہیں۔ اسلام کی بیخ کنی کے واسطے طرح طرح کی تجاویز ہو رہی ہیں۔ عقل پسند نہیں کرتی کہ خدا نے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ (الحجر:10) کا وعدہ دیا ہے وہ اس وقت اسلام کی حفاظت نہ کرے اور خاموش رہے۔ یہ زمانہ کس قِسم کی مصیبت کا اسلام پر ہے کہ شرفا کی اولاد دشمن اسلام ہو کر گرجاؤں میں چلے گئے اور کھُلے طور پر رسول اکرم ﷺ کی توہین ہو رہی ہے۔ ہر ایک قسم کی گالی اور سب وشتم میں اُن کو یاد کیا جاتا ہے۔ ان تمام امور کو بہ ہیئت مجموعی اگر دیکھا جائے تو عقل کہتی ہے کہ یہی وقت خدا تعالیٰ کی تائید کا ہے“۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 27)

ملّتِ اسلامیہ کا درد رکھنے والے مشہور شاعر مولانا الطاف حسین حالی نے اس حالت زار کا نقشہ یوں کھینچا تھا:

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

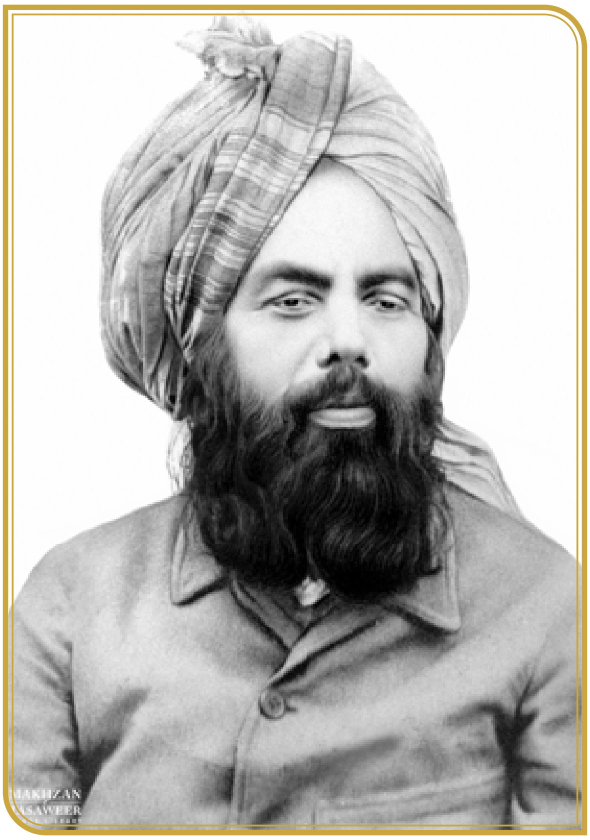

ایک طرف تو مسلمان اس حالت زار کو بیان کر رہے تھے تو دیگر مذاہب کے لوگ اسلام کو مٹانے کے بلند بانگ دعوے کر رہے تھے۔ امریکہ کے مشہور پادری اور لیکچرار جان ہنری بیروز نے ہندوستان کا طوفانی دورہ کیا اور عیسائیت کے عالمی اثرات کے موضوع پر 1896ء میں لیکچر دیتے ہوئے اعلان کیا:

”اب میں اسلامی ممالک میں عیسائیت کی روزافزوں ترقی کا ذکر کرتا ہوں۔ اس ترقی کے نتیجے میں صلیب کی روزفشانی اگر ایک طرف لبنان پر ہے تو دوسری طرف فارس کے پہاڑوں کی چوٹیاں اور باسفورس کا پانی اس کے نُور سے منوّر ہے۔ یہ صورتِ حال اس آئندہ انقلاب کا پیش خیمہ ہے جب قاہرہ دمشق اور تہران خداوند یسوع مسیح کے خدام سے معمور نظر آئیں گے حتّٰی کہ صلیب کی چمک صحرائے عرب کے سکوت کو چیرتی ہوئی خداوند یسوع مسیح کے شاگردوں کے ذریعہ مکّہ اور خاص کعبہ کے حَرم میں داخل ہو گی اور بالآخر وہاں اس حق و صداقت کی منادی کی جائے گی“۔

(Barrows lectures 1896-97, Christianity, The World- religion, By John Henry Barrows, Effects of Christianity Page 102)

پس خدا تعالیٰ نے عین زمانہ میں اپنے وعدے کے مطابق اصلاح خلق کے لئے جس کا عقل بھی تقاضہ کر رہی تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دنیا میں مبعوث کیا تا کہ بنی نوع انسان گمراہی کے عمیق گڑھے میں گرنے سے بچ جائے اور اپنے پیدا کرنے والے پیارے خدا کو پہچان سکے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے۔ اگر تم ایماندار ہو تو شکر کے سجدات بجا لاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گزر گئے اور بیشمار روحیں اس کے شوق میں سفر کر گئیں وہ وقت تم نے پالیا۔ روحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی

مدد اُترے گی۔ یہودیت کی خصلت مٹادی جائے گی۔ سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے''۔

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد سوم صفحہ 13-6)

ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیان کیا ہوا ایک ایک لفظ سچا ثابت ہوا اور خدا تعالیٰ نے آپؑ کو اپنے وعدے کے مطابق عین وقت پر بھیجا اور اسلام کے فاتح جرنیل کی حیثیت سے محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا بلند لہرا کر دین اسلام کا بول بالا کیا۔ اس بات کا اعتراف غیر بھی کئے بغیر نہ رہ سکے۔ چنانچہ ایک شدید معاند جماعت مولانا سیّد حبیب صاحب، مدیر ''سیاست'' اپنے قلبی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اُس وقت کہ آریہ اور مسیحی مبلّغ اسلام پر بے پناہ حملے کر رہے تھے اِکّے دُکّے جو عالمِ دین بھی کہیں موجود تھے وہ ناموسِ شریعتِ حقّہ کے تحفظ میں مصروف ہوں گے مگر کوئی زیادہ کامیاب نہ ہوا اس وقت مرزا غلام احمد صاحب میدان میں اُترے اور انہوں نے مسیحی پادریوں اور آریہ اپدیشکوں کے مقابلہ میں اسلام کی طرف سے سینہ سپر ہونے کا تہیّہ کرلیا......... مجھے یہ کہنے میں ذرا باک نہیں کہ مرزا صاحب نے اس فرض کو نہایت خوبی وخوش اُسلوبی سے ادا کیا اور مخالفین اسلام کے دانت کھٹّے کر دئے۔

(تحریک قادیان صفحہ 208)

زمانہ اپنے جس ابراہیم کی تلاش میں تھا، وہ پوری شان کے ساتھ ظاہر ہوا۔ اس کا ظہور صحف سابقہ اور خود ہمارے پیارے نبی اکرم محمد ﷺ کی بیان کردہ پیشگوئیوں نیز بزرگانِ اُمّت کی طرف سے ملنے والی خوشخبریوں کے عین مطابق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کے وجود کی صورت میں ہوا۔ ان پیشگوئیوں میں سے چند بطور صداقتِ نقلی یہاں درج کی جاتی ہیں۔

مسیح موعودؑ کا حلیہ

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آج رات رؤیا میں خانہ کعبہ کے پاس میں نے گندمی رنگ کا ایک شخص دیکھا جو گندم گوں لوگوں میں حسین ترین نظر آنے والا تھا اور اس کے لمبے بال بھی جن کی کنگھی کی ہوئی تھی لمبے بال والوں میں نہایت خوبصورت نظر آتے تھے۔ اس کے بالوں سے پانی ٹپکتا تھا اور اس نے دو آدمیوں کا سہارا لیا ہوا تھا اور خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے تو مجھے بتایا گیا کہ عیسیٰؑ بن مریم ہے۔ پھر ناگہاں ایک اور شخص پر نظر پڑی جس کے گھنگھریالے بال، دائیں آنکھ سے کانا ایسے کہ وہ انگور کی طرح ابھری ہوئی آنکھ نظر آتی تھی میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے تو مجھے بتایا گیا کہ یہ مسیح دجّال ہے۔

(بخاری کتاب اللباس باب الجعد)

دیگر علامات میں یہ ذکر ہے کہ مہدی کی پیشانی کشادہ اور ناک اونچی ہوگی۔ (ابو داؤد کتاب المہدی حدیث نمبر 7)

یہ تمام علامات حضرت مرزا صاحب میں ظاہری طور پر بھی بدرجہ اتم موجود تھیں۔ چنانچہ آپ کو نہایت قریب سے دیکھنے والے اور گھر کے فرد حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ نے آپؑ کا حلیہ مبارک بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے جسے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت المہدی میں محفوظ کیا ہے۔ اس کا خلاصہ کچھ اس طرح سے ہے:

''آپ کا رنگ گندمی اور نہایت اعلیٰ درجہ کا گندمی تھا یعنی اس میں ایک نورانیت اور سرخی جھلک مارتی تھی ... آپ کے سر کے بال نہایت سیدھے چکنے اور چمکدار اور نرم تھے... گردن تک لمبے تھے جیسے عام طور پر پٹے رکھے جاتے ہیں... ناک حضرت اقدس کی نہایت خوبصورت اور بلند وبالا تھی پتلی سیدھی اونچی اور موزوں۔ پیشانی مبارک آپ کی سیدھی اور بلند چوڑی تھی''۔

(سیرۃ المہدی روایت نمبر 447 صفحہ 411 جلد اوّل حصہ دوم آن لائن ایڈیشن)

حضرت مولوی غلام رسول صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روایت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے کہ خدا رحمت کرے محمد بن اسماعیل بخاریؒ پر اگر وہ میرا حلیہ مسیح ناصری کے حلیہ سے جُدا بیان نہ کرتے تو مجھ کو محدّثین کب مانتے تھے۔

(اصحاب احمد جلد دہم صفحہ 172 مرتبہ ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے)

ثریّا کی بلندی سے

ایمان واپس لانے والا مردِ فارس

ترجمہ: حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی۔ جب آپ نے آیت وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ کی تلاوت فرمائی تو ایک شخص نے سوال کیا کہ اے خدا کے رسول یہ کون لوگ ہیں جن میں آپ ایک مرتبہ پھر آئیں گے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں ہمارے درمیان سلمان فارسی موجود تھے نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ سلمانؓ پر رکھا اور فرمایا اگر ایمان ثریّا ستارہ کی بلندی تک بھی چلا گیا تو ان لوگوں یعنی قوم سلمانؓ میں سے کچھ لوگ اسے واپس لے آئیں گے۔

(مسلم کتاب الفضائل باب فضل فارس و بخاری کتاب التفسیر سورۃ جمعۃ)

یہ علامت جس قدر حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں کھل کر پوری ہو چکی تھی اس سے پہلے اس کی مثال نہیں ملتی۔

آپ کے شدید مخالف مولوی محمد حسین بٹالوی نے بھی آپ کے فارسی الاصل ہونے کی گواہی دی ہے۔

(اشاعۃ السنہ از مولوی محمد حسین بٹالوی جلد 7 صفحہ 193)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر اس حدیث کے مصداق ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے فرمایا:

''براہین احمدیہ میں بار بار اس حدیث کا مصداق وحی الٰہی نے مجھے ٹھہرایا ہے اور بتصریح بیان فرمایا کہ وہ میرے حق میں ہے''۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 68 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 502،503)

آخری زمانہ میں آنے والے مسیح کے وقت کی ایک خاص علامت اور اس کی صداقت کا ایک نشان ایسا بھی ہے جو تینوں بڑے مذاہب یعنی مسیحی، مسلمان اور یہودی لٹریچر میں ملتا ہے۔ یہ مشہور علامت چاند اور سورج کے گہنا جانے کے متعلق ہے۔

اس نشان کا نئے اور پرانے عہد نامہ میں متعدد مقامات پر ذکر ملتا ہے۔

’’سورج اور چاند تاریک ہو جائیں گے اور ستارے کا چمکنا بند ہو جائے گا‘‘۔ (یوئیل 3/15)

’’آسمان کو تاریک اور ستاروں کو بے نور کر دوں گا۔ سورج کو بادل سے چھپاؤں گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا۔ اور میں تمام نورانی اجرام فلک کو تجھ پر تاریک کروں گا اور میری طرف سے تیری زمین پر تاریکی چھا جائے گی‘‘۔ (حزقیل 7/32، 8)

’’اور فوراً اُن دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا۔ اور ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمانوں کی قوتیں ہلائی جائیں گی‘‘۔ (متی 24/29)

’’آسمان پر بڑی بڑی دہشت ناک باتیں ظاہر ہوں گی۔ سورج اور چاند اور ستاروں میں نشان ظاہر ہوں گے‘‘۔ (لوقا 21/10، 25)

جہاں تک اسلامی لٹریچر کا تعلّق ہے تو شیعہ مکتبِ فکر کی مشہور تصنیف دار قطنی میں اس کا مفصّل ذکر ہے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا اٰيَتَيْنِ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ تَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ وَ تَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ وَلَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔

(سنن دار قطنی کتاب العیدین باب صفۃ صلوٰۃ الخسوف والکسوف)

ترجمہ: حضرت امام محمد باقرؒ (حضرت امام علی زین العابدینؒ کے صاحبزادے اور حضرت امام حسینؓ کے پوتے) روایت کرتے ہیں کہ ’’ہمارے مہدی کی سچائی کے دو نشان ایسے ہیں کہ جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے وہ کسی کی سچائی کے لئے اس طرح ظاہر نہیں ہوئے۔ چاند کو اس کے گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ (یعنی 13) کو گرہن ہو گا اور سورج کو اس کے گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ (یعنی 28) کو گرہن ہو گا اور جب سے اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ان دونوں کو اس سے پہلے بطور نشان کبھی گرہن نہیں ہوا‘‘۔

جہاں تک اس حدیث کی سند نبی کریم ﷺ تک نہ پہنچنے کا سوال ہے اس بارہ میں یاد رکھنا چاہئے کہ ائمہ اہل بیت سے ان کی صداقت اور وجاہت و مرتبت کی وجہ سے سند کا تقاضا نہیں کیا جاتا تھا مگر اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ان کے بلا سند اقوال رسول اللہ کی طرف منسوب کر دئے جاتے تھے بلکہ خود حضرت امام محمد باقر سے جب ان کی بلا سند حدیث کے بارے میں سوال ہوا تو انہوں نے ہمیشہ کے لئے اپنی روایات کے متعلق یہ پختہ اصول بیان فرما دیا کہ میں جب کوئی حدیث بیان کرتا ہوں اور ساتھ اس کی سند کو بیان نہیں کرتا تو اس کی سند اسی طرح ہوتی ہے کہ مجھ سے میرے پدر بزرگوار (علی زین العابدین) نے بیان کیا اور ان سے میرے جدِّ نامدار امام حسین علیہ السلام نے اور ان سے ان کے جدِّ امجد جناب رسالت مآب ﷺ نے فرمایا اور آپ سے جبریل علیہ السلام نے بیان کیا اور ان سے خداوند عالم نے ارشاد فرمایا۔ (کتاب الارشاد بحوالہ بحار الانوار از علامہ محمد باقر مجلسی مترجم جلد 4 صفحہ 71۔ محفوظ بک ایجنسی مارٹن روڈ کراچی)

اس حدیث میں امام مہدی کی صداقت کے اس عظیم الشان نشان کا ذکر ہے جس کے ظہور سے قبل دنیا اس کی شدّت سے منتظر تھی۔ چنانچہ یہ نشان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صاحبؑ کے دعویٰ کے پانچ سال بعد 1894ء کے رمضان میں عین چودھویں صدی کے سر پر رمضان 1311ھ بمطابق 1894ء میں ظاہر ہوا۔ چاند گرہن کی (13، 14، 15) قمری تاریخوں میں سے پہلی تاریخ 13 رمضان کو مطابق 23 مارچ کو اور سورج گرہن کی قمری تاریخوں (27، 28، 29) میں سے دوسری تاریخ 28 رمضان مطابق 6ر اپریل کو ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ان تیرہ سو برسوں میں بہتیرے لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا مگر کسی کے لئے یہ آسمانی نشان ظاہر نہ ہوا... مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے میری تصدیق کے لئے آسمان پر یہ نشان ظاہر کیا ہے‘‘۔

(تحفہ گولڑویہ صفحہ 33 روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 142، 143)

مجدّدینِ اُمّت کے بارہ میں پیشگوئی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسے لوگ کھڑے کرتا رہے گا جو اس امت کے دین کی تجدید کرتے رہیں گے۔

(ابو داؤد کتاب الملاحم باب مایذکر فی قرن المئۃ)

جماعت احمدیہ گذشتہ تیرہ صدیوں کے جملہ مجدّدینِ اُمّت کو برحق یقین کرتی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ چودھویں صدی کے مجدّد جن کا مسیح و مہدی ہو کر آنا مقدر تھا، کہاں ہیں؟ یہ ایک اہم سوال ہے جس کا جواب آج سوائے جماعت احمدیہ کے اور کوئی پیش نہیں کر سکتا کیونکہ کوئی دعویدار ہی میدان میں موجود نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ہماری کتب کے مطابق بھی بعثِ مسیح کا یہی زمانہ ہے۔ حجج الکرامہ والے نے لکھا ہے کہ کل اہلِ کشوف اس طرف گئے ہیں کہ مسیح کی آمدِ ثانی کے لئے چودھویں صدی مقرر ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی اسی زمانہ کے لئے چراغ الدین کہا ہے۔ غرضیکہ ہر ایک بزرگ نے جو زمانہ مقرر کیا ہے وہ چودھویں صدی سے آگے نہیں گیا؛ اگرچہ اُن میں کچھ اختلاف ہے۔ چودھویں صدی میں لطیف اشارہ اس طرف تھا کہ دینِ اسلام چودھویں رات کے چاند کی طرح اس زمانہ میں چمک اٹھے گا۔ جس طرح چاند کا کمال چودھویں رات کو ہوتا ہے۔ اسی طرح اسلام کا کمال کل دنیا میں چودھویں صدی میں ظاہر ہو گا‘‘۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 27)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1907ء میں یہ واشگاف اعلان فرمایا تھا:

’’صلحائے اسلام نے بھی اس زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے اور چودھویں صدی میں سے تئیس سال گزر گئے ہیں۔ پس یہ قوی دلیل اس بات پر ہے کہ یہی وقت

مسیح موعودؑ کے ظہور کا وقت ہے اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جس نے اس صدی کے شروع ہونے سے پہلے دعویٰ کیا۔ اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جس کے دعویٰ پر پچیس برس گزر گئے اور اب تک زندہ موجود ہوں اور میں ہی وہ ایک ہوں جس نے عیسائیوں اور دوسری قوموں کو خدا کے نشانوں کے ساتھ ملزم کیا۔ پس جب تک میرے اس دعویٰ کے مقابل پر انہیں صفات کے ساتھ کوئی دوسرا مدعی پیش نہ کیا جائے تب تک میرا یہ دعویٰ ثابت ہے کہ وہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدّد ہے وہ میں ہی ہوں"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 194 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 201)

حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کے مطابق ایک مامور کی صداقت کی تیسری نشانی تائیدات سماوی ہوا کرتی ہیں۔ اس طریق پر جب ہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی صداقت کو دیکھتے ہیں تو یہاں بھی ایک بہت بڑا خزانہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس قسم کے بھی ہزارہا نشان آپؑ کی صداقت کے ظاہر فرمائے۔ یہ نشانات ایسے ہیں کہ جن کے معلوم کر لینے کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کی صداقت میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ انسان کا کام نہیں کہ وہ اس طرح کثرت کے ساتھ آئندہ ہونے والے واقعات کی خبریں دے اور وہ نہایت صفائی سے اپنے وقت پر پوری ہوں۔ بطور مشتے از خروارے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے:

اَلَاۤ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ۔ یعنی آگاہ رہ کہ اللہ کی مدد قریب ہے۔ یَاۡتِیۡکَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ۔ مالی نصرت اور مالی مدد تجھے پہنچنے والی ہے۔ یَاۡتُوۡنَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ۔ لوگ دور دور سے تیرے پاس آنے والے ہیں۔ یَنۡصُرُکَ اللّٰہُ مِنۡ عِنۡدِہٖ۔ اللہ اپنی قدرت سے تیری مدد کرے گا۔ وَ یَنۡصُرُکَ رِجَالٌ نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کو ہم آسمان سے وحی کریں گے۔

(تذکرہ صفحہ 39، الہام 1882ء)

یہ اُس زمانہ کی پیشگوئی ہے جب آپؑ کو کوئی جانتا تک نہ تھا۔ نیز قادیان جو کہ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جو کہ آپ کا مسکن تھا۔ اُس سے بھی آس پاس کے لوگ لاعلم تھے۔ ایسے وقت میں خدا تعالیٰ سے خبر پا کر اپنی صداقت کے طور پر اس الہام کا بیان کرنا اور پھر قادیان مرجعِ خلائق ہو جائے گا۔ آپؑ کی صداقت کا ایک واضح نشان ہے۔ ان پیشگوئیوں کو اللہ تعالیٰ نے کس شان سے پورا کیا اس کی وضاحت میں سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"یہ پیشگوئیاں نہایت اعلیٰ درجہ کی ہیں کیونکہ ایسے وقت میں کی گئیں جبکہ کوئی کام بھی درست نہ تھا اور کوئی مراد حاصل نہ تھی اور اب اِس زمانہ میں پچیس برس بعد اس قدر مرادیں حاصل ہوگئیں کہ جن کا شمار کرنا مشکل ہے۔ خدا نے اس ویرانہ کو یعنی قادیان کو مجمع الدیار بنا دیا کہ ہر ایک ملک کے لوگ یہاں آکر جمع ہوتے ہیں اور وہ کام دکھلائے کہ کوئی عقل نہیں کہہ سکتی تھی کہ ایسا ظہور میں آجائے گا"۔

(روحانی خزائن جلد 21، براہین احمدیہ حصہ پنجم، صفحہ 95)

آپؑ فرماتے ہیں:

اِک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا
قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیرِ غار
کوئی بھی واقف نہ تھا مجھ سے نہ میرا معتقد
لیکن اب دیکھو کہ چرچا کس قدر ہے ہر کنار
اُس زمانہ میں خدا نے دی تھی شہرت کی خبر
جو کہ اب پوری ہوئی بعد از مرورِ روزگار

ایسے وقت میں جبکہ پنجاب میں طاعون کا نام ونشان تک نہ تھا حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ پنجاب میں بھی طاعون پھیلنے والی ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے 6 فروری 1898ء کو محض عوام کی ہمدردی کی خاطر ایک اشتہار شائع فرمایا اور اعلان کیا کہ اس بارہ میں مجھے جو الہام ہوا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقدیر معلّق ہے۔ اگر لوگ اپنے اعمال درست کر لیں اور توبہ واستغفار اور صدقہ وخیرات کریں تو اس مصیبت سے بچ سکتے ہیں"۔ (مجموعہ اشتہار صفحہ 6)

لوگوں نے آپ علیہ السلام کے اس حرفِ ناصحانہ پر کان نہ دھرا تو جلد ہی طاعون پنجاب میں بھی داخل ہوگئی۔ شروع میں اس کا حملہ زیادہ سخت نہیں تھا مگر وہ رفتہ رفتہ تیز ہوتی گئی یہاں تک کہ 1902ء میں اس نے کافی زور پکڑ لیا اور 1903ء سے لے کر 1907ء تک تو اس نے پورے صوبہ میں وہ تباہی مچائی کہ لوگوں کی آنکھوں کے سامنے قیامت کا نمونہ آ گیا۔ ہزاروں دیہات ویران ہوگئے۔ سینکڑوں شہروں اور قصبوں کے محلے خالی ہوگئے اور بعض جگہ ایسی تباہی آئی کہ مردوں کو دفن کرنے کے لئے کوئی آدمی نہیں ملتا تھا اور لاشیں سڑکوں اور گلیوں میں پڑی ہوئی سڑتی تھیں۔ جب یہاں تک نوبت پہنچی تو وہی اخبارات جنہوں نے حضرت اقدسؑ کے اشتہارات پر ہنسی اڑائی تھی برملا لکھنے لگے کہ "یہ سب باتیں ثابت کرتی ہیں کہ خدا کے علم میں پنجاب کو ابھی اس وباء سے بہت کچھ نقصان پہنچنا تھا"۔ نیز انہیں حضرت اقدسؑ کے بیان کی لفظاً لفظاً تصدیق کرتے ہوئے لکھنا پڑا کہ "طاعون" کا اگر علاج ہے تو یہی ہے جو ہر شہر کے باشندے کر رہے ہیں کہ بد اعمال ترک کر کے سچے دل سے جناب باری میں التجا کریں تاکہ اس کا دریائے رحم جوش میں آ کر اس قہر کی آگ کو بجھا دے۔ (تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 8، 9)

حضرت مسیح موعودؑ کو 11 مئی 1906ء کو الہام ہوا "کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کُشتیاں"

(تذکرہ صفحہ 527 ایڈیشن چہارم 2004)

یہ پیشگوئی جنگِ عظیم دوم کے متعلق تھی جو کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے تقریباً 31 سال بعد لڑی گئی اور اس جنگ کی بابت پہلے سے ہی خبر دینا کسی جھوٹے نبی کا کام نہیں ہوسکتا۔ پس یہ پیشگوئی بھی حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت اور تائیدات سماوی میں سے ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

'کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کُشتیاں' یعنی جہاز کثرت سے ادھر ادھر چلیں گے تا کہ لڑائی ہو۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ موجودہ جنگ میں جہازوں کا بہت بڑا دخل ہے کیونکہ ان کے ذریعہ سے مختلف علاقوں کی فوجوں کو جنگ کے مختلف میدانوں میں پہنچایا جارہا ہے۔ حتّٰی کہ اس کی نظیر تاریخ عالم میں بالکل نہیں ملتی۔ پھر آب دوز جہاز نہایت خطرناک تباہی کررہے ہیں۔ اسی طرح بحری محاصرہ کے باعث تو اپنی نظیر آپ ہی ہے ہر وقت ہزاروں چھوٹے بڑے جہاز اس جنگ میں استعمال ہو رہے ہیں کہ ان کی مثال پہلے زمانہ میں ملنی تو الگ رہی ان سے دسواں حصہ بھی کبھی کسی پہلی جنگ میں جہازوں نے کام نہیں کیا۔ کشتی کا لفظ رکھ کر جو گو بڑے جہاز پر بھی بولا جاتا ہے مگر خصوصاً چھوٹے جہاز پر استعمال ہوتا ہے بوٹس (آبدوز کشتیوں) کے بے دردانہ حملہ کی طرف جو بحری محاربات میں سب سے زیادہ اہم ہے خاص طور پر اشارہ کیا گیا ہے۔

(انوار العلوم جلد 3 صفحہ 557، 558، زندہ خدا کے زبردست نشان)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو خوشخبری دیتے ہوئے 1883ء میں بھی انگریزی اردو زبان میں الہامات میں فرمایا تھا۔

The days shall come when God shall help you. Glory be to this Lord God Maker of Earth and Heaven

وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد کرے گا۔ خدائے ذوالجلال آفریندہ زمین و آسمان۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ 521، 522 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3 روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 623، تذکرہ صفحہ 77 ایڈیشن چہارم 2004ء)

اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا تھا:

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

(تذکرہ صفحہ 260، الہام 1898ء)

یہ 1898ء کا الہام ہے۔ 1898ء کی تصنیف البلاغ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کی تعداد دس ہزار بتائی ہے (روحانی خزائن جلد 13، البلاغ صفحہ 422) ایسے وقت میں یہ پیشگوئی کرنا کہ میری جماعت زمین کے کناروں تک پھیل جائے گی۔ ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ جس طرح جماعت احمدیہ اپنے پیارے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قیادت کے زیر سایہ اپنی منازل طے کرتی چلی جارہی ہے۔ ان پیشگوئیوں کی صداقت کا ازخود ثبوت ہے۔ جماعت احمدیہ کے مرکزی جلسہ سالانہ کے موقع پر ہفتہ کے روز دوران سال ہونے والے کاموں اور جماعت پر نازل ہونے والے خدا تعالیٰ کے افضال کا ذکر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں اور دنیا بھر میں قائم ہونے والی سینکڑوں نئی جماعتوں، مساجد و مشن ہاؤسز، لاکھوں نئی بیعتوں، شائع ہونے والے تراجم قرآن اور دیگر لٹریچر، نشر ہونے والے ایم ٹی اے وریڈیو کے پروگراموں، ہسپتالوں اور سکولوں کا تذکرہ ہوتا ہے۔ یہ سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی جانے والی مذکورہ بالا بشارت کے لفظ لفظ پورا ہونے کا اظہار ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے مخالفین سے مخاطب ہو کر کیا خوب فرمایا تھا:

"باز آجاؤ اور اس کے قہر سے ڈرو اور یقیناً سمجھو کہ تم اپنی مفسدانہ حرکات پر مہر لگا چکے ہو۔ اگر خدا تمہارے ساتھ ہوتا تو اس قدر فریبوں کی تمہیں کچھ بھی حاجت نہ ہوتی۔ تم میں سے صرف ایک شخص کی دعا ہی مجھے نابود کر دیتی مگر تم میں سے کسی کی دعا بھی آسمان پر نہ چڑھ سکی بلکہ دعاؤں کا اثر یہ ہوا کہ دن بدن تمہارا ہی خاتمہ ہوتا جاتا ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ تم گھٹتے جاتے ہو اور ہم بڑھتے جاتے ہیں۔ اگر تمہارا قدم کسی سچائی پر ہوتا تو کیا اس مقابلے میں تمہارا انجام ایسا ہی ہونا چاہیے تھا"۔

یوم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تمام جماعتوں سے درخواست ہے کہ 23 مارچ کو یوم مسیح موعودؑ کے حوالے سے اپنے اپنے ہاں جلسہ ہائے یوم مسیح موعودؑ کے انعقاد کا اہتمام کریں۔

(شعبہ تربیت جرمنی)

ظہورِ فجر ہوا ہے ہزار رات کے بعد

لٹوں نے اُس کی ہے لوٹا قرار راتوں کا
کِیا ہے دامنِ دل تار تار راتوں کا
بسا نظارہ کیا ہے یہ طائرِ دل نے
ہوجانا صد گلِ تر خار خار راتوں کا
ہوا ہے دل کے اُفق پر وہ بدر جب سے طلوع
دنوں میں ہونے لگا ہے شمار راتوں کا
ظہورِ فجر ہوا ہے ہزار رات کے بعد
یہ مسئلہ نہیں دو تین چار راتوں کا
وہ ایک لمحۂ وصلش نصیب ہو جائے
کہ طے ہو فاصلہ جس میں ہزار راتوں کا
کچھ اس طرح سے ہوں ہم اس کے ساتھ ہم صحبت
کہ ساتھ ساتھ ہو دن کو بھی یار راتوں کا

(مکرم میر انجم پرویز صاحب)

احمدی نوجوان کا اعزاز

خاکسار کے نواسہ عزیزم شیراز (بعمر 17 سال) Badhersfeld نے حال ہی میں امریکہ کے خلائی ادارے NASA کے منعقد کردہ انٹرنیشنل تحقیقی مقالہ نویسی میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے، الحمدللہ۔ اس تحقیق کا مقصد زمین سے دوسرے سیاروں خصوصاً مریخ تک پہنچنے کے لیے سستے ایندھن کی تلاش ہے۔ امریکہ کی ریاست ٹیکساس کے شہر ہیوسٹن نے عزیزم شیراز کو اپنے ہاں دو ہفتوں کے لئے آنے کی دعوت دی ہے۔ آپ اپنی مقامی مجلس میں ناظم اشاعت ہیں۔ عزیزم کے والد مکرم عامر شیراز صاحب IT Specialist ہیں اور اس وقت جرمنی کی ایک کمپنی میں ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ ہیں۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ عزیزم شیراز کی علمی صلاحیتوں میں برکت بخشے اور مزید شاندار کامیابیوں سے نوازے نیز خادم دین بنائے، آمین۔

(خاکسار عبدالباسط طارق۔ مبلغ سلسلہ احمدیہ جرمنی)

چودھری حمید اللہ ظفر صاحب

کلام اللہ کا مرتبہ

تفسیر کبیر میں سے قرآنِ کریم کی بے نظیر صفات و کمالات کا بیان

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ شجرۂ طیّبہ کی صفات اور خصوصیات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ایک مختصر تفسیر میں ان امور کی تفصیلات بیان کرنے کا تو موقعہ نہیں مل سکتا لیکن اختصاراً میں ان امور کو قرآنِ کریم پر چسپاں کرکے بتاتا ہوں کہ یہ سب علامات قرآنِ کریم میں ایسے اعلیٰ اور اکمل طور پر پائی جاتی ہیں کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

سب سے پہلے میں طیّبۃ کے لفظ میں جن خوبیوں کی طرف اشارہ ہے انہیں لیتا ہوں۔ طیّبۃ کا لفظ جس چیز کے لئے بولا جائے اس کے لیے شرط ہے کہ اس میں ظاہری یا باطنی کوئی نقص نہ ہو، کوئی ضرر نہ ہو۔ اب ہم قرآنِ کریم کو دیکھتے ہیں تو اس کے اندر ہمیں یہ بات غیر معمولی طور پر نظر آتی ہے کہ باوجود اس کے کہ اس میں ایسے مضامین بیان کیے گئے ہیں جو نہایت نازک ہیں لیکن پھر بھی اس کی زبان نہایت اعلیٰ اور تہذیب کے انتہائی نقطہ پر قائم رہتی ہے۔ میاں بیوی کے تعلقات حیض ونفاس کا ذکر، عورت ومرد کی جذباتی زندگی، یہ سب ہی کچھ اس میں بیان ہے۔ لیکن ایسے عمدہ طریق سے کہ نازک سے نازک طبیعت اس سے صدمہ محسوس نہیں کرتی۔ اس کی زبان ایسی صاف ہے کہ نہ ثقیل لفظ ہیں نہ پیچیدہ بندشیں، نہ شاعرانہ تخیّلات بلکہ ہر مضمون کو خواہ کس قدر مشکل ہو وہ اس عمدگی سے اور ایسے سادہ لفظوں میں ادا کرتا ہے کہ نہ کانوں پر اس کی عبارت گراں گزرتی ہے اور نہ دماغ اس سے پریشان ہوتا ہے۔ تعلیم ایسی سادہ اور لطیف ہے کہ اس پر عمل کرکے کسی نقصان کا خطرہ معلوم ہی نہیں ہوتا۔

دوسرے معنے طیّبۃ کے یہ ہیں کہ اس کا موصوف خوبصورت ہو۔ ان معنوں کی رو سے بھی قرآنِ کریم سب کتب سے ممتاز نظر آتا ہے۔ اس کا ظاہری حسن ایسا نمایاں ہے کہ کوئی کتاب اس کے سامنے ٹھہر ہی نہیں سکتی۔ الفاظ کی خوبی، بندش کی چستی، محاورہ کا برمحل استعمال، عبارت کا تسلسل، مضمون کی رفعت، معانی کی وسعت، ایک سے ایک بڑھ کر خوبیاں ہیں کہ انسان نہیں کہہ سکتا کہ اُسے سراہے یا اس کی تعریف کرے۔ اُنہی عربی الفاظ سے وہ بنا ہے جو ہزاروں لاکھوں اور کتب میں استعمال ہوئے ہیں مگر کیا مجال کہ کوئی اور کتاب اس کے قریب تک پہنچ سکتی ہو۔ عرب اپنے خیالات کی نزاکت اور اپنے ادب کی بلندی اور اپنے ذخیرہ الفاظ کی کثرت کی وجہ سے سب دنیا کے لوگوں پر فوقیت رکھتے ہیں اور عرب قوم ادب کی اس قدر دلدادہ ہے کہ زور اور زَر اور علوّشان جیسی آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی اشیاء بھی ان کے نزدیک ادب کے مقابلہ پر ہیچ ہیں۔ وہ اپنے شاعروں کو پیغمبر اور اپنے ادیبوں کو دیوتا سمجھنے والے لوگ جن میں ادب اور ادیب کو ترقی کرنے کا بہترین موقعہ مل چکا تھا جب قرآنِ کریم کو دیکھتے ہیں تو زبانوں پر مہر لگ جاتی ہے۔ اور آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ باوجود اس کے کہ نزولِ قرآنِ کریم کا زمانہ ان کا بہترین ادبی زمانہ تھا یا تو عرب کے چوٹی کے ادیب قریب میں ہی گزر چکے تھے یا ابھی زندہ موجود تھے۔ وہ جب قرآنِ کریم کو سنتے ہیں تو بے اختیار اس کے سحر ہونے کا شور مچا دیتے ہیں۔ مگر وہی لفظ جو اس کے جھوٹا ہونے کے ثبوت کے طور پر استعمال کیا گیا تھا اسی نے ظاہر کر دیا کہ عرب کا متفقہ فیصلہ تھا کہ قرآنِ کریم کا حسن انسانی قوتِ تخلیق سے بالا تھا۔ انسانی دماغ نے بہتر سے بہتر ادبی مقالات بنائے تھے مگر اس جگہ اسے اپنے عجز کا اعتراف کئے بغیر کوئی چارہ نہ تھا۔ فسبحان اللہ احسن الخالقین۔

اس کے مضامین کا بھی یہی حال ہے۔ ان کی بلندی ان کی وسعت، ان کی ہمہ گیری، ان کا انسانی دماغ کے گوشوں کو منور کر دینا، انسانی قلوب کی گہرائیوں میں داخل ہوجانا، نرمی پیدا کرنا تو اس قدر کہ فرعونیت کے ستونوں پر لرزہ طاری ہو جائے، جرأت پیدا کرنا تو اس حد تک کہ بنی اسرائیل کے قلوب بھی ابراہیمی ایمان محسوس کرنے لگیں۔ عفو کو بیان کرے تو اس طرح کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی انگشت بدنداں ہو جائیں۔ سزا کی ضرورت کو ظاہر کرے تو اس طرح کہ موسیٰؑ کی روح بھی صلِّ علیٰ کہہ اٹھے۔ غرض بغیر اس کے مضامین کی تفاصیل میں پڑنے کے ہر انسان سمجھ سکتا ہے کہ وہ ایک سمندر ہے جس کا کنارہ نہیں۔ ایک باغ ہے جس کے پھلوں کا خاتمہ نہیں۔ آج تک اس کے حسن کو دیکھ کر لوگ یہ کہتے چلے جاتے ہیں کہ یہ کلام بہت سے لوگوں نے مل کر بنایا ہے مگر کیا یہ خود اقرارِ حسن نہیں۔

طیّب کے تیسرے معنے لذّت کے ہیں۔ قرآنِ کریم کی لذّت کو دیکھو تو غیر معمولی ہے۔ ہر مذہب وملّت کے لوگوں کو دیکھو وہ اپنے مذہب پر عمل کرکے بیزار نظر آتے ہیں لیکن قرآنِ کریم پر عمل کرنے والا کبھی اس سے بیزار نہیں ہوتا بلکہ زیادہ سے زیادہ مزہ اس سے اُٹھاتا ہے۔ غرض اس میں کچھ ایسی لذّت ہے کہ جو اس کا مزہ حقیقی طور پر چکھ لیتا ہے پھر اسے چھوڑنے کا نام نہیں لیتا۔

طیّب کے چوتھے معنے پاکیزگی اور نموّ کے ہیں۔ قرآنِ کریم اس میں بھی بے مثل ہے۔ جس قدر پاکیزگی کی تعلیم پر قرآنِ کریم میں زور ہے اور کسی کتاب میں نہیں۔ ظاہری پاکیزگی کو دیکھو تو یہ قرآنِ کریم ہی ہے جو اسے مذہب کا جزو قرار دیتا ہے۔ قرآنِ کریم سے پہلے ظاہری صفائی اور روحانیت آپس میں مخالف چیزیں سمجھی جاتی تھیں۔ مسیحی راہب اپنی غلاظت پر فخر کرتے تھے۔ ہندو سادھو اپنی بھبوت اور چپکی ہوئی جٹاؤں پر نازاں تھے مگر قرآنِ کریم نے پاکیزگی کے اصول کو کیسا واضح کیا؟ اس نے کس طرح دنیا کی توجہ اس طرف پھیری کہ صاف

جسم سے صاف روح پیدا ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ طیّبات کا استعمال روح کو گندہ نہیں بلکہ پاک کرتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کا ولی ہی اس کی اچھی چیزوں کو پھینک دیتا ہے تو دوسرے ان کی صحیح قدر کو کب پہچان سکتے ہیں۔ ہاں طیّب چیزوں کو طیّب صورت میں استعمال کرنا ضروری ہے۔ یٰۤاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوۡا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعۡمَلُوۡا صَالِحًا...(المومنون:52) اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اس کے نتیجہ میں نیک اور مناسبِ حال عمل کرو کہہ کر قرآنِ کریم نے جسم اور روح کے درمیان ایک ایسا رشتہ ظاہر کیا ہے کہ کتابوں کی جلدیں کی جلدیں اس کے بیان کرنے کے لئے ناکافی ہیں۔

طیّب کے پانچویں معنے شیریں کے ہیں۔ قرآنِ کریم نہ صرف لذیذ ہے بلکہ شیریں ہے۔ لذّت صرف انسانی رغبت پر دلالت کرتی ہے مگر شیرینی اس کی مناسبت پر بھی دلالت کرتی ہے۔ قرآنی تعلیم میں کوئی تیزی نہیں، کوئی حِدّت نہیں۔ نازک سے نازک دماغ اس کو بلا تکلیف کے قبول کرتا اور اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔

چھٹے معنے طیّب کے شاندار کے ہیں۔ قرآنی مضمون ایسے شاندار ہیں کہ کوئی کتاب اس میں ان کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو اس طرح تفصیل سے بیان کرتا ہے، وہ اس کی دنیا پر حکومت کو اس خوبی سے ظاہر کرتا ہے، وہ اس کے تصرّف کو اس عمدگی سے ثابت کرتا ہے کہ قرآنی مضامین کو پڑھ کر انسانی روح وجد میں آجاتی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ انسان سب دنیوی علائق کو توڑ کر آسمان کی طرف پرواز کرنے لگ گیا ہے۔ کونسی کتاب ہے جو اس امر میں اس کے سامنے آسکتی ہے۔ کونسا کلام ہے جو اس حسن میں اس کا مقابلہ کرسکتا ہے؟

ساتویں معنے طیّب کے خوبیوں میں بڑھے ہوئے ہونے کے ہیں۔ اوپر کے مطالب سے ہر شخص معلوم کرسکتا ہے کہ قرآنِ کریم ہر کتاب پر خواہ وہ الہامی ہو خواہ انسانی اس قدر فوقیت رکھتا ہے کہ وہ کتب کسی اور عالم کی معلوم ہوتی ہیں اور قرآنِ کریم کسی اور عالم کا۔

دوسری علامت کلمۃ طیّبۃ کی یہ بتائی گئی تھی کہ اَصۡلُھَا ثَابِتٌ اس کی جڑھ مضبوط ہے اور اس علامت کی تشریح میں میں نے چھ باتیں بتائی تھیں۔ جن کو اگر قرآنِ کریم کے متعلق دیکھا جائے تو وہ سب کی سب اس میں بدرجۂ اتم پائی جاتی ہیں۔

اوّل قرآنِ کریم ایک زندہ کتاب ہے یعنی جس طرح زندہ درخت جس کی جڑھیں زمین میں پھیل کر ہر وقت غذا لے رہی ہوتی ہیں تازہ رہتا ہے۔ اسی طرح قرآنِ کریم کی تازگی قائم ہے۔ اور ہر وقت تازہ معانی اس سے ملتے ہیں۔ تیرہ سو سال سے لوگ اس کی تفاسیر لکھتے چلے آئے ہیں اور بعض نے تو سو سو جلدوں کی تفسیریں لکھی ہیں مگر باوجود اس کے اس کے مطالب ختم نہیں ہوئے۔ اب بھی اس میں سے نئے مطالب نکل رہے ہیں۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک نلکی ہے جس کے ایک طرف بیٹھا ہوا کوئی شخص دوسری طرف خزانہ لڑھکا رہا ہے۔ کتنا ہی غور کرو کوئی سا سوال کرو۔ نئے مطالب کھلتے جاتے ہیں اور ہر سوال کا جواب ملتا جاتا ہے۔ قرآنِ کریم خود فرماتا ہے وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ وَنَعۡلَمُ مَا تُوَسۡوِسُ بِہٖ نَفۡسُہٗ ۚۖ وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡہِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ۔ ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس وجہ سے ہم جانتے ہیں کہ اس کے دل میں سے کیا کیا شبہات پیدا ہوتے ہیں۔ اور ہم اس کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ (ق:17) الٰہی کلام جب تک دنیا کے لئے قابلِ عمل ہے ایک تازہ درخت کی طرح ہونا چاہئے۔ یعنی وہ ہر وقت اپنے منبع سے غذا حاصل کر رہا ہو۔ جس طرح درخت بظاہر وہی نظر آتا ہے لیکن اس کے اندر تازہ رس حیات کا زمین سے آتا رہتا ہے۔ اسی طرح کلام وہی رہتا ہے لیکن اس کے تازہ مطالب حسب ضرورت کھلتے رہتے ہیں۔ اور ان کی طرف ذہن کا پھرانا اللہ تعالیٰ اپنے اختیار میں رکھتا ہے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ یعنی اس کلام کو سوائے ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے پاک کیا ہو پوری طرح نہیں سمجھ سکتے۔ (واقعہ:80)

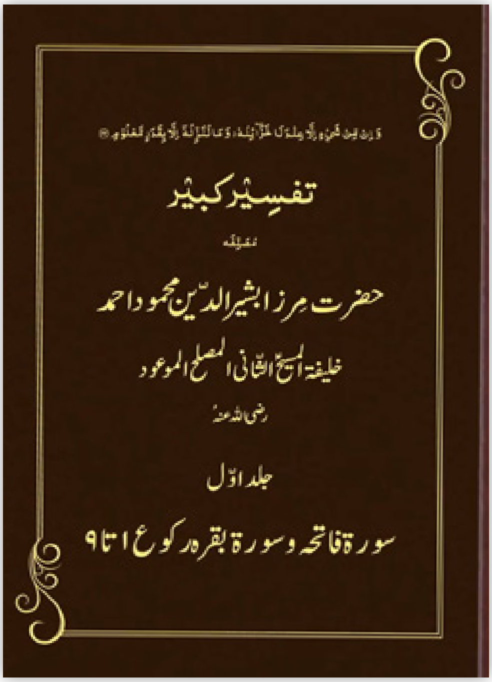

مضبوط جڑھوں والے درخت کی دوسری خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ صدمات سے جھکتا نہیں حوادث کا مقابلہ مضبوطی سے کرتا ہے۔ کلام وہی مضبوط جڑھ والا کہلا سکتا ہے جو ہر زمانہ کے اعتراضوں کی برداشت کرسکے۔ اور ان کا جواب اس کے اندر موجود ہو۔ قرآنِ کریم میں یہ خوبی بھی بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے۔ اس کے اصول ایسے واضح ہیں کہ اس کے جھکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا۔ نہ اسے بدلانے کی کسی کو اجازت ہے۔ اور نہ خود اس کے اپنے الفاظ اس کے معانی کو بدلنے کی اجازت دیتے ہیں۔ اس کے اندر تبدیلی کی کوشش کرنے والا قرآنِ کریم کو توڑ دے گا، مروڑ نہیں سکے گا۔ جس طرح عمارت میں سے چند اینٹیں نکال لی جائیں تو وہ گر جاتی ہے اسی طرح اس کی تعلیم کو کوئی بدلنا چاہے تو وہ سب کی سب ناقص ہو جائے گی۔

اسی طرح روحانی طور پر بھی ممکن نہیں کہ قرآنِ کریم کے بعض ٹکڑوں کو کوئی اختیار کرے اور بعض کو چھوڑ دے۔ یا سب کو چھوڑے گا یا سب کو اختیار کرے گا۔ ورنہ کوئی فائدہ نہ اٹھائے گا۔ چنانچہ اس وقت مسلمان بعض قرآن پر عمل کر رہے ہیں اور بعض کو چھوڑ رہے ہیں۔

لیکن اس سے انہیں فائدہ کوئی نہیں پہنچ رہا بلکہ غیر مسلم ان سے زیادہ ترقی کر رہے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہی ہے کہ قرآنِ کریم دب کر نہیں رہنا چاہتا۔ جو اسے دبانے کی کوشش کے وہ نقصان اٹھائے گا۔ ہاں اسے بالکل چھوڑ کر دوسرے مذہب کو اختیار کر لے۔ گویا قرآنِ کریم کی جڑھ کو اپنے دل سے اکھاڑ پھینکے تو پھر بے شک وہ دنیوی طور پر ترقی کر سکے گا۔

اسی طرح یہ امر بھی ثابت ہے کہ قرآنِ کریم تبدیلی زمانہ سے متاثر نہیں ہوتا۔ کوئی علم نکلے کوئی ایجاد ہو اس کی تعلیم پر کوئی حملہ نہیں ہوسکتا۔

تیسری خصوصیت مضبوط جڑھ والے درخت کی یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی جگہ کو چھوڑتا نہیں۔ یہ معنے بھی قرآنِ کریم میں بدرجہ اعلیٰ پائے جاتے ہیں۔ قرآنِ کریم کے اصول ایسے پختہ ہیں کہ وہ کبھی بدلتے نہیں۔ یہ نہیں کہ تعلیم کا ایک حصہ اور اصول پر مبنی ہو اور دوسرا حصہ دوسرے اصول پر۔ جیسے انجیل میں توحید اور تثلیث یا کفّارہ اور رحم متضاد اصول پر مذہب کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ آریہ مذہب میں ایک طرف خدا تعالیٰ کو دیالو کرپالو کہا گیا ہے تو دوسری طرف روح اور مادہ کو اناّدی۔ حالانکہ یہ دونوں تعلیمیں متضاد اصول پر قائم ہیں۔ لیکن قرآنِ کریم کی سب تعلیم مقررہ اصول پر قائم ہے۔ توحید ہے تو اس کے باریک سے باریک احکام اسی کے گرد چکر کھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو رحمٰن اور رحیم قرار دیا گیا ہے تو تمام تفصیلی تعلیمات ان صفات کے تابع ہیں۔ یہ نہیں کہ توحید کی تعلیم دی ہو اور تفصیلات شرک پر مبنی ہوں۔ رحیم قرار دیا ہو اور جزئیات عدم رحم پر دلالت کرتی ہوں۔

چوتھی خصوصیت مضبوط جڑھ کے درخت کی یہ ہوتی ہے کہ اس کی عمر لمبی ہو۔ جس قدر جڑھیں مضبوط ہوں درخت لمبی عمر پاتا ہے۔ قرآنِ کریم پر تیرہ سو سال گزر چکے ہیں۔ اب تک اس کی تعلیم قابل عمل ہے اور قابل عمل رہے گی۔ جو کتب خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوتیں وہ آج لکھی جاتی ہیں اور کل ان کے خلاف انہی کے ماننے والے کہنے لگتے ہیں اور اس پر سے عمل اُٹھ جاتا ہے لیکن قرآنِ کریم پر برابر عمل ہو رہا ہے۔ بلکہ جو لوگ اسے چھوڑ رہے تھے اب پھر اس کی تعلیم کی طرف واپس آرہے ہیں۔ یورپین تہذیب کے دلدادہ اب پھر اس کی ظاہری خوبصورتی کا تلخ تجربہ کر لینے کے بعد دوبارہ قرآنِ کریم کی ٹھوس تعلیم کی خوبی کے قائل ہو رہے ہیں۔ سؤر کی حرمت، شراب کی ممانعت، کثرت ازدواج کی اجازت، طلاق، عورت اور مرد کے اختلاف میں حزم واحتیاط، ورثہ وغیرہ بیسیوں امور ہیں کہ جن میں قرآنی اصول کی برتری کو دنیا پھر تسلیم کرنے پر مجبور ہو رہی ہے۔ اور اس طرح قرآن کی عمر جو ہمارے نزدیک تو تا قیامت ہے دشمنوں کے نزدیک بھی لمبی ہوتی نظر آتی ہے۔

پانچویں خصوصیت مضبوط جڑھوں والے درخت کی یہ ہوتی ہے کہ وہ اچھی مٹی میں اُگتا ہے۔ یعنی ایسا درخت کبھی معمولی زمین میں نہیں اُگ سکتا۔ کیونکہ جب تک جڑھوں کے پھیلنے کے لئے عمدہ مٹی دور تک نہ ملتی ہو جڑھیں دور تک پھیل نہیں سکتیں۔ اسی طرح کلامِ الٰہی بھی اپنے حسن کو تبھی ظاہر کرسکتا ہے جب ایسی قوم اس کی حامل ہو۔ جو اس سے مناسبت رکھتی ہو۔ اور اسے اپنے دلوں میں جگہ دینے کو تیار ہو۔ اسی کی طرف قرآنِ کریم میں یہ کہہ کر اشارہ کیا گیا ہے کہ وَالۡعَمَلُ الصَّالِحُ یَرۡفَعُہٗ... (فاطر:35) عمل صالح ایمان کو ترقی دیتا ہے۔ یعنی درخت تو ایمان ہے لیکن وہ عمل صالح کے بغیر بڑھتا نہیں۔ پس گو کلام الٰہی کیسا اعلیٰ ہو جب تک اس کے ساتھ عمل شامل نہ ہو اس کی خوبی ظاہر نہیں ہوتی۔ پس ضروری ہے کہ کلامِ الٰہی ایسے دلوں میں جگہ پکڑے جو اس کی تعلیم کے نشوونما کے لئے موزوں ہوں اور جن میں دور دور تک اس کی جڑھیں پھیل سکیں۔ جب تک یہ بات کسی کلام کو میسر نہ ہو وہ قائم نہیں رہ سکتا۔ قرآنِ کریم کو یہ بات بدرجۂ اتمّ حاصل ہے۔ جب یہ ظاہر ہوا تب بھی ایک ایسی جماعت اسے میسر ہوئی جنہوں نے اس کا درخت اپنے دلوں میں لگایا۔ اور اپنے خون سے اس کی آبیاری کی اور اس کے بعد سے لے کر آج تک یہ بات اسے میسر ہے۔ وید، تورات، انجیل، سب کتب پر ایک وقت میں لوگ عمل کرتے تھے مگر آج ان پر عمل کرنے والے تلاش کرنے سے بھی شاید ہی ملیں۔ لیکن قرآنِ کریم پر عمل کرنے والے لوگ ہر زمانہ میں ملتے رہتے ہیں۔ اور جب بھی ان لوگوں میں کمی آتی رہی ہے اللہ تعالیٰ اور لوگ پیدا کر دیتا رہا ہے جو اس پر عمل کرنے والے تھے اور اس طرح اس کی جڑھیں مضبوطی سے گڑی رہی ہیں اور اس کا حسن ہمیشہ لوگوں کی نظروں کے سامنے رہا ہے۔ باقی کتب میں اگر حسن بھی ہے تو ان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی درخت کے حسن کو اس کا بیج ہتھیلی پر رکھ کر بیان کیا جائے اور قرآنِ کریم کا حسن اس کے خوبصورت درخت سے جو ہر وقت اگا ہوا ہے دکھایا جاسکتا ہے اور قیاس سے حسن معلوم کرنا اور آنکھوں سے دیکھ کر معلوم کرنا برابر نہیں ہوسکتا۔

چھٹی خصوصیت مضبوط جڑھوں والے درخت کی یہ ہوتی ہے کہ اس کا منبع ایک ہوتا ہے۔ یعنی وہ حیوان کی طرح مختلف جگہ سے غذا نہیں لیتا۔ اس خصوصیت میں بے شک کمزور درخت بھی شامل ہے لیکن یہ مقابلہ حیوانات سے ہے۔ نہ کہ دوسرے درختوں سے۔ گویا دوسری الہامی کتب خواہ وہ قرآنِ کریم کی طرح شاندار نہ ہوں اس امر میں ایک حد تک اس سے مشابہ ہوں گی لیکن انسانی کلام نہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآنِ کریم کی تعلیم سب کی سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ انسانی ہاتھ کا اس میں دخل نہیں۔ اس نے آہستہ آہستہ نشوونما حاصل نہیں کیا۔ بلکہ یکدم ایک ہی شخص کے دل پر اسے نازل کیا گیا ہے۔ وہ زمانہ کی رَو کی ترجمانی نہیں کرتی کہ اسے صدیوں کے فلسفہ کا خلاصہ کہا جائے۔ جیسا کہ اچھی انسانی کتب کا حال ہے بلکہ وہ اکثر امور میں زمانہ کی رَو کا مقابلہ کرتی اور ان کے خلاف چلتی ہے۔ اور اپنے لئے ایک بالکل نیا راستہ بناتی ہے۔ جس سے صاف نظر آتا ہے کہ وہ اپنی غذا ایک ہی جگہ سے لیتی ہے اور درخت سے مشابہ ہے۔ برخلاف انسانی کتب کے کہ وہ حیوان کے مشابہ ہوتی ہیں۔ اور انتخاب اور استفادہ اور تجسس پر ان کی بنیاد ہوتی ہے۔ اور گو مصنف ایک نظر آتا ہے لیکن اس کا علم ماخوذ ہوتا ہے۔ ہزاروں انسانوں کے تجربہ سے۔ سوائے ان لوگوں کے جو قرآنِ کریم پر اپنی تصنیفات کی بنیاد رکھتے ہیں۔ ان لوگوں کی تصنیفات قرآنِ کریم کا عکس ہیں۔ اس سے جدا نہیں"۔ (باقی آئندہ، ان شاءاللہ)

قسط دوم

خلافتِ خامسہ کے حق میں خدائی تقدیر کے نظّارے

مکرم مولانا اخلاق احمد انجم صاحب۔ مبلغ سلسلہ وکالت تبشیر برطانیہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق اس زمانہ میں نبی کریم ﷺ کی کامل اطاعت اور غلامی کی برکت سے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو اُمّتی نبی اور مسیح موعود و مہدی معہود کا منصب عطا فرمایا اور آپ علیہ السلام کے وصال کے بعد الٰہی بشارتوں کے مطابق خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ کا عظیم الشان نظام قائم ہوا جس کے بارہ میں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی رسالہ الوصیت میں اطلاع دی اور بتایا کہ یہ سلسلہ دائمی ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ (ان شاءاللہ)

یوں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد ہر خلیفہ کے لئے ہی اللہ تعالیٰ نے ایسے اعجازی نشان ظاہر فرمائے جن سے یہ حقیقت ہر بار نکھر کر سامنے آجاتی رہی کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ تاہم آپ کی خلافت کے پانچویں تاجدار حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جن کے نہایت عظیم الشان دورِ خلافت میں جماعت ترقیات کی نئی نئی راہوں پر گامزن ہے، کے بارہ میں تو خدائی نوشتوں میں یہ وعدہ بھی دیا گیا تھا: انّی معك يا مسرور کہ اے مسرور! مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ علاوہ ازیں 2003ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسندِ خلافت پر متمکّن فرمایا اور جیسا کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ انتخابِ خلافت کے وقت خود آسمان سے نگرانی فرماتا ہے اور خدا کی مخفی تقدیر کی تاریں دلوں کو پکڑ پکڑ کر منظور ایزدی کی طرف مائل کر دیتی ہیں، خدا نے مومنوں کے دلوں پر نزول فرمایا اور آپ ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خلیفہ مقرر ہونے کے بارہ میں ان کی راہنمائی فرمائی۔ ایک نہیں بلکہ سینکڑوں ایسی بشارات ہیں جن میں سے چند ایک بشارتوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

1۔ آسٹریا سے ایک احمدی خاتون نے بیان کیا کہ جس روز حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات ہوئی تو وہ ایم ٹی اے پر نشریات دیکھ رہی تھیں، ان کے خاوند لندن پہنچ گئے تھے۔ رات کو جب خلافت کمیٹی بیٹھی ہوئی تھی اور لوگ بے چینی سے دعائیں کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی رحمت کے طلبگار تھے اور قدرتِ ثانیہ کا ایک نیا جلوہ اور مظہر دیکھنے کے منتظر مسجد فضل لندن کے دروازہ پر نظریں جمائے بیٹھے تھے تو وہ کہتی ہیں کہ خاکسارہ جو یہ نظارہ ایم ٹی اے پر دیکھ رہی تھی اچانک غنودگی کی حالت میں چلی گئی اور ایک دم نور ہی نور آسمان سے اُترتا دکھائی دیا جو کہ بہت تیزی اور برق رفتاری سے زمین کی طرف بڑھا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ نور اس جگہ داخل ہوگیا جہاں خلافت کمیٹی بیٹھی ہے۔ اسی لمحہ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ خلیفۃ المسیح کا نام حروف ابجد کے حرف ”میم“ سے شروع ہوگا لیکن دیکھتے ہی دیکھتے وہ نور ”م“ نامی شخص ”مسرور“ میں داخل ہوگیا اور یہ الفاظ دل میں گونجتے ہیں جو میرے منہ سے بھی جاری ہوگئے کہ اللہ نے اپنا خلیفہ چن لیا ہے اور جس شخص میں اپنا نور بھرنا تھا بھر دیا ہے۔ ایسے ہی عالم میں میری آنکھ کھل گئی اور وہ نظارہ ٹوٹ گیا۔ میرا جسم کپکپانے لگا اور دل میں ایک خوف طاری ہوگیا کہ یہ مَیں نے کیا دیکھا ہے۔ کونسی کیفیت سے گزری ہوں مگر دل کو کامل یقین ہوگیا کہ خدا تعالیٰ نے اپنا فیصلہ فرما دیا ہے لیکن لوگوں پر اس کا ظاہر ہونا باقی ہے اور میں نے اُسی وقت اپنے خاوند کو فون کر کے یہ واقعہ بیان کیا اور کہا کہ اللہ نے اپنا خلیفہ منتخب کر لیا ہے۔ اِتنے میں میرے خاوند نے مجھے کہا کہ فون بند کریں کوئی اعلان ہونے والا ہے۔ اگلے ہی لمحہ ایم ٹی اے پر یہ اعلان ہو رہا تھا کہ ”حضرت خلیفۃ المسیح الخامس مرزا مسرور احمد صاحب ہوں گے، ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز“۔ کہتی ہیں کہ اِس سے پہلے میں نے حضور مرزا مسرور احمد صاحب کا نام کبھی بھی نہیں سنا تھا اور نہ مَیں ان کو جانتی تھی۔ میرے شوہر بھی ناواقف تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو خلافت کے منصب پر فائز فرمایا تو اس وقت پہلی دفعہ ہم نے ان کا نام سنا اور دل یقین سے بھر گیا کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔

2۔ مکرم محمد امین جواہر صاحب جو 2003ء میں امیر جماعت ماریشس تھے وہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات پر ممبر انتخاب خلافت کمیٹی کی حیثیت سے لندن کے لئے عازم سفر تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ دورانِ سفر میں نے بہت دعا کی کہ اے خدا میں بہت کمزور اور عاجز انسان ہوں مگر تو نے مجھے مجلسِ انتخابِ خلافت میں شامل کر دیا ہے۔ خدایا میری بھی اور ساری مجلس انتخاب کی راہنمائی فرما کہ وہ اُسی شخص کا انتخاب کریں جس کے بارے میں تو نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ خلیفہ منتخب ہو۔ رات کے ایک سے چار بجے کے درمیان جبکہ ابھی میں جہاز میں ہی تھا۔ میں نے آٹھ رکعت نماز تہجد ادا کی۔ بعد ازاں میری زبان پر دو بار لفظ ”مسرور“ آیا اور ذہن میں بھی یہی خیال آیا۔ اس وقت سے مجھے یہ یقین ہوگیا کہ یہ خدا کی طرف سے راہنمائی ہے۔ ماریشس

سے روانگی سے پہلے میرے ذہن میں ایک اور شخص کا نام تھا لیکن میں نے اس کا ذکر کسی سے نہ کیا۔

لندن پہنچنے کے بعد میں نے کاغذ کے ایک ٹکڑے پر ’’مسرور‘‘ کا لفظ لکھا اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ یہ وہ نام ہے جو رات ایک بجے سے چار بجے کے درمیان جہاز میں بیٹھے ہوئے میرے ذہن میں آیا تھا۔ میں نے یہ کاغذ ایک لفافہ میں بند کر دیا اور یہ مجلس خدام الاحمدیہ کے ملکی صدر کو دے دیا۔ مَیں نے انہیں کہا کہ اسے ہمیشہ اپنی جیب میں رکھیں اور میں بعد مَیں آپ سے لے لوں گا۔ اِنتخابِ خلافت کے وقت جب کہ میں لندن بیت الفضل میں تھا۔ یہ کاغذ اس وقت بھی ان کی تحویل میں تھا اور اُسے ہرگز کھولا نہیں گیا تھا۔ اُنہیں اِس بات کا بھی علم نہیں تھا کہ اس کاغذ پر کیا لکھا ہے۔حضرت صاحبزادہ کے خلیفہ منتخب ہو جانے کے بعد اور مجلس انتخابِ خلافت کے ممبران کے بیعت کر لینے کے بعد جب ہمیں باہر جانے کی اجازت ملی تو پھر میں صدر مجلس خدام الاحمدیہ کے پاس گیا اور انہیں کہا کہ اب یہ لفافہ کھولیں اور دیکھیں کہ اس میں کیا ہے؟ وہ کاغذ پر ’’مسرور‘‘ کا لفظ دیکھ کر بہت خوش بھی ہوئے اور حیران بھی۔ یہ کاغذ اب بھی اُن کے پاس موجود ہے اور وہ اس کی گواہی دے سکتے ہیں۔

یہ اس بات کا ایک واضح ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے سے یہ فیصلہ کر رکھا تھا کہ کون خلیفہ بنے گا۔ بلاشبہ میری اپنی کوئی بھی حیثیت نہیں اور نہ ہی اس بات سے میری کوئی خصوصیت ظاہر ہوتی ہے، البتہ اس سے اس تائید الٰہی کا اظہار ضرور ہوتا ہے جو اللہ کے مقرر کردہ خلیفہ کو عطا کی جاتی ہے۔ اور اس سے یہ بات بھی خوب واضح ہوتی ہے کہ خلیفہ دراصل خدا ہی مقرر کرتا ہے اور لوگ اُسے نہیں بناتے۔ (تاریخ تحریر 24 اپریل 2003ء)

3۔ محترمہ امۃ اللطیف زیروی صاحب اہلیہ ڈاکٹر کریم اللہ صاحب آف امریکہ نے بیان کیا کہ جب خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات ہوئی تو 20 اپریل کی صبح فجر کی نماز کے بعد آنکھ لگ گئی اور خواب میں دیکھا کہ خلیفہ کا انتخاب ہو رہا ہے اور اعلان کیا گیا ہے کہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح منتخب ہوئے ہیں۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔

4۔ مکرم محمد شریف عودہ صاحب امیر جماعت احمدیہ فلسطین بیان کرتے ہیں۔مئی 2002ء میں مَیں نے ایک فلسطینی دوست امجد کمیل صاحب سے کہا کہ امسال وہ بھی جلسہ سالانہ برطانیہ میں شامل ہوں۔ انہوں نے کہا کہ وہ استخارہ کر کے بتائیں گے۔ چنانچہ چند دنوں بعد انہوں نے بتایا کہ انہوں نے خواب میں دیکھا ہے کہ وہ لندن گئے ہیں اور خلیفہ وقت سے بھی ملاقات ہوئی ہے لیکن وہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نہیں بلکہ

کوئی اور خلیفہ ہیں۔ انہوں نے خلیفہ کا حُلیہ بیان کرنا شروع کر دیا کہ داڑھی چھوٹی ہے۔ آنکھیں ایسی ہیں میں نے کہا میں سننا نہیں چاہتا لیکن مجھے سمجھ آ گئی کہ شاید خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات کی طرف اشارہ ہے۔ بہرحال میں اس خواب کو بھول گیا۔ اپریل 2003ء میں حضور رحمہ اللہ کی وفات کی خبر ملی اور مجھے انتخابِ خلافت کمیٹی کے ممبر کے طور پر لندن آنے کا پیغام ملا۔ جب انتخاب کمیٹی کے لوگ مسجد فضل میں داخل ہونے کی غرض سے قطار بنا کر کھڑے تھے تو مَیں نے دیکھا کہ جس شخص کو خلیفہ کے طور پر مَیں ووٹ دینا چاہتا ہوں وہ میرے پیچھے کھڑے ہیں۔ مَیں نے سوچا کہ یہ نامناسب ہے کہ میں آگے کھڑا ہوں چنانچہ میں وہاں سے نکل کر قطار کے آخر میں آ گیا۔ اس وقت دو آدمی آئے۔ ایک چوہدری حمید اللہ صاحب تھے اور دوسری شخصیت کو میں نہیں جانتا تھا لیکن ایک برقی چمک کی سی تیزی سے وہ شخصیت میرے دل میں اُتر گئی اور مَیں سوچنے لگا کہ آخر یہ کون ہیں اور اس سوچ کا یہ عالم تھا کہ مجھے محسوس ہوا کہ میں شاید مسجد داخل ہونے سے پہلے مر جاؤں گا۔ دوران اجلاس مرزا مسرور احمد صاحب کو دیکھ کر میں نے کہا کہ یہ تو وہی صورت ہے جو میرے دل میں اُتر چکی ہے۔ چنانچہ وقتِ اِنتخاب میں نے انہی کو ووٹ دینے کے لئے ہاتھ کھڑا کیا تو دیکھا کہ اکثریت نے انہی کو ووٹ دیا ہے یوں غم کی کیفیت جاتی رہی اور ایسی خوشی نصیب ہوئی کہ مجھے زندگی میں ایسی خوشی نہیں ملی۔ کبابیر واپسی پر امجد کمیل صاحب سے ملاقات ہوئی۔ چونکہ ان کے ہاں ایم ٹی اے نہیں تھا اور انہوں نے خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو نہیں دیکھا تھا۔ میں نے ان کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصویر دکھائی تو انہوں نے بے ساختہ کہا کہ یہ تو وہی ہیں جن سے میں نے رؤیا میں ملاقات کی تھی حتیٰ کہ کوٹ اور کرسی بھی وہی ہے۔

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

اِس طرح خدا تعالیٰ کی مخفی تدبیریں اپنے بندے کے حق میں کام کرتی ہیں اور مومنوں کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نزول فرما کر ان کی راہنمائی کرتا ہے اور اس بات کا ثبوت دیتا ہے کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے اور کسی انسان کی مجال نہیں کہ وہ کسی کو خلیفہ بنا سکے۔

اطاعتِ خلافت

الٰہی خلفاء کی اطاعت و انقیاد و فرمانبرداری، سیاست وتمدّن کا اعلیٰ اور ضروری مسئلہ ہے بلکہ ان کی فرمانبرداری خود الٰہی فرمانبرداری ہے۔ قرآنِ کریم میں ہے: من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ۔ (النساء) اور فرمایا: حکم مانو اللہ کا اور رسول کا اور اپنے حُکّام کا۔

اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

خلافت کی بنیاد محض اور محض اس بات پر ہے کہ اَلْاِمَامُ جُنَّۃٌ یُقَاتَلُ مِنْ وَّرَاءِہٖ۔ یعنی امام ایک ڈھال ہوتا ہے اور مومن اس ڈھال کے پیچھے سے لڑائی لڑتا ہے۔ مومن کی ساری جنگیں امام کے پیچھے ہو کر ہوتی ہیں۔ اگر ہم اس مسئلہ کو بھلا دیں۔ اس کی قیود کو ڈھیلا کر دیں اور اس کی ذمہ داریوں کو نظر انداز کر دیں تو جس غرض کے لئے خلافت قائم ہے وہ مفقود ہو جائے گی۔........ اگر ایک امام اور خلیفہ کی موجودگی میں انسان یہ سمجھے کہ ہمارے لئے کسی آزادانہ تدبیر اور مظاہرہ کی ضرورت ہے تو پھر خلیفہ کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ امام اور خلیفہ کی ضرورت یہی ہے کہ ہر قدم جو مومن اٹھاتا ہے اس کے پیچھے اُٹھاتا ہے۔ اپنی مرضی اور خواہشات کو اس کی مرضی اور خواہشات کے تابع کرتا ہے۔ اپنی تدبیروں کو اس کی تدبیروں کے تابع کرتا ہے۔ اپنی آرزوؤں کو اس کی آرزوؤں کے تابع کرتا ہے اور اپنے سامانوں کو اس کے سامانوں کے تابع کرتا ہے۔ اگر اس مقام پر مومن کھڑے ہو جائیں تو ان کے لئے کامیابی اور فتح یقینی ہے۔

(الفضل قادیان 4۔ستمبر 1937ء)

خلافت کی اطاعت کی تلقین کرتے ہوئے حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''آپ لوگوں کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم انعام کی قدر کریں اور اس پر خدا کا شکر کریں۔ خلیفہ وقت اور نظام جماعت کے ساتھ محبّت اور اطاعت کا نہ ٹوٹنے والا رشتہ اُستوار کریں اور یہی بات آپ کا طرّہ امتیاز ہونی چاہئے۔ اللہ کرے آپ نیکی، تقویٰ، اخلاص اور اطاعت کا عظیم الشان نمونہ بن جائیں۔...... میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر آپ تقویٰ پر قائم رہے۔ اگر آپ کا خلیفہ وقت سے عشق و وفا کا تعلق رہا اور نظام جماعت اور خلافتِ احمدیہ سے اطاعت اور احترام آپ کے دلوں میں موجزن رہا تو آپ اللہ تعالیٰ کے ان دائمی انعامات کے ہمیشہ حقدار بنے رہیں گے جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اپنے مومن بندوں سے فرمایا ہے۔ اس کی برکت سے آپ کے دین و دنیا سنوریں گے اور آپ کو تمکنت بھی نصیب ہو گی اور اس کی برکت سے آپ کے خوفوں کو خدا ہمیشہ امن میں بدلتا رہے گا''۔

(رسالہ انصار اللہ قادیان 2008ء صفحہ 29)

آخر پر سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ اقتباس پیش ہے جس میں آپ نے اطاعت پر نہایت اچھوتے رنگ میں روشنی ڈالی ہے، فرماتے ہیں:

''اللہ اور اس کے رسول اور ملوک کی اطاعت اختیار کرو۔ اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذّت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے۔ مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ بدُوں اس کے اطاعت ہو ہی نہیں سکتی اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحدوں کے قلب میں بھی بت بن سکتی ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کیسا فضل تھا اور وہ کس قدر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں فنا شدہ قوم تھی۔...... اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اس میں یہی سر ہے۔ اللہ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں ہو سکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے۔ پیغمبر خدا کے زمانہ میں صحابہ بڑے بڑے اہل الرائے تھے۔...... مگر رسول اللہ ﷺ کے حضور ان کا یہ حال تھا کہ جہاں آپ نے کچھ فرمایا اپنی تمام راؤں اور دانشوں کو اس کے سامنے حقیر سمجھا اور جو کچھ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا اسی کو واجب العمل قرار دیا۔...... تم جو مسیح موعودؑ کی جماعت کہلا کر صحابہ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو۔ اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرو۔ اطاعت ہو تو ویسی۔ باہم محبّت اور اخوت ہو ویسی۔ غرض ہر رنگ میں۔ ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو جو صحابہ کی تھی۔

(الحکم 10 فروری 1901ء صفحہ 1،2۔ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ زیر آیت النساء:60)

ہے خلافت ہی ہدایت کا نشاں

سارے ہی احمد نبی پر ہوں نثار
آلِ احمد سے رہے سب کا پیار

آلِ احمد سے محبت جاوداں
ہے ہدایت اور ایماں کا نشاں

جب جماعت میں کبھی ہو اختلاف
میرے بچو مجھ سے سُن لو صاف صاف

آلِ احمد سے وہ مل جائیں سبھی
اس سے گمراہی نہ پائیں گے کبھی

ہے یہی میری وصیّت آخری
ہے عمل کرنا اسی پر بہتری

یاد رکھنا تفرقہ جب ہو عیاں
ہے خلافت ہی ہدایت کا نشاں

آلِ احمد اور خلافت ہو جدھر
سب میری اولاد ہو جائے اُدھر

ہے ہدایت کا یہی معیار ایک
میرے پیارے اس سے ہوں گے پاک و نیک

ہوتا ہوں رخصت پیارو آپ سے
یاد رکھنا بات اپنے باپ سے

(حیاتِ قدسی حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ قدسی)

وِٹلش میں نئے سال کی آمد پر ایک پُروقار تقریب

(رپورٹ: مکرم جاوید اقبال ناصر صاحب مربی سلسلہ حال وِٹلش)

جرمنی میں نئے سال کی آمد پر ہر سال پُروقار تقاریب Neujahrsempfang کا اہتمام کیا جاتاہے۔ جماعت Wittlich کے زیر اہتمام یہ پروگرام مسجد ''بیت الحمد'' میں مؤرخہ 12/جنوری کی شام منعقد ہوا۔جس کے لیے امیر جماعت جرمنی مکرم عبداللہ واگس ہاوزر صاحب بھی تشریف لائے۔شہر کے میئر صاحب مکرم Joachim Rodenkirsch اور قریبی قصبہ Traben Trarbach کے میئر Marcus Heintel بھی شامل ہوئے جبکہ بعض سیاسی رہنماؤں نے تحریری وصوتی پیغامات بھجوائے۔

پروگرام کی ابتداء تلاوت قرآن پاک سے ہوئی۔ جس کی سعادت مکرم Kasim Dalkilic صاحب کے حصّہ میں آئی۔ صدر جماعت مکرم طاہر احمد صاحب ظفر نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور پروگرام میں شامل ہونے پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے سب سے پہلے Wittlich شہر کے میئر صاحب کو اظہار خیال کے لیے مدعو کیا۔ آپ نے اپنی تقریر میں کہا ''جماعت احمدیہ جو انسانیت کی خدمت کرتی ہے یہ لاجواب ہے۔ خاص طور پر پچھلے دنوں جب سیلاب آیا تو اُس میں آپ لوگوں نے اپنا حصہ بہت اچھی طرح ڈالا اور مخلوق خدا کی خدمت کی۔ یہ بات مجھے بہت متاثر کرتی ہے جب آپ یکم جنوری کو انتظامیہ کے ساتھ مل کر شہر کی صفائی میں ہاتھ بٹاتے ہیں۔ جلسہ سالانہ جرمنی (جس میں آپ شامل ہو چکے ہیں) کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ اس پلیٹ فارم پر قومیں برابر اور ایک پلیٹ فارم پر نظر آتی ہیں، مزید آپ نے کہا کہ گفت وشنید تو ہمیشہ جاری رہنی چاہئے کہ اس سے محبت وپیار کی فضاء پیدا ہوتی ہے''۔

Traben Trarbach کے میئر صاحب نے اپنی گفتگو دعاؤں اور شکریہ کے ساتھ شروع کی اور کہا ''پچھلے سال تو یہ پروگرام Covid کی نذر ہو گیا تھا۔بعض لوگوں کی خواہش ہوتی ہے کہ اس طرح کی محفلوں میں مل بیٹھ کر ایک دوسرے کی باتیں سنیں اور تبادلہ خیال کریں۔ جماعت کی خدمات کو سراہتے ہوئے، جماعت کے پُرامن ماٹو اور پیغام کی تعریف کی اور کہا کہ دوسروں کو بھی اس سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ نئے سال کی مبارک باد دیتے ہوئے، اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ دن جلد آئیں کہ جب ہم سب پہلے کی طرح مل بیٹھ کر سوسائٹی کے لیے کام کرنے والے ہوں''۔

ایک دوسرے میئر جناب Matthias Linden صاحب خود تو بعض مصروفیات کی وجہ سے شامل نہ ہو سکے، لیکن انہوں نے اپنا پیغام بھجوایا، جسے جماعت کے سیکرٹری صاحب تبلیغ نے پڑھ کر سنایا۔ انہوں نے اپنے پیغام میں کہا ''یہ بات ہم سب کو متاثر کرتی ہے کہ جماعت کے افراد انسانیت کی خدمت کے لیے ہمیشہ تیار رہتے ہیں۔ کورونا کی وبا سے محفوظ رہنے کی دعاؤں کے ساتھ، نئے سال کے لیے نیک خواہشات کا ذکر کیا۔ آپ نے اس بات کا ذکر بھی کیا کہ جماعت احمدیہ Wittlich ہمیشہ فلاحی کاموں میں پیش پیش رہتی ہے اور جب بھی انسانیت کی خدمت کے لیے بلایا جائے تو فوراً وہاں حاضر ہو جاتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ کا حوالہ دیتے ہوئے آپ نے کہا کہ محمد ﷺ نے بھی دوسرے کی مدد کرنے کو ایک اہم کام قرار دیا ہے۔

اس کے بعد ایک اور مہمان مکرم Bernhard Lehnen کو اظہار خیال کے لیے بلایا گیا۔موصوف SPD, Wittlich کے صدر ہیں۔ آپ نے جماعت کے اس پروگرام میں شامل ہو کر خوشی کا اظہار کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ یہ پہلا موقع آپ لوگوں کے ساتھ اس طرح بالمشافہ ملنے کا ہے۔ جماعت جو انسانیت کی بے لوث خدمت پر مامور رہتی ہے اس کو ہم قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اپنی پارٹی کے ممبران کی طرف سے سلام اور نئے سال کی مبارکباد پیش کی۔

اس کے بعد جرمن زبان میں ایک ویڈیو دکھائی گئی۔جس میں جماعت جرمنی کی 2021ء کی کارگذاری نمایاں کی گئی تھی۔ پھر مندرجہ ذیل رہنماؤں کے صوتی پیغامات سنے گئے:

ممبر قومی اسمبلی مکرمہ Lena Werner (SPD)

ممبر قومی اسمبلی مکرم Patrik Schnieder (CDU)

ان ہر دو رہنماؤں نے بھی اپنے پیغامات میں خیر سگالی کا اظہار کیا، جماعت کی خدمات کو سراہا اور نسل پرستی کی مذمت کی۔

سب سے آخر میں مکرم امیر صاحب جرمنی نے جماعت کا مختصر تعارف کروایا اور اس Live پروگرام پر خوشی کا اظہار کیا اور بتایا کہ Covid کے باوجود جماعت احمدیہ خدمتِ انسانیت میں بڑھ چڑھ کا حصہ لے رہی ہے اور پچھلے دنوں جب جرمنی کے ایک صوبہ Reinlandpfalz میں سیلاب نے تباہی مچائی تو جماعت کے ایک ہزار خدام نے امدادی کاموں میں حصہ لیا اور کئی ہفتے کھانا پکا کر متاثرہ لوگوں کو پیش کیا جاتا رہا۔ آپ نے سب شاملین کا شکریہ ادا کیا، نئے سال کی مبارک باد پیش کی اور مہمانوں کو کھانے کی میز کی طرف آنے کی دعوت دی۔ اس موقع پر مہمانوں کو مختلف کتب کا تحفہ بھی پیش کیا گیا۔

اس پروگرام کے انعقاد میں مکرم طاہر احمد ظفر صاحب صدر جماعت، مکرم نوید حبیب صاحب سیکرٹری امور خارجیہ، مکرم رانا جاوید اقبال صاحب سیکرٹری ضیافت، برادرم قمرزمان صاحب، مکرم بلال احمد صاحب، برادرم ذیشان بٹ صاحب، اسامہ قمر صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور عمران ظفر صاحب نے بھرپور حصہ لیا۔ دو اطفال ماموں قمر اور رانا حسام جاوید بھی اس کام میں پیش پیش رہے، فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

(ابو نائل)

انیق ناجی صاحب!
احمدیوں کی نہیں پاکستان کی فکر کریں

حال ہی میں یوٹیوب پر محترم انیق ناجی صاحب کا ایک پروگرام سننے کو ملا۔ اس میں انہوں نے پاکستان کے احمدیوں کو کچھ مشورے دیئے ہیں۔ ان مشوروں کا ایک پس منظر ہے۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ 1974ء میں آئین پاکستان میں ترمیم کرکے احمدیوں کو قانون اور آئین کی اغراض کے لئے غیر مسلم قرار دیا گیا تھا۔ اس وقت سے احمدیوں کا موقف یہ رہا ہے کہ کسی کو اس بات کا حق نہیں ہے کہ ان کی مرضی کے بغیر یہ فیصلہ کرے کہ احمدی اپنے آپ کو کس مذہب سے وابستہ سمجھیں۔ اور وہ لوگ جو اس ترمیم کے حامی ہیں، احمدیوں کو اس بات کا الزام دیتے ہیں کہ وہ آئین پاکستان کی اس ترمیم کو تسلیم نہیں کرتے۔

انیق ناجی صاحب نے اس وی لاگ (Vlog) میں کہا

''ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ

Pakistani Islam is something different that has got nothing to do with original religion or Islam.

پاکستانی اسلام ایک مختلف چیز ہے اور اس کا اصلی مذہب یا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

احمدیوں کے ساتھ جو ظلم ہو رہا ہے پاکستان میں، اس میں کوئی شک نہیں کہ ہو رہا ہے۔ لیکن میں احمدی کمیونٹی سے بھی ایک بات کہنا چاہوں گا۔ دیکھیں آپ...... آج نہیں تو بیس سال بعد آپ کو اپنے پرابلم کا آؤٹ آف دی باکس کوئی حل ڈھونڈنا پڑے گا۔ وجہ یہ ہے کہ جو آپ کا طریقہ اب تک ہے۔ جس پر آپ چلتے آرہے ہیں۔ اس راستے نے آپ کو سوائے مزید جنازوں کے۔ humiliation کے، insult کے اور خطروں کے کچھ دیا نہیں ہے۔ اور اسی راستہ پر اگر آپ چلتے رہیں گے آگے بھی تو دور دور تک relief کسی قسم کی یا جسٹس عدل آپ کے ساتھ ہوتا دکھائی نہیں دیتا۔ کیونکہ پاکستان تو ایسا ملک ہے دیکھیے کہ احمدی تو دور کی بات ہے مین سٹریم مسلمانوں میں وار آن ٹیرر (دہشت گردی کے خلاف جنگ) میں پینسٹھ ہزار کوئی کہتا ہے ستر ہزار تو پچپن ہزار تو وہ مرے ہیں سِولین عورتیں بچے بوڑھے جوان جو طالبان نے مارے ہیں وہ احمدی تو نہیں تھے۔

اس ماحول میں آپ نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی جو مسجد بنا رکھی ہے اس میں آپ یہ بھی کہیں کہ باقی آپ کا احترام بھی کریں۔ احترام سے مراد یہ ہے کہ آپ کو زندہ رہنے کا حق دے دیں۔ بڑی بے بسی ہے۔ مَیں افسوس سے یہ بات کہہ رہا ہوں لیکن یہ ہے۔ مصیبت ہے کہ یہ ہے۔ اگلے بیس تیس پچاس سال یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ یہ ظلم ہوتا رہے گا...... یہ کہنا احمدیوں کے ساتھ یہ سلوک ہونا چاہیے کہ نہیں یہ ساری لاجک (منطق) کی باتیں ہیں۔ یہ پڑھی لکھی باتیں ہیں۔ تو لاجک کی باتیں۔ پڑھی لکھی باتیں مذہبی معاملات میں پاکستانی کیسے کرے گا؟ ہمارے تو ڈی این اے میں یہ بات ہی نہیں ہے۔ ہم نے غیر منطق ہونا ہے۔ ہم نے جذباتی ہونا ہے۔ ہم نے فلک شگاف نعرے لگانے ہیں......

آپ بنیادی طور پر اپیل کرتے ہیں Sense of Decency کو۔ اب sense of decency تو

ہے ہی نہیں۔ آپ معاشرے کے اجتماعی ضمیر سے مخاطب ہونا چاہتے ہیں۔ مشکل یہ ہے وہ موجود ہی نہیں ہے یہاں۔ جس اجتماعی ضمیر کو ایڈریس کر کے آپ کہتے ہیں کہ آپ کو زندہ رہنے کا حق دیا جائے۔ آپ کو انسان سمجھا جائے۔ آپ کو برابر کا حق دیا جائے۔ آئین کے مطابق۔ اجتماعی ضمیر تو وہاں موجود ہی نہیں ہے۔ آپ تو خالی دیوار سے باتیں کر رہے ہیں۔ بھینس کے آگے بین بجا رہے ہیں۔ Sense of decency وہاں موجود نہیں ہے۔ ضمیر وہاں موجود نہیں ہے۔ آئین تو وہاں نواز شریف جیسے آدمی کے لئے نہیں ہے۔ آپ کے لیے کیسے آجائے گا؟“

اس کے بعد انہوں نے احمدیوں کو یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ اپنا موجودہ موقف ترک کر دیں اور اپنے مخالف مولوی حضرات کا موقف تسلیم کر لیں اور احمدیوں کو اپنی لیڈر شپ سے مذاکرات کرنے چاہییں کہ اب وہ اپنے آپ کو چالیس پچاس سال کے لئے غیر مسلم تسلیم کر لیں۔ پھر ان کے حالات ٹھیک ہو جائیں گے اور انہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ اس تحریر کا مقصد انیق ناجی صاحب کی نیّت پر حملہ کرنا نہیں ہے۔ لیکن اس 'وی لاگ' کو سننے کے بعد ذہن میں کئی سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ یہ سوالات ناجی صاحب کی خدمت میں پیش ہیں۔

مجھے ایک بات پر بہت حیرت ہے۔ ایک طرف تو ناجی صاحب یہ اعلان کر رہے ہیں کہ پاکستان میں جو اسلام رائج ہے اس کا اصل اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ پاکستان میں اجتماعی ضمیر نام کی کوئی چیز موجود ہی نہیں۔ یہاں پر شائستگی نام کی کوئی چیز موجود نہیں۔ عملی طور پر یہاں آئین اور قانون کی حکمرانی ہی نہیں ہے۔ نواز شریف صاحب جیسے آدمی کے لئے بھی کوئی آئین موجود نہیں ہے۔ کوئی بھی شخص جو ہر قسم کے جرائم کا مرتکب ہوتا ہے، اسے کوئی ایک شدّت پسند یہ یقین دلا سکتا ہے کہ اگر تم صرف ایک احمدی کو مار دو تم سیدھے جنت میں جاؤ گے۔

یہ میرے الفاظ نہیں بلکہ یہ انیق ناجی صاحب کے الفاظ ہیں۔ تو پھر انہیں احمدیوں کی فکر نہیں ہونی چاہیے بلکہ پاکستان کی فکر ہونی چاہیے۔ بجائے اس کے کہ وہ احمدیوں کو مشورہ دیتے کہ وہ اپنی قیادت سے مذاکرات کر کے اپنا اصولی موقف چھوڑ دیں، اس بات کی سخت ضرورت تھی کہ انیق ناجی صاحب اور دوسرے صحافی حضرات بلکہ سارے پاکستان کی آبادی اپنی سیاسی اور مذہبی قیادت سے مذاکرات کرتی کہ پاکستان میں اتنے خوفناک حالات پیدا ہو گئے ہیں، اب اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ ہم اپنی سابقہ روش کی اصلاح کریں۔ اور اب ہمارے ملک میں یہ رویے برداشت نہیں کیے جا سکتے۔

آپ فرما رہے ہیں کہ اگر احمدی اپنے موقف سے ہٹ کر اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کر لیں تو ان کی مخالفت ختم ہو جائے گی اور پاکستان میں ان کے حقوق بحال ہو جائیں گے۔ لیکن پاکستان میں مسیحی احباب اور ہندو احباب تو اپنے آپ کو مسلمان کہلانے پر اصرار نہیں کرتے۔ اور نہ ہی ان پر کوئی الزام ہے کہ وہ آئین کی کسی مذہبی شق کو تسلیم نہیں کرتے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا پاکستان میں مسیحی احباب اور ہندو احباب کو اپنے بنیادی حقوق حاصل ہو گئے ہیں؟ اگر انہیں اب تک اپنے حقوق حاصل نہیں ہوئے تو یہ ایک خام خیال ہے کہ اگر احمدی اپنے موقف کو ترک کر دیں گے تو ان کو اپنے حقوق حاصل ہو جائیں گے۔ اور تو اور ناجی صاحب اپنے اس وی لوگ میں یہ اعتراف بھی کرتے ہیں کہ با اثر شیعہ لیڈر بھی ڈرتے ہیں کہ وہ شیعہ ہونے کے باعث زیرِ عتاب نہ آ جائیں۔ اس پسِ منظر میں یہ کس طرح امید کی جا سکتی ہے کہ اگر احمدی اپنا موقف ترک کر دیں تو ان کے حالات بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔

اور پاکستان وہ واحد ملک نہیں ہے جہاں پر عقیدہ کی بنا پر کئی مسالک سے وابستہ احباب کو دوسرے درجہ کا شہری بنا دیا جاتا ہے۔ بہت سے ممالک میں یہ سلوک سنی فرقہ سے وابستہ مسلمانوں یا شیعہ مسلمانوں سے بھی یہی سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ کچھ سالوں سے بھارت میں بھی شدّت پسند ہندوؤں کا اثر و رسوخ بڑھ رہا۔ بعض حلقوں میں شدّت پسندوں کو برملا مسلمانوں کی قتل و غارت پر اُکسایا جاتا ہے۔ اور بی جے پی کے اقتدار میں آنے کے بعد اس عمل میں تیزی آئی ہے۔ 1920ء کی دہائی میں شدھی تحریک سے لے کر اب تک کئی تحریکیں اس اعلان کے ساتھ اٹھی ہیں کہ وہ مسلمانوں کو ہندو مت میں داخل کریں گے۔ اگر خدانخواستہ بھارت میں یہ عمل اور آگے بڑھتا ہے تو کیا انیق ناجی صاحب یہی مشورہ بھارت کے مسلمانوں کو بھی دیں گے کہ حالات اب خراب ہو رہے ہیں، تم شدّت پسند ہندوؤں کی خواہش کے مطابق اپنے عقائد تبدیل کرنے کے اعلان کر دو۔ ظاہر ہے کہ کوئی بھی صاحب ضمیر یہ فرمائش تسلیم نہیں کر سکتا۔ اور کیا اسرائیل کے مسلمانوں کو بھی یہ منحوس مشورہ دیا جائے گا کہ اتنی دہائیوں سے تمہاری قتل و غارت ہو رہی ہے۔ تم اسرائیل کی اکثریت کا مقابلہ ترک کر دو۔ اور اپنے جائز مطالبات ترک کر دو۔

اگر اس سلسلہ کی حوصلہ افزائی کی جائے تو دنیا میں ضمیر اور اصول نام کی کوئی چیز باقی نہ رہے گی۔ گذارش ہے کہ مذہبی عقائد کوئی ایسی چیز نہیں ہوتے کہ ایک ملک میں ایک مذہبی عقائد ظاہر کئے جائیں اور دوسرے ملک میں دوسرے عقائد کا اقرار کیا جائے۔ یا مصلحت کی خاطر یہ اعلان کیا جائے کہ ہم چالیس سال یا پچاس سال کے لیے ان نظریات کو اپنانے کا اعلان کرتے ہیں اور چالیس پچاس سال بعد حالات کا جائزہ لے کر فیصلہ کریں گے کہ کیا ان پر قائم رہیں یا انہیں تبدیل کر دیں۔ حقیقی امن اصولوں پر قائم رَہ کر حاصل ہوتا ہے۔ اصولوں کو ترک کر کے کسی بھی ملک میں امن وامان کا ماحول قائم نہیں کیا جا سکتا۔

خاکسار انیق ناجی صاحب پر کوئی الزام نہیں لگا رہا لیکن یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ جماعت احمدیہ کو اس قسم کی پیشکش پہلی مرتبہ نہیں ہو رہی کہ اگر تم اپنے ضمیر کے خلاف ہمارا فیصلہ قبول کر لو اور اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کر لو تو تمہارے حقوق محفوظ ہو جائیں گے۔ لیکن اگر ایسا نہیں کیا تو تمہارے حقوق محفوظ نہیں ہوں گے۔ یہ پیشکش 1974ء کی کارروائی کے دوران بھی کی گئی تھی۔ اس کارروائی کے دوران جب جماعت احمدیہ کے وفد

سے سوال و جواب کا پہلا روز تھا تو اٹارنی جنرل صاحب نے اس ضمن میں ایک لمبی تمہید باندھی اور اس کے بعد کہا
Once you are declared a minority your rights are protected Mirza sahib... If you are not declared a minority then I am not sure if your rights will be protected.

ترجمہ: مرزا صاحب اگر آپ کو اقلیت قرار دے دیا جائے تو آپ کے حقوق محفوظ ہو جائیں گے۔ لیکن اگر آپ کو اقلیت قرار نہیں دیا گیا تو میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ آپ کے حقوق محفوظ رہیں گے کہ نہیں۔

گویا ملک کی قانون ساز اسمبلی میں اس گرے ہوئے انداز میں جماعت احمدیہ کو یہ دھمکی دی جا رہی ہے کہ اگر تم نے ہماری مرضی کے مطابق اور اپنے ضمیر اور عقائد کے خلاف اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم نہ کیا تو پھر ہم اکثریت میں ہیں اور طاقتور ہیں، ہم تمہارے حقوق کو پامال کریں گے۔حکومت نے جو کارروائی شائع کی ہے اس کے مطابق، اللہ تعالیٰ درجات بلند کرے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس کارروائی کے دوران جماعت احمدیہ کی طرف سے اس واضح اور دو ٹوک موقف کا اعلان کیا تھا۔
Then we don't want our rights to be protected.

ترجمہ: اس صورت میں ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے حقوق محفوظ کئے جائیں۔

(کارروائی سپیشل کمیٹی صفحہ 130)

مطلب بہت واضح ہے کہ اگر تم حقوق محفوظ کرنے کی یہ قیمت مانگ رہے ہو کہ جماعت احمدیہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے اپنے آپ کو علیحدہ کر لے اور اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب کو اپنے لئے قبول کر لے تو ضمیر کی سودا بازی کر کے ایسے حقوق تمہیں ہی مبارک ہوں جماعت احمدیہ اس قیمت پر اپنے حقوق محفوظ نہیں کرانا چاہتی۔ جماعت احمدیہ تمام تکالیف کو قبول کر لے گی لیکن اپنے ایمان کا سودا کبھی نہیں کرے گی۔ یہ جواب 1974ء میں دیا گیا تھا اور یہی جواب اب دیا جا رہا ہے اور ان شاء اللہ مستقبل میں بھی یہی جواب ہوگا۔

جامعہ احمدیہ جرمنی میں نئی کلاس کا آغاز ان شاءاللہ ماہ ستمبر 2022ء سے ہو رہا ہے۔تمام امیدوار جو جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہشمند ہوں ان سے درخواست ہے کہ جامعہ احمدیہ جرمنی واقع Riedstadt کے دفتر سے داخلہ فارم حاصل کر کے اپنی درخواست صدر جماعت و لوکل امیر کی تصدیق کے ساتھ 15 مئی 2022ء تک جامعہ کے پتہ پر بھجوادیں۔تحریری ٹیسٹ جامعہ احمدیہ میں ہوگا جو زیادہ تر نصاب وقفِ نَو اور عام دینی معلومات میں سے ہوگا تاہم اس کے علاوہ بھی سوالات پوچھے جاسکتے ہیں تحریری ٹیسٹ کے علاوہ زبانی انٹرویو ہوگا۔ انٹرویو کے بعد کامیاب قرار پانے والے طلباء ہی داخلہ کے اہل سمجھے جائیں گے۔ داخلہ کے لئے اُمیدوار کا درج ذیل شرائط کا پورا کرنا لازمی ہوگا۔

1۔امیدوار کم از کم دس جماعتیں (Realschulabschluss) پاس کر چکا ہو تاہم Abitur کرنے والے کو ترجیح دی جائے گی۔

2۔امیدوار کی عمر زیادہ سے زیادہ 18 سال ہو البتہ Abitur ہونے کی صورت میں عمر میں اسی لحاظ سے رعایت ہوگی۔ لیکن امیدوار کی عمر کسی صورت میں بھی 20 سال سے زائد نہ ہو۔

3۔امیدوار کو قرآن کریم صحتِ تلفّظ کے ساتھ پڑھنا آتا ہو اور اگر کچھ حصہ کا ترجمہ بھی آتا ہو تو اُسے اضافی اہلیت کا حق دار سمجھا جائے گا۔

4۔اُمیدوار نے وقف نو کا مکمل نصاب پڑھا ہو نیز اسلام اور احمدیت کے متعلق بنیادی معلومات رکھتا ہو، کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تعارف اور مطالعہ رکھتا ہو۔

5۔جرمنی سے باہر کے ممالک کے طلباء کی تعلیمی قابلیت کا فیصلہ ملک کی تعلیمی صورت حال کے لحاظ سے انٹرویو بورڈ کرے گا۔

6۔بیرون از جرمنی سے صرف وہی طلبہ درخواست دیں جنہیں جرمنی میں رہنے کے لئے قانونی طور پر اجازت ہو اور جامعہ احمدیہ میں داخلے اور ہوسٹل میں رہائش کے سلسلے میں ملکی قانون کے مطابق کوئی روک نہ ہو۔

7۔ کسی دوسرے ملک سے جرمنی آ کر آباد ہونے والے طلباء جو عرصہ پانچ سال یا اس سے کم عرصہ سے جرمنی میں مقیم ہیں ایسے طلباء کے لئے استثنائی طور پر بعض رعایتیں ہوسکتی ہیں لیکن اس کا فیصلہ انٹرویو بورڈ کرے گا۔

8۔اُمیدوار کا جسمانی اور ذہنی طور پر تندرست ہونا ضروری ہے۔ درخواست کے ہمراہ اپنے تعلیمی سرٹیفکیٹ کی نقول اور اپنے ڈاکٹر سے فٹنس سرٹیفکیٹ بنوا کر ارسال کریں۔

9۔داخلہ کی سفارش ٹیسٹ اور انٹرویو کو ملا کر رزلٹ کی بنیاد پر کی جائے گی۔

10۔اُمیدواران سے درخواست ہے کہ ابھی سے اپنا وقت قرآن کریم کا تلفظ، ترجمہ سیکھنے اور کُتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطالعہ میں گزاریں۔ وقفِ نو کے نصاب کو دہراتے رہیں۔ نمازوں میں باقاعدگی اختیار کریں اور دُعائیں کرتے رہیں۔

11۔داخلہ فارم کے ہمراہ دو عدد فوٹو، تعلیمی اسناد کی نقول، ڈاکٹر کا سرٹیفکیٹ، پاسپورٹ اور ویزہ کی کاپی ارسال کریں۔

یہ فارم جامعہ کی ویب سائٹ jamia.de سے بھی ڈاؤن لوڈ کئے جا سکتے ہیں۔

نوٹ: حالات کے پیشِ نظر انٹرویو اور ٹیسٹ کی تاریخوں میں تبدیلی ہوسکتی ہے

(پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی)
Am alten Grenzstein 4-6
64560 Riedstadt-Goddelau
Tel:+49(0)615887837-0
Fax:+49(0)615887837-37

فیض احمد فیض

فیض اور مَیں

ابنِ انشاء ماخوذ از خمارِ گندم

ابنِ انشاء

بڑے لوگوں کے دوستوں اور ہم جلیسوں میں دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو اس دوستی اور ہم جلیسی کا اشتہار دے کر خود بھی ناموری حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دوسرے وہ عجز وفروتنی کے پتلے جو شہرت سے بھاگتے ہیں۔......

فیض صاحب کے متعلق کچھ لکھتے ہوئے مجھے تامل ہوتا ہے۔ دنیا حاسدانِ بد سے خالی نہیں۔ اگر کسی نے کہہ دیا کہ ہم نے تو اس شخص کو کبھی فیض صاحب کے پاس اُٹھتے بیٹھتے نہیں دیکھا تو کون ان کا قلم پکڑ سکتا ہے۔ احباب پُرزور اصرار نہ کرتے تو یہ بندہ بھی اپنے گوشۂ گمنامی میں مست رہتا۔ پھر بعض باتیں ایسی بھی ہیں کہ لکھتے ہوئے خیال ہوتا ہے کہ آیا یہ لکھنے کی ہیں بھی یا نہیں۔ مثلاً یہی کہ فیض صاحب جس زمانے میں پاکستان ٹائمز کے ایڈیٹر تھے، کوئی اداریہ اس وقت تک پریس میں نہ دیتے تھے جب تک مجھے دکھا نہ لیتے۔ کئی بار عرض کیا کہ ماشاءاللہ آپ خود اچھی انگریزی لکھ لیتے ہیں لیکن وہ نہ مانتے اور اگر میں کوئی لفظ یا فقرہ بدل دیتا تو ایسے ممنون ہوتے کہ خود مجھے شرمندگی ہونے لگتی۔......

اور یہ بات تو نسبتاً حال کی ہے کہ ایک روز فیض صاحب نے صبح صبح مجھے آن پکڑا اور کہا، ”ایک کام سے آیا ہوں۔ ایک تو یہ جاننا چاہتا ہوں کہ یورپ میں آج کل آرٹ کے کیا رُجحانات ہیں اور آرٹ پیپر کیا چیز ہوتی ہے۔ دوسرے میں واٹر کلر اور آئیل پینٹنگ کا فرق معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ ٹھمری اور دادرا کا فرق بھی چند لفظوں میں بیان کر دیں تو اچھا ہے“۔ میں نے چائے پیتے پیتے سب کچھ عرض کر دیا۔ اٹھتے اٹھتے پوچھنے لگے۔ ”ایک اور سوال ہے۔ غالب کس زمانے کا شاعر تھا اور کس زبان میں لکھتا تھا؟“ وہ بھی میں نے بتایا۔ اس کے کئی ماہ بعد تک ملاقات نہ ہوئی۔ ہاں اخبار میں پڑھا کہ لاہور میں آرٹ کونسل کے ڈائریکٹر ہو گئے ہیں۔ غالباً اس نوکری کے انٹرویو میں اس قسم کے سوال پوچھے جاتے ہوں گے۔

اکثر لوگوں کو تعجب ہوتا ہے کہ ”نقشِ فریادی“ کا رنگ کلام اور ہے اور فیض صاحب کے بعد کے مجموعوں ”دست صبا“ اور ”زندان نامہ“ کا اور۔ اب چونکہ اس کا پسِ منظر راز نہیں رہا اور بعض حلقوں میں بات پھیل گئی ہے، لہٰذا اسے چھپانے کا کچھ فائدہ نہیں۔ فیض صاحب جب جیل گئے ہیں تو ویسے تو ان کو زیادہ تکلیف نہیں ہوئی لیکن کاغذ قلم ان کو نہیں دیتے تھے اور نہ شعر لکھنے کی اجازت تھی۔ مقصد اس کا یہ تھا کہ ان کی آتش نوائی پر قدغن رہے اور لوگ انہیں بھول بھال جائیں۔ لیکن وہ جو کہتے ہیں۔ تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ۔ فیض صاحب جیل سے باہر آئے تو سالم تانگہ لے کر سیدھے میرے پاس تشریف لائے اور ادھر ادھر کی باتوں کے بعد کہنے لگے ”اور تو سب ٹھیک ہے لیکن سوچتا ہوں، میرے ادبی مستقبل کا اب کیا ہوگا“۔

میں نے مسکراتے ہوئے میز کی دراز میں سے کچھ مسودے نکالے اور کہا یہ میری طرف سے نذر ہیں۔ پڑھتے جاتے تھے اور حیران ہوتے جاتے تھے۔ فرمایا۔ ”بالکل یہی جذبات میرے دل میں آتے تھے۔ لیکن ان کو قلم بند نہ کر سکتا تھا۔ آپ نے اس خوبصورتی سے نالے کو پابندِ نَے کیا ہے کہ مجھے اپنا ہی کلام معلوم ہوتا ہے“۔ مَیں نے کہا۔ ”برادر عزیز! بنی آدم اعضائے یک دیگر اند۔ تم پر جیل میں جو گزرتی تھی۔ اسے میں یہاں بیٹھے بیٹھے محسوس کر لیتا تھا۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔ بہرحال اب اس کلام کو اپنا ہی سمجھو بلکہ اس میں، میں نے تخلص بھی تمہارا ہی باندھا ہے اور ہاں نام بھی میں تجویز کیے دیتا ہوں۔ آدھے کلام کو ’دستِ صبا‘، کے نام سے شائع کرو اور آدھے کو ’زنداں نامہ‘ کا نام دو“۔ اس پر بھی ان کو تامل رہا۔ بولے، ”یہ بُرا سا لگتا ہے کہ ایسا کلام جس پر ایک محبِ صادق نے اپنا خون جگر ٹپکایا ہو اپنے نام سے منسوب کر دوں“۔ مَیں نے کہا۔ ”فیض میاں دنیا میں چراغ سے چراغ جلتا آیا ہے، شیکسپیئر بھی تو کسی سے لکھوایا کرتا تھا۔ اس سے اس کی عظمت میں کیا فرق آیا؟“ اس پر لاجواب ہو گئے اور رقّت طاری ہو گئی۔

فیض صاحب میں ایک اور بات مَیں نے دیکھی۔ وہ بڑے ظرف کے آدمی ہیں۔ ایک طرف تو انہوں نے کسی پر کبھی یہ راز افشا نہ کیا کہ یہ مجموعے ان کا نتیجہ فکر نہیں۔ دوسری طرف جب لینن انعام لے کر آئے تو تمغہ اور آدھے روبل میرے سامنے ڈھیر کر دیئے کہ اس کے اصل حق دار آپ ہیں۔ اس طرح کے اور بہت سے واقعات ہیں۔ بیان کرنے لگوں تو کتاب ہو جائے۔ لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا نمود و نمائش سے اس بندے کی طبیعت ہمیشہ نفور رہی ہے۔ وما توفیقی الاباللہ۔

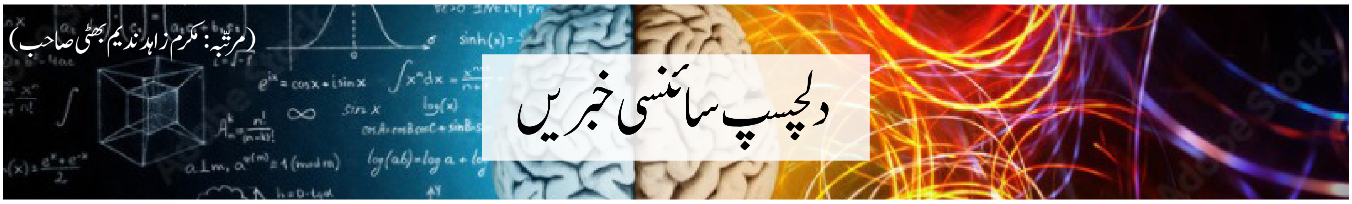

دلچسپ سائنسی خبریں

(مرتبہ: مکرم زاہد ندیم بھٹی صاحب)

توانائی پیدا کرنے کی کوشش میں بڑی کامیابی

یورپی سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ اُنہوں نے ایٹمز کے ملاپ سے توانائی پیدا کرنے کی کوشش میں بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ نیوکلیئر فیوژن کے عمل کے ذریعے توانائی پیدا کرنے کا یہ طریقہ قابلِ عمل بھی ہے۔ واضح رہے کہ ستاروں کی روشنی اور حدت نیوکلیئر فیوژن کے عمل کے باعث پیدا ہوتی ہے۔ اس عمل میں ایک سے زیادہ ایٹم ایک دوسرے میں ضم ہو جاتے ہیں جس کے باعث توانائی کا گرمائش اور روشنی کی صورت میں اخراج ہوتا ہے۔ اگر ہم زمین پر نیوکلیئر فیوژن کامیابی سے انجام دے پائیں تو اس سے ہمیں ایسی تقریباً لامحدود توانائی حاصل ہوسکتی ہے جس میں کاربن اور تابکاری کا اخراج کم سے کم ہوگا۔ برطانیہ کی جیٹ لیبارٹری نے ہائیڈروجن کی دو اقسام کو ایک دوسرے میں ضم کرکے توانائی پیدا کرنے کا اپنا ہی عالمی ریکارڈ توڑ دیا ہے۔

اس تجربے کے ذریعے پانچ سیکنڈ سے کچھ زیادہ وقت کے لیے 59 میگاجولز توانائی حاصل کی گئی جو تقریباً 11 میگاواٹ کے برابر ہے۔

سنہ 1997ء میں کیے گئے ایسے ہی تجربات کے مقابلے میں یہ دوگنا سے بھی زیادہ توانائی ہے۔ یہ توانائی بہت زیادہ بھی نہیں ہے۔ اس سے صرف 60 کیتلی پانی ہی ابالا جا سکتا ہے۔ مگر یہ اس لیے اہم ہے کیونکہ اس تجربے نے فرانس میں زیرِتعمیر ایک بڑے فیوژن ری ایکٹر کے ڈیزائنز کو قابلِ عمل ثابت کر دیا ہے۔

تصویر بشکریہ بی بی سی

جیٹ ری ایکٹر کا اندرونی منظر

جیٹ لیبارٹری میں ہیڈ آف آپریشنز ڈاکٹر جو ملنیس نے کہا: 'جیٹ تجربات ہمیں فیوژن سے توانائی کے حصول کے ایک قدم اور قریب لے گئے ہیں۔ ہم نے اپنی مشین کے اندر ایک چھوٹا سا ستارہ بنا کر اور اسے پانچ سیکنڈ تک قائم رکھ کر بہترین کارکردگی حاصل کر دکھائی ہے جس نے ہمیں ایک بالکل نئی جگہ پہنچا دیا ہے۔ مستقبل میں فیوژن کی مدد سے چلنے والے بجلی گھر کسی قسم کی گرین ہاوس گیسز خارج نہیں کریں گے جبکہ ان سے ایسے تابکار فضلے کی بہت کم مقدار خارج ہوگی جو تھوڑے ہی عرصے میں ختم ہو جائے گی۔

اس حوالے سے یہ بات ابھی غیر یقینی ہے کہ توانائی کا یہ ذریعہ کب تک تجارتی بنیادوں پر دستیاب ہوگا۔ ایک اندازہ ہے کہ ایسا 20 برس تک ہی ہو پائے گا تاہم اس کے بعد اسے بتدریج ہماری ضروریات پوری کرنے کے لیے وسیع کرنا پڑے گا جس میں شاید مزید کچھ دہائیاں لگ جائیں۔

https://www.bbc.com/urdu/science-60327265

شوگر کے علاج کا نیا طریقہ دریافت

جاپانی محققین نے شوگر کے مرض کا نیا طریقہ علاج دریافت کرلیا ہے اور ایک ایسے جین کو تلاش کرلیا ہے جو انسولین بنانے والے خلیات کو بڑھاتا ہے۔ برطانوے جریدے ''نیچر میٹا بولزم'' میں شائع ہونے والے ایک تحقیقی مقالے میں بتایا گیا کہ جاپانی محققین کے ایک گروپ نے ایک مخصوص جین کے ذریعے انسولین پیدا کرنے والے خلیات میں اضافہ کرنے میں کامیابی حاصل کرلی ہے۔ یہ خلیات پینکریاز (لبلبے) کے ٹشو کے ایک حصے کے ہیں۔ یہ تحقیقی مقالہ ٹوکیو یونیورسٹی کے انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنس کے پروفیسر یاسو ہیرو یاماڈا سمیت ایک تحقیقی ٹیم نے پیش کیا ہے۔

ہم خراٹے کیوں لیتے ہیں؟

جب ہم نیند کے دوران سانس لیتے اور باہر نکالتے ہیں تو ہم اپنی گردن اور سر کے نرم بافتوں (ٹشوز) میں لرزش کی وجہ سے خراٹے لیتے ہیں۔ یہ نرم بافتیں ہماری ناک کے راستے، ٹانسلز اور منہ کے اوپری حصے میں پائے جاتے ہیں۔ جب آپ سوتے ہیں تو ہوا کے گذرنے کا راستہ پھیل جاتا ہے اور ہوا کو اندر اور باہر جانے کے لیے زور لگانا پڑتا ہے، جس کی وجہ سے نرم بافتوں میں لرزش پیدا ہوتی ہے۔ خراٹوں کو روکنے کے لیے ہوا کی نالی کو کھلا رکھنا ضروری ہے۔ ایسا کرنے کے لیے، بہت سے طریق ہیں جن میں سے چند ذیل میں درج ہیں:

<u>شراب سے پرہیز:</u> شراب نوشی کی وجہ سے نیند کے دوران پٹھے زیادہ آرام دہ ہوجاتے ہیں اور اس کی وجہ سے ہوا کی نالیاں تنگ اور مزید تنگ ہوجاتی ہیں۔

<u>کروٹ لے کر لیٹنا:</u> جب آپ پیٹھ کے بل سیدھا لیٹتے ہیں تو آپ کی زبان، ٹھوڑی اور آپ کی ٹھوڑی کے نیچے موجود فیٹی ٹشوز آپ کے ایئروے میں رکاوٹ پیدا کر سکتے ہیں۔ ایسی حالت میں خراٹے لیں تو ایک طرف کر کے سو جائیں۔

<u>اپنی ناک صاف رکھیں:</u> اگر آپ کو زکام ہے اور آپ کی ناک بند ہے تو آپ کے خراٹے لینے کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں سونے سے پہلے اپنی ناک کو اچھی طرح صاف کریں۔

<u>وزن کم کریں:</u> اگر آپ کا وزن زیادہ ہے تو، آپ کی ٹھوڑی کے قریب زیادہ فیٹی ٹشو ہو سکتے ہیں۔ وہ ہوا کے راستے کو تنگ کر سکتے ہیں اور ہوا کے گزرنے میں رکاوٹ بن سکتے ہیں۔ ایسی صورتحال میں صحت مند وزن برقرار رکھنے سے خراٹوں سے نجات مل سکتی ہے۔

https://www.bbc.com/urdu/science-60049629

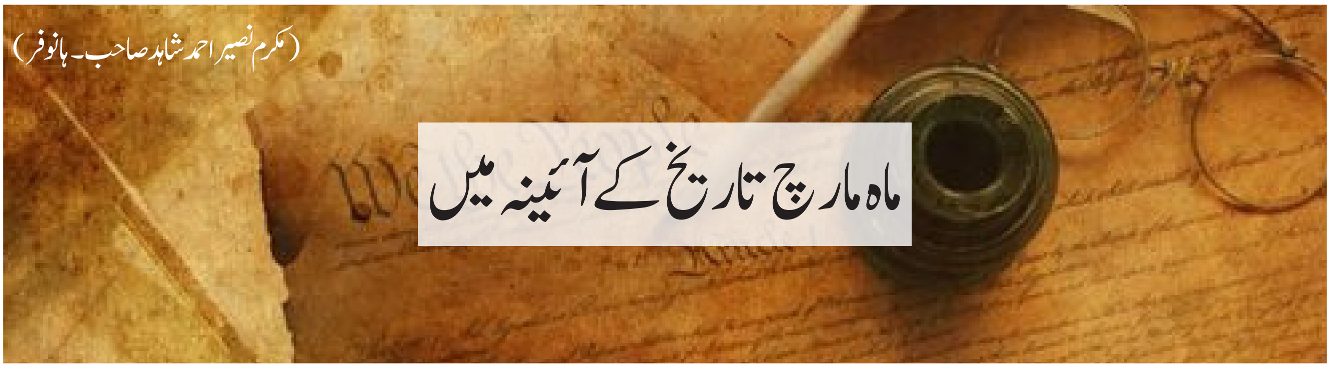

ماہ مارچ تاریخ کے آئینہ میں

(مکرم نصیر احمد شاہد صاحب۔ ہانوفر)

یکم مارچ:

1961: امریکی صدر جان ایف کینیڈی نے امن تنظیم کی بنیاد رکھی اس تنظیم کا کام ترقی پذیر ممالک میں نوجوان رضا کار بھجوانا تھا جو صحت، تعلیم اور دوسری بنیادی انسانی ضروریات کی فراہمی میں مدد فراہم کریں۔

2 مارچ:

1917ء: زار نکولس دوئم روس کی شہنشاہیت سے دستبردار ہو گئے۔

3 مارچ:

1923: ہفت روزہ رسالہ ٹائم کا پہلا شمارہ چھپا۔

4 مارچ:

1933ء: فرینکلین ڈی روز ویلٹ امریکہ کے 32ویں صدر بنے۔

5 مارچ:

1966ء: برطانوی فضائی کمپنی BOAC کا بوئنگ 707 ماؤنٹ فوجی جاپان پر حادثہ کا شکار ہو گیا۔

6 مارچ:

1899ء: برلن کے پیٹنٹ آفس نے اسپرین کا پیٹنٹ رجسٹر کیا۔

1957ء: گھانا نے برطانیہ سے آزادی حاصل کی۔

7 مارچ:

1876ء: الیگزینڈر گراہم بیل نے اپنی تاریخی ایجاد ٹیلی فون کا پیٹنٹ حاصل کیا۔

8 مارچ:

1917ء: انقلاب روس کا آغاز ہوا۔

10 مارچ:

1945ء: بی 29 بمبار طیاروں نے ٹوکیو پر بمباری کی۔

12 مارچ:

1609ء: برطانیہ نے برمودا جزائر کو اپنی کالونی بنا لیا۔

1912ء: امریکہ میں گرلز گائیڈ تنظیم کا قیام عمل میں آیا۔

1938ء: جرمنی نے آسٹریا پر قبضہ کر لیا۔

14 مارچ:

البرٹ آئن سٹائن (1879-1955) اولم جرمنی میں پیدا ہوئے۔

15 مارچ:

44 قبل مسیح جولیس سیزر کو روم میں سینٹ کے چیمبر میں اس کے اپنے ہی ساتھیوں نے قتل کر دیا۔

17 مارچ:

1949ء: پورشے نے اپنی پہلی کار نمائش کے لئے پیش کی۔

1969ء: گولڈا مائر اسرائیل کی پہلی خاتون صدر بن گئیں۔

18 مارچ:

1974ء: امریکہ پر عرب ممالک کی طرف سے 5 ماہ پہلے تیل کی درآمد پر لگائی گئی پابندیاں ختم کر دی گئیں۔

19 مارچ:

2003ء: امریکہ نے عراقی صدر صدام حسین کا اقتدار ختم کرنے کے لئے عراق پر حملہ کر دیا۔

20 مارچ:

1995ء: جاپان میں سب وے میں اعصابی گیس سے حملہ کیا گیا 12 افراد ہلاک اور 5000 زخمی ہوئے۔

21 مارچ:

1981ء: برطانیہ کے شہزادہ چارلس اور لیڈی ڈیانا کی شادی ہوئی۔

22 مارچ:

امریکی سینٹ نے خواتین کی برابری کے بل کو منظور کر لیا۔

23 مارچ:

1889ء جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی گئی۔

1956ء: پاکستان اسلامی جمہوریہ بن گیا۔

2001ء: خلائی اسٹیشن میر کو خلا میں 15 سال ہو گئے۔

24 مارچ:

1934ء: 50 سال بعد امریکہ نے فلپائن کو آزادی دے دی۔

1900ء: نیویارک سب وے پر کام شروع ہو گیا۔

25 مارچ:

1957ء: اٹلی میں جرمنی، فرانس، اٹلی، نیدرلینڈ، بیلجیم اور لکسمبرگ نے یورپی اقتصادی برادری کی بنیاد رکھی۔

26 مارچ:

1953ء: ڈاکٹر جوناس سالک نے پولیو ویکسین دریافت کر لی۔

2000ء: ولاڈی میر پوٹین روس کے صدر بن گئے۔

27 مارچ:

1909۔ قتل کے کیس میں پہلی مرتبہ فنگر پرنٹس کو ثبوت کے طور پر استعمال کیا گیا۔

28 مارچ:

1930ء: قسطنطنیہ کا نام بدل کر استنبول رکھ دیا گیا۔

1939ء: سپین میں خانہ جنگی کا خاتمہ ہوا جنرل فرانسسکو فرانکو نے حکومت سنبھال لی۔

29 مارچ:

1943ء: امریکہ میں گوشت، مکھن، پنیر اور پکانے والے تیل کی راشن بندی کر دی گئی۔

30 مارچ:

امریکہ نے روس سے الاسکا 7.2 ملین ڈالرز میں خرید لیا۔

2002ء: برطانوی مادر ملکہ انتقال کر گئیں۔

31 مارچ:

1951ء: پہلا امریکی تجارتی کمپیوٹر یونیویک اوّل فروخت کے لئے پیش کر دیا گیا۔

(منور علی شاہد)

ملکی و عالمی خبریں

جرمن صنعتی ادارے کا ریکارڈ منافع

جرمن کے معروف صنعتی ادارے سیمنز نے 2021ء میں کورونا کی پابندیوں اور خام مال کی ترسیل کی رکاوٹوں کے باوجود گذشتہ سال کی آخری سہ ماہی میں تقریباً دو بلین یورو کا منافع کمایا ہے جو گذشتہ ایک سال کی نسبت بیس فیصد زیادہ ہے۔ ریل گاڑیوں سے لے کر صنعتی فیکٹریوں تک کے لئے اوزار اور ساز و سامان تیار کرنے والی جرمن ادارے سیمنز (Siemens) کی طرف سے دس فروری کو جاری کئے گئے کے اس ریکارڈ منافع کے اعداد و شمار پر مشتمل رپورٹ کے مطابق سیمنز کو صرف اکتوبر تا دسمبر 2021ء کے دوران 1.8 بلین یورو (2.1 بلین ڈالر) منافع ہوا ہے۔

صدی قبل غرق بحری جہاز کی دوبارہ تلاش

انٹارٹیکا میں ایک صدی قبل ڈوبنے والے جہاز کی تلاش دوبارہ شروع کی جارہی ہے۔ تلاش کرنے کی اب تک کی تمام کوششیں ناکام رہی تھیں۔ ایک سو سال قبل ایک جہاز انٹارٹیکا کی تہہ میں غرق ہوگیا تھا لیکن اس کے سوار تمام افراد کو چھوٹی کشتیوں کی مدد سے بچا لیا گیا تھا۔ 17-1914ء کے عرصہ کے دوران اس گمشدہ جہاز کی تلاش کی گئی تھی لیکن کوششیں کامیاب نہ ہوسکی تھیں۔ تلاش کرنے والے ادارے کی ٹیم کا کہنا ہے کہ اگر اس لاپتہ جہاز کا ایک حصہ بھی مل گیا تو یہ بڑی کامیابی ہوگی اور ایک صدی پرانی یادیں پھر تازہ ہو جائیں گی۔ کہا جاتا ہے کہ جہاز کی تلاش میں سب سے بڑی رکاوٹ برف اور انتہائی سرد موسم ہے۔

مصر میں ہزاروں قدیم ڈائریوں کی دریافت

مصر میں مٹی کی قدیم تختیاں دریافت ہوئی ہیں جن کی تعداد ہزاروں میں ہے اور اس کا سہرا جرمن سائنس دانوں کے سر ہے۔ انہوں نے یہ مٹی کی تختیاں مصر میں ”اتریب“ (Athribis) کے مقام پر دریافت کی ہیں۔ ذرائع ابلاغ کے مطابق ملنے والی ان تختی نما ڈائریوں کی تعداد 18000 ہے جو اپنے زمانے میں بچوں کو پڑھانے کے علاوہ روزمرہ کاموں کی تفصیلات لکھنے کے لئے بطور ”روزنامچہ“ بھی استعمال ہوتی تھی۔ لکھائی کی تختیوں کے طور پر استعمال ہونے والے مٹی کے ان ٹکڑوں کو اوسٹرا کون کہا جاتا ہے جس کی جمع ”اوسٹراکا“ (ostraca) ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ ’اوسٹراکا‘ کا سب سے بڑا ذخیرہ ہے۔

افغانستان کے منجمد اثاثوں کی مشروط بحالی

امریکہ میں سات ارب ڈالر مالیت کے افغانستان کے منجمد اثاثے مشروط طور پر صدر بائیڈن نے بحال کر دیئے ہیں۔ تفصیلات کے مطابق بائیڈن انتظامیہ کی طرف سے جاری کی گئی ہدایات کے مطابق کل رقم کے نصف کو افغانستان میں انسانی ہمدردی کے مختلف کاموں پر استعمال کیا جائے گا جبکہ باقی نصف رقم کو متاثرین گیارہ ستمبر 2001ء کے سلسلہ میں زیر سماعت مقدمات کے ہرجانوں کی مد کی ادائیگی میں استعمال ہوگا۔ ذرائع کے مطابق یہ رقوم فوری جاری کرنے کی بجائے بنکوں کی توسط سے ٹرسٹ کے ذریعے جاری کی جائیں گی۔

حجاب پر پابندی مذہبی آزادی کی خلاف ورزی

امریکہ میں مذہبی ادارے کے ایک اعلیٰ عہدیدار کے مطابق بھارتی ریاست کرناٹک میں حجاب پر پابندی مذہبی آزادی کی خلاف ورزی ہے۔ ایک ٹویٹ میں راشد حسین نے کہا ہے کہ مذہبی آزادی میں لباس کے انتخاب کی آزادی بھی شامل ہے۔ انہوں نے ٹویٹ میں مزید کہا کہ حجاب پر پابندی مذہبی آزادی پر کلنک اور خواتین کو لباس کے انتخاب پر مجبور کرنے اور انہیں پیچھے دھکیلنے کے مترادف ہے۔

یورپ و ایشیا کو ملانے والے والا معلّق پُل تیار

ترکی میں یورپ اور ایشیا کو ملانے والا 4.6 کلومیٹر طویل معلق پل (Çanakkale-1915-Bridge) مکمل ہوگیا

ہے۔ یہ پل ترکی کے شہر چناق قلعہ (Çanakkale) میں آبنائے دار دانل پر تعمیر کیا گیا ہے۔ اس کو دنیا کا سب سے بڑا معلق پل قرار دیا گیا ہے۔ اس کی تعمیر پر تقریباً تین ارب ڈالرز خرچ ہوئے ہیں۔ ایک ستون سے دوسرے ستون کے درمیان کا فاصلہ 2023ء میٹر ہے۔ اس کی تعمیر مارچ 2017ء میں شروع ہوئی تھی۔

دیوار چین کی گہرائی میں 3 منزلہ ریلوے اسٹیشن کی تعمیر مکمل

دنیا کے سات عجائبات میں شامل عظیم دیوار چین کے نیچے گہرائی میں ایک اور عجوبہ کی تکمیل مکمل ہوگئی ہے۔ عالمی ذرائع ابلاغ کے مطابق چین نے دیوار چین کی گہرائی میں ایک تین منزلہ ریلوے اسٹیشن کی تعمیر مکمل کرلی ہے، جہاں سے تیز رفتار ٹرینوں کا سفر ممکن ہو سکے گا۔ ریلوے اسٹیشن اور سرنگ کے اس منصوبے کی تعمیر میں صرف تین سال کا عرصہ لگا ہے۔ اس ریلوے اسٹیشن کی بدولت دار الحکومت بیجنگ سے دیوار چین تک کا سفر 90 منٹ سے کم ہو کر محض 27 منٹ کا رہ گیا ہے۔ ذرائع کے مطابق اس ریلوے اسٹیشن کی گہرائی 102 میٹر ہے جبکہ یہ 36 ہزار مربع میٹر رقبے پر پھیلا ہوا ہے۔ اسے دنیا کا سب سے گہرا اور بڑا ریلوے اسٹیشن بھی کہا جا رہا ہے۔

فرانک والٹر اشٹائن مائر دوبارہ جرمن صدر منتخب

Frank Walter Steinmeier تیرہ فروری 2022ء کو دوسری مرتبہ جرمنی کا صدر منتخب کرلیا گیا ہے۔ نو منتخب صدر کو پارلیمان کی 77 فیصد حمایت حاصل ہوئی۔ یاد رہے کہ جرمن صدر کے اس انتخاب میں جرمن پارلیمنٹ کے ایوانِ زیریں کے علاوہ اتنی ہی تعداد میں ملک کی سولہ ریاستوں سے منتخب ممبران بھی حصہ لیتے ہیں۔ منتخب ہونے کے بعد صدر نے کہا کہ وہ ہر اس شخص کے ساتھ ہیں جو جمہوریت کے ساتھ ہے۔ انہوں نے اس موقع پر یوکرائن پر روس کے حملے کی صورت میں جنگ کے خدشہ سے بھی خبردار کیا۔

دنیا کا سب سے بڑا آئینہ خانہ تیار

برطانیہ کی ایک کمپنی نے کلائیڈو اسکوپ بنانے والا دنیا کا سب سے بڑا آئینہ تیار کیا ہے۔ اس سرنگ نما آئینہ خانہ میں چاروں اطراف خوبصورت ڈیزائن بنائے گئے ہیں اور اطراف میں لگے آئینوں سے ان ڈیزائنوں کا عکس اُبھرتا ہے جو انتہا کی دلکشی پیدا کرتے ہیں۔ اس سرنگ میں جانے والوں پر اس کی دلکشی کے باعث سحر طاری ہوجاتا ہے۔ اس رنگین سرنگ کی لمبائی 40 میٹر، اونچائی 6 میٹر اور چوڑائی 3 میٹر ہے۔ اطراف میں آئینے اس طرح لگائے گئے ہیں کہ پورا منظر گول سرنگ کی مانند دکھائی دیتا ہے۔

سوئٹزرلینڈ میں جانوروں پر تحقیق کی پابندی کا ریفرنڈم

سوئٹزرلینڈ میں گذشتہ اتوار تیرہ فروری کو منعقدہ ریفرنڈم میں 79 فیصد عوام نے اس تجویز کو رَدّ کر دیا ہے جس میں جانوروں پر تحقیق کرنے کے عمل پر پابندی لگانے کا کہا گیا تھا صرف 21 فیصد نے اس تجویز کے حق میں ووٹ دیا۔ تفصیلات کے مطابق سوئٹزرلینڈ میں جانوروں پر طبی تجربات کے خلاف ایک مہم جاری تھی جس کا بنیادی مقصد سوئٹزرلینڈ کو ایسا پہلا ملک بنانا تھا جس میں جانوروں پر طبّی تجربات پر پابندی لگانا مقصود تھا۔ تاہم اس کے لئے عوامی رائے لینے کی غرض سے گذشتہ اتوار کو کرائے گئے ریفرنڈم میں عوام کی اکثریت نے اس پابندی کو مسترد کر دیا اور اپنی رائے ظاہر کردی کہ سوئٹزرلینڈ میں لوگوں کی صحت اور خوشحالی کے لئے تحقیق کے اہم کردار کو ہم تسلیم کرتے ہیں اور پابندی کو مسترد کرتے ہیں۔

اربوں سال قدیم اور نایاب ہیرا فروخت

دنیا کا سب سے قدیم اور نایاب ہیرا 42 لاکھ 80 ہزار ڈالر میں فروخت کر دیا گیا۔ یہ نیلامی برطانیہ میں ہوئی جس کی پونڈ میں قیمت 31 لاکھ 60 ہزار پونڈ مالیت ہے جبکہ پاکستانی کرنسی میں اس کی مالیت 75 کروڑ روپے بنتی ہے۔ یہ دنیا کا سب سے بڑا اور نایاب ہیرا ہے جس کا وزن 555.55 قیراط ہے اور اس کا رنگ سیاہ ہے۔ اینگما نامی یہ ہیرا ہیکس نامی کرپٹو کرنسی کے بانی رچرڈ ہارٹ نے لندن میں ایک آن لائن نیلامی میں خریدا ہے۔ خریدنے کے بعد نئے مالک نے ایک ٹویٹ میں اس کی تفصیلات بیان کی ہیں۔ اس ہیرے کے متعلق کہا جاتا ہے کہ 2.6 سے 3.8 ارب سال قبل جب زمین پر ایک سیارچہ گرا تھا تو یہ ہیرا وجود میں آیا تھا۔ یہ ایک کاربوناڈو (Carbonado) ہے جو ایک انتہائی نایاب چٹان ہے جو صرف برازیل اور وسطی افریقی ریپبلک میں دریافت ہوئی ہے اور یہ قدرتی ہیرے کی سب سے سخت قسم ہے۔

جرمنی میں اومیکرون وائرس نکتہ عروج پر

جرمنی کے وزیر صحت کارل لاؤٹر باخ نے برلن میں میڈیا سے باتیں کرتے ہوئے کہا ہے کہ جرمنی میں اومیکرون وائرس نکتہ عروج پر ہے لہٰذا ابھی روک تھام کے لئے اٹھائے اقدامات وضوابط میں نرمی خطرناک ہوسکتی ہے۔ وزیر صحت نے کہا کہ ساٹھ سال سے زائد عمر کے بارہ فیصد افراد نے ویکسینیشن نہیں کروائی۔ یاد رہے کہ بدھ کے روز جرمن چانسلر اولاف شولس نے صوبائی حکومتوں کے ساتھ مل کر یہ فیصلہ کیا تھا کہ جرمنی میں تین مراحل میں 20 مارچ تک کورونا سے متعلق ضوابط میں نرمی کر دی جائے گی۔

جرمن شہریوں کو یوکرائن چھوڑنے کی ہدایت

جرمنی کی حکومت نے یوکرائن میں مقیم اپنے شہریوں کو فوری طور پر یوکرائن چھوڑ دینے کی ہدایات جاری کی ہیں۔ یہ فیصلہ یوکرائن اور روس کے درمیان بڑھتے ہوئے شدید اختلافات اور سنگین حالات کے تناظر میں کیا گیا ہے۔ جرمن وزارت خارجہ کے ایک بیان کے مطابق روس اور یوکرائن کے درمیان بڑھتی ہوئی کشیدگی کے موقع پر سرحدوں پر دونوں ممالک کی فوجی نقل وحرکت میں اضافہ بھی دیکھا جارہا ہے۔ ان حالات میں یوکرائن میں مقیم جرمن شہریوں کو وہاں رہنا ضروری نہیں تو وہ فوری طور پر کسی محفوظ جگہ پر منتقل ہو جائیں۔

نئے سال کے موقع پر سیلاب زدہ علاقوں میں تحائف کی تقسیم

(رپورٹ: صفوان احمد ملک شعبہ تبلیغ جرمنی)

انسانیت کا رشتہ سب سے بڑا رشتہ ہے جو کسی رنگ و نسل اور زبان و بیان کا محتاج نہیں۔ مؤرخہ 14 اور 15 جولائی 2021ء کی درمیانی شب جرمنی کے دو صوبوں (Nordrhein-Westfalen اور Rheinland-Pfalz) کو شدید سیلابی ریلے کا سامنا کرنا پڑا۔ بارشوں کی وجہ سے آنے والے اس سیلاب نے ان علاقوں میں موجود وادیوں کو اس طرح اپنی لپیٹ میں لیا کہ انہیں بنیادوں سے ہلا کے رکھ دیا تقریباً 190 قیمتی جانیں اس کی نذر ہوئیں۔ مکانوں، گاڑیوں اور دیگر املاک کے ساتھ ساتھ ریلوے لائن سڑکیں اور پلوں کا نام و نشان مٹ گیا۔ بعض بچوں کے سروں سے ماں باپ کا سایہ اٹھ گیا تو کئی والدین بپھری ہوئی لہروں کے چنگل سے اپنے بچے نہ بچا پائے۔ یہ وادیاں اب ہیبت ناک منظر پیش کرتی ہوئی نظر آ رہی تھیں جہاں موسم گرما میں قدرتی مناظر دیکھنے کے لئے سیاح اپنے بچوں کے ساتھ سیر و تفریح کے لئے جاتے تھے۔ اس بے بسی اور دکھ کے عالم میں جماعت احمدیہ جرمنی نے اپنے ان اجڑے ہوئے ہم وطنوں کی مسلسل کئی ماہ دن رات خدمت کی توفیق پائی ہے، الحمد للہ۔

نئے سال کی آمد پر مکرم حافظ فرید احمد خالد صاحب سیکرٹری تبلیغ جرمنی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کی روشنی میں ان علاقوں کے باسیوں کو نئے سال کی مبارک باد پیش کرنے اور ان کی تالیف قلب کے لئے منصوبہ بندی کی کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے انہیں مبارک باد کے ساتھ تحائف بھی پیش کئے جائیں۔

اس کام کی تکمیل کے لئے مکرم حافظ صاحب نے چار رکنی ٹیم تشکیل دی جس میں مکرم ظہیر احمد صاحب صدر جماعت Neuss۔ مکرم رانا مسعود ارشد خان صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت کولون۔ مکرم عدیل احمد خالد صاحب مربی سلسلہ شعبہ تبلیغ اور خاکسار شامل تھے۔ اسی طرح ریجنل مربی سلسلہ مکرم محمود احمد ملہی صاحب کا خصوصی تعاون شامل حال رہا۔

مکرم نیشنل سیکرٹری صاحب تبلیغ کی سربراہی میں اس کمیٹی کی متعدد میٹنگز ہوئیں جن میں اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے گتے کے چھوٹے ڈبوں میں چاکلیٹ، ٹافیاں، بسکٹ نیز جماعت احمدیہ کی طرف سے نئے سال کی مبارکباد کا کارڈ، جماعت کے Logo والی پنسل، ایک کاپی کے علاوہ مکرم امیر صاحب کی طرف سے ایک خصوصی خط بھی شامل کیا گیا۔

تحائف کی خریداری، پیکٹس کی تیاری اور جملہ انتظامات مکرم ظہیر احمد صاحب کے سپرد کئے گئے جنہوں نے بڑے احسن رنگ میں 45 معاونین کی مدد سے تقریباً 180 گھنٹے کام کر کے 4100 پیکٹ تیار کروائے۔ خصوصی تعاون کرنے والوں میں مکرم لئیق احمد صاحب، مکرم فرحان خان صاحب، مکرم رانا مظفر حمید صاحب، مکرم ذیشان محمود صاحب ''النصرت'' ان کے علاوہ مکرم ریجنل امیر طارق محمود صاحب نے ہر ممکنہ مدد بہم پہنچائی، فجزاہم اللہ تعالیٰ۔ اگلے مرحلہ پر ان پیکٹس کو متاثرین تک پہنچانے کے لیے مؤرخہ 9 جنوری 2022ء بروز اتوار کا دن تجویز کیا گیا کیونکہ اس روز سرکاری چھٹی کی وجہ سے عموماً لوگ گھروں میں ہوتے ہیں۔ مکرم ظہیر صاحب نے اپنی جماعت سے چند گاڑیوں اور معاونین کا انتظام کیا۔ کچھ انتظام مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے تعاون سے نزدیکی مجالس کے ذریعہ حاصل ہوا۔ اس کے علاوہ مرکزی شعبہ تبلیغ کی طرف سے 4 مربیان کرام 8 گاڑیاں مع معاونین مقررہ جگہ پر پہنچیں جس میں مرکزی سوشل میڈیا ٹیم، میڈیا کوریج اور انٹرویوز کے لئے شعبہ تبلیغ کے کیمرہ مین بھی شامل تھے۔

مقررہ دن حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں سے محکمہ موسمیات کی پیشین گوئی کے برعکس موسم سازگار رہا۔ تمام احباب جماعت نے بڑے خلوص کے ساتھ یہ خدمت کی۔ اپنے تاثرات میں احباب جماعت کی پُرخلوص خدمات کا ذکر بھی کیا، مقامی لوگ دیکھتے ہی ہمیں پہچان جاتے اور پوچھتے کہ آپ جماعت احمدیہ کی طرف سے آئے ہیں؟ جنہوں نے ہماری بہت مدد کی ہے۔

تمام کارکنان اللہ کے فضل سے صبح دس بجے مقررہ جگہ پر پہنچ گئے اس وقت ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی ایک خیمہ لگا کر ڈیوٹی پر آنے والے حضرات کو گرما گرم چائے پیش کی گئی اور ایک مختصر سی دعائیہ و معلوماتی تقریب منعقد ہوئی جس میں مکرم محمود احمد ملہی صاحب مربی سلسلہ اور مکرم ظہیر احمد صاحب نے نقشے کی مدد سے علاقے کا تعارف اور بعض ضروری ہدایات دیں اسی طرح مکرم عدیل احمد خالد صاحب مربی سلسلہ شعبہ تبلیغ نے ڈیوٹی دینے والے احباب کو جرمن لوگوں سے بات چیت کرنے اور تحائف پیش کرنے کا سلیقہ بتایا اور عموماً ہونے والے سوالات اور ان کے جوابات بتائے کہ ہم یہ تحائف کس مقصد کے تحت آپ کو پیش کر رہے ہیں۔ اسی طرح تقریباً ہر گروپ کے ساتھ کیمرہ مین اور انٹرویو لینے کے لئے ایک مربی سلسلہ کو روانہ کیا گیا۔

مکرم محمود احمد ملہی صاحب مربی سلسلہ کو ان علاقوں میں مسلسل خدمت کی توفیق ملی اس لیے انہیں ان علاقوں سے بہت حد تک آگاہی تھی۔ مکرم مربی صاحب نے پیکٹ تقسیم کرنے کے لئے متاثرین تک پہنچنے کے لیے منصوبہ بندی کی اور گاڑیوں اور کارکنان کو دعا کے ساتھ روانہ کیا۔

اس موقع پر سابق میئر اور شہری انتظامیہ کے چند سرکردہ احباب وخواتین ہمارے پاس تشریف لائے انہوں نے تمام دوستوں کا استقبال کیا سب سے پہلا تحفہ سابق میئر صاحب کی خدمت میں پیش کیا انہوں نے ڈیوٹی پر موجود احباب کے ساتھ تصاویر بنوائیں اور انٹرویو دیا۔

مجموعی طور پر اس دن 109 احباب جماعت نے 32 کاروں کی مدد سے 21 دیہات میں یہ پیکٹ گھر گھر تقسیم کئے۔

متاثرین سیلاب کے تاثرات

مکرمہ Carmen Poppelreuter نے پیکٹ وصول کرنے کے بعد فون پر بتایا کہ آپ بہت اچھا کام کر رہے ہیں اور مجھے آپ کا کھانا یاد آتا ہے۔ آپ حقیقی ہیرو ہیں جنہوں نے ہمیں اس تباہی کے بعد سنبھالا دیا۔ آپ لوگ ہمارے لئے روشنی اور زندگی کی امید لائے ہیں۔

مکرم Fabian صاحب کہتے ہیں کہ آپ سے ملنے کے بعد احساس ہوا کہ آپ ہی بہترین لوگ ہیں۔ میں نے اپنی زندگی میں دو بار سب کچھ کھویا ہے اور آپ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہمیں زندگی کی حقیقت سے روشناس کرایا ہے۔

مکرمہ Anneliese Baltes کہتی ہیں کہ تحفے کا بہت بہت شکریہ۔ آپ کو دوبارہ دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔

اکثریت کے جذبات ایک جیسے ہی تھے جرمن لوگ ہمیں دیکھ کر ہمارے کیمپ میں ملنے کے لئے بھی آئے کہ آپ لوگوں کو دوبارہ یہاں دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ ہمیں بھولے نہیں اور ہمارے لئے تحائف بھی لیکر آئیں ہیں۔شکریہ ادا کرتے رہے اور اپنی محبت کا اظہار کرتے رہے۔

الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے مسیح ومہدیؑ کی اس بات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی کہ "یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چلتا ہے، اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا"۔

اللہ تعالیٰ تمام جملہ معاونین و کارکنان کو جزائے خیر سے نوازے اُن کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکتیں عطا فرمائے اور ہمیں خلافتِ احمدیہ کا سلطان نصیر بنائے، آمین۔

سیلاب کے دوران جماعت کولون کی خدمات

موٴرخہ 14 اور 15 جولائی 2021ء کو جرمنی کے دو صوبوں نورڈرائن ویسٹ فالن اور رائن لینڈ فالز میں ایک تباہ کن سیلاب نے جہاں بے شمار انسانی جانوں کو ہلاک کیا وہاں ہزاروں گھر بھی تباہ ہوئے اور یوں وہاں کے مکینوں کے پاس زندہ رہنے کے لیے کھانا اور نہ ہی چھت تھی۔ جماعت احمدیہ جس کا مشن ہی خدمت خلق ہے ان حالات میں کیسے خاموش رہ سکتی تھی۔ مکرم امیر صاحب جرمنی کی ہدایت پر مکرم طارق محمود صاحب ریجنل امیر نورڈرائن نے سیلاب زدہ علاقوں میں سے ایک حصہ جماعت کولون کے سپرد کیا۔ خاکسار نے فوری طور پر مکرم مظفر احمد جنرل سیکرٹری جماعت کولون کی نگرانی میں ضیافت کی ایک ٹیم تشکیل دی۔ اس ٹیم کے ممبران مکرم محمد انور خان صاحب سیکرٹری ضیافت مکرم اظہار احمد صاحب اور جماعت بون سے مکرم فرید احمد صاحب اور مکرم رانا عرفان احمد نے دیگر احباب جماعت کے تعاون سے بے مثال خدمت کی توفیق پائی، الحمدللہ۔ اس خدمت کا آغاز موٴرخہ 17/جولائی کو نماز فجر کی ادائیگی کے بعد مکرم مربی صاحب نے دعا کے ساتھ کیا اور جماعت کولون نے خداتعالیٰ کے فضل سے 5/ستمبر تک بلاناغہ خدمت خلق کی توفیق پائی۔ اسی دوران مکرم ابرار الحق سیکرٹری ضیافت جرمنی نے مکرم شیخ رؤف صاحب کو لمبرگ سے وقفِ عارضی کے لئے کولون بھجوایا جنہوں نے 5/ستمبر تک مقامی ٹیم کے ساتھ مل کر کھانا پکانے کا کام کیا۔ اس عرصہ میں روزانہ اوسطاً 450 کے حساب سے کم وبیش 23000 سیلاب زدگان کے لیے کھانا بنانے کی توفیق ملی جسے مجلس خدام الاحمدیہ اور بعد میں ناظم علاقہ مجلس انصاراللہ کی ٹیمیں ان علاقوں میں تقسیم کرتیں۔

Mayshoss Kreuzberg Ahrweiler, Dernau Rech BadNeunahr Reimerzhoven

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کار خیر میں حصہ لینے والے جملہ عہدیداران اور کارکنان کو اجر عظیم عطا فرمائے، آمین۔ (چوہدری فصیح الدین۔صدر جماعت کولون)

مرتّبہ: مدبر احمد خان

تاریخِ جرمنی

گذشتہ قسط میں یہ ذکر ہوا تھا کہ رومنز Limes یعنی حدبندی کے لیے اور custom کے کاموں کے لیے ایک 550 کلومیٹر دیوار بنانے میں کامیاب ہوئے۔ لیکن تقریباً دوسوسال کے عرصے میں جرمینک قبائل کے حملوں کی وجہ سے وہ دیوار اپنا حفاظتی کام پورے طور پہ سرانجام نہ دے سکی۔ دراصل حفاظتی دیوار کے اُس پار رہنے والے جرمینک قبائل روم کے خلاف اب پہلے سے زیادہ متحد تھے۔ گو آپسی جھڑپیں بھی جاری رہتی تھیں۔ بالآخر سنہ 260ء میں جرمینک قبائل کے پے درپے حملوں کے بعد روم کو Limes کے کچھ حصوں سے وقتی طور پہ دست بردار ہونا پڑا۔

تیسری صدی کے اختتام سے کچھ پہلے، سلطنتِ روم کو سیزر Diocletian نے دوحصوں میں تقسیم کر دیا۔ یوں سلطنتِ روم کے مغربی حصے کا دارالحکومت شہر Trier مقرر ہوا۔ Trier کو اس زمانے کے اعتبار سے معاشی اور ثقافتی طور پر عظیم الشان شہر بنایا گیا۔ شہر کی توسیع کی گئی، یہاں تک کہ اس کی آبادی تقریباً 80,000 نفوس تک پہنچ گئی۔

چونکہ سلطنتِ روم مختلف علاقوں میں اپنا دفاع کرنے پر مجبور تھی، مثلاً ان پر فارس سے ساسانیوں کی طرف سے بھی حملہ ہو رہا تھا اور کچھ اندرونی جنگیں بھی جاری تھیں، سو وہ گول (Gaul) میں اپنی حدود کی پورے طور پر حفاظت نہیں کر سکتے تھے۔ اس پر مستزاد یہ کہ Limes کے اُس پار آبادی بڑھتی جا رہی تھی اور متحد جرمینک قبائل پہلے سے زیادہ منظّم ہو چکے تھے۔ لہٰذا اگلی صدی مختلف جنگوں سے بھری ہوئی ہے۔ مختلف جرمینک قبائل کچھ عرصے کے لیے روم کے مفتوح علاقے میں (گول) پہنچیں اور قابض ہوئیں۔ لیکن پھر رومی افواج ان کو دھکیلنے میں کامیاب بھی رہیں۔ قصہ مختصر یہ کہ Limes کے دونوں طرف ایک صدی تک سخت کش مکش جاری رہی۔

سنہ 370ء کے قریب مشرق سے ہنز (Huns) جرمانیا کے علاقوں میں آوارد ہوئے۔ ہنز ایک جنگ جو اور خانہ بدوش قوم تھی۔ اُن کے آنے سے نہ صرف یہ ہوا کہ جرمینک قبائل کو ان کے خلاف اپنا دفاع کرنا پڑا بلکہ پورے یورپ میں ایک دورِ ہجرت کا آغاز ہوا۔

اس ہجرت کی مجبوری کے باعث Gothic (جو جرمینک قبیلہ تھا) رومی حدود تک پہنچ گئے اور انہوں نے رومی افواج کو شکست دی۔ یہاں تک کہ انہوں نے 410ء میں شہر روم کو بھی لوٹا۔ اس کے بعد سے شہر روم کا آخری زوال شروع ہوتا ہے۔ روم جو گویا ''عالم میں انتخاب تھا'' اب اسے ''فلک نے لوٹ کر گویا ایسا ویران کیا کہ وہ اُجڑا دیار بن کر رہ گیا''۔

خیر، بعد میں رومی سلطنت نے Gothics کو اپنا اتحادی بنالیا تھا۔ بہرحال اسی طرح دیگر قبائل بھی ہجرت کرنے پر مجبور تھے اور وہ بھی روم پر حملہ آور ہوئے۔ چونکہ رومی افواج کمزوری کی حالت میں تھیں، اس لیے اکثر جنگوں میں روم کو مہاجر جرمینک قبائل کے ہاتھوں شکست اٹھانا پڑی۔

Theodoric The Great کے زمانے کا چہرہ ایک سکے پر

مشرقی اور مغربی سلطنتِ روم کا نقشہ

اب ہنز یورپ میں ایک مستقل طاقت بن چکے تھے۔ اور سنہ 451ء میں انہوں نے گول پر حملہ کر دیا۔ رومی افواج میں جرمینک قبائل کی ایک بھاری تعداد تھی جن میں Gothic بھی شامل تھے۔ وہ آج کے فرانس کے علاقے میں اتحادی بن کر رہتے تھے۔ آخرکار ہنز نے شکست دیکھ کر یورپ سے واپس مشرق کی طرف رُخ موڑ لیا۔ ہاں، مگر سلطنتِ روم کے مغربی حصے کے دن پورے ہو چکے تھے۔

سنہ 455ء میں ایک بار پھر شہر روم پر حملہ ہوا۔ اب سنہ 476ء تک دو مختلف حاکم جنہیں جنگ جو سردار ہی کہا جا سکتا ہے روم پر قابض رہے۔ اس کے بعد Odoaker نامی ایک شخص جسے جرمینک سمجھا جاتا ہے، حاکم ہوا۔ اس نے کوشش کی کہ وہ مشرقی رومی سلطنت کے تابع ایک سیزر کہلائے لیکن وہ اس مقصد میں کامیاب نہ ہوسکا۔ اس کو قتل کر کے Gothic سردار Theodoric The Great نے حکومت اپنے قبضے میں لے لی اور رومی حکومت قائم کرنے کی ناکام کوشش کی۔ کیونکہ تاریخ نے اسے بھی صرف مشرقی Gothic سلطنت کے بادشاہ کے طور پر یاد رکھا۔ سنہ 455ء کے بعد جب رومی سلطنت کا نام لیا جاتا ہے تو اس سے صرف مشرقی رومی سلطنت مراد لی جاتی ہے جس کا دارالحکومت قسطنطنیہ تھا۔ مغربی سلطنتِ روم سنہ 455ء کے حملے سے گویا اپنی ہستی کھو بیٹھی تھی۔

حوالہ جات:

Die kürzeste Geschichte Dutschlands, James Hawes, Ullstein 2019, Berlin

Deutsche Geschichte, Dudenverlag 2020, Berlin

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات ودعائے مغفرت

مکرم عطاء اللہ یوسف صاحب

جماعت احمدیہ ہمبرگ کے ایک نہایت مخلص اور ہردلعزیز دوست مکرم عطاء اللہ یوسف صاحب مؤرخہ 17؍فروری 2022ء بروز جمعرات کچھ عرصہ ہسپتال میں زیرِ علاج رہنے کے بعد اپنے اہلِ خانہ اور بہت سے دوستوں کو سوگوار چھوڑ کر اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے ان کو بلندیٔ درجات سے نوازے اور جملہ پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے، آمین۔

مرحوم کے والد صاحب محترم چوہدری سلطان احمد صاحب نے ہندوستان سے ہجرت کے بعد شورکوٹ ضلع جھنگ میں کچھ عرصہ قیام کیا اور پھر زمین الاٹ ہونے کے بعد چک 668/9 ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں آباد ہو گئے تھے۔

آپ 1974ء میں براستہ ڈنمارک، فیصل آباد پاکستان سے ہمبرگ جرمنی تشریف لے آئے جہاں آپ کے خالہ زاد بھائی مکرم عبدالباری احمدی صاحب (حال کیلگری، کینیڈا) کی درخواست پر انہیں وقتی طور پر مسجد فضلِ عمر ہمبرگ میں قیام کی اجازت دی گئی تھی۔ اُس وقت تک آپ احمدی نہیں تھے۔ اپنی برادری میں سے صرف محترم چوہدری عطاء اللہ صاحب اور ان کی ایک بہن کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی جبکہ ان کے ننھیال کی جانب رشتہ داروں کی بڑی تعداد مخلص احمدی ہے۔ ہمبرگ آمد پر آپ کی مکرم حیدر علی ظفر صاحب مبلغ سلسلہ سے دینی مسائل پر گفتگو رہتی ہے اور ان کی تحریک پر ہی آپ نے استخارہ کیا۔ کچھ عرصہ بعد ایک خواب کے نتیجے میں اطمینانِ قلب نصیب ہونے پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے اور تادمِ واپسیں اپنے عہد بیعت پر صدق دل سے قائم رہے اور سلسلہ سے وابستگی میں پختہ تر ہوتے ہوئے خدمتِ دین کی بڑھ چڑھ کر توفیق پاتے رہے۔

محترم عطاء اللہ صاحب مرحوم کام سے فارغ ہو کر بہت سا وقت جماعتی خدمت کے لئے دیتے تھے۔ ابتدا میں ایک ریستوران میں ملازمت کی اور بعد میں بس ڈرائیونگ کا لائسنس ملنے پر پنشن کی عمر تک ہمبرگ میں بس چلاتے رہے۔ جماعت احمدیہ ہمبرگ کو ان کے تعاون سے جرمنی کے سالانہ جلسوں اور اجتماعات پر آمد و رفت کے لئے بسوں کا آسانی سے حصول ممکن رہا۔ ہمیشہ اپنے ذمہ خدمتِ دین کے ہر کام کو بڑی عاجزی اور خوش اسلوبی سے انجام دیتے تھے۔ احباب کے ساتھ ان کا رویّہ ہمیشہ مثالی رہا اور کبھی بھی کسی سے جھگڑا یا تنازعہ نہ ہوا۔ ان کی مسکرا کر ملنے کی عادت نے ان کو سبھی کا گرویدہ بنا لیا تھا۔ ان کے احمدی ہونے پر انکے بعض غیر از جماعت اعزّہ کی طرف سے ایذا رسانی کے باوجود آپ نے ان کے ساتھ صلہ رحمی کا حق ادا کرتے ہوئے حُسنِ سلوک ہی کیا۔ عبادات میں باقاعدہ اور مالی قربانی میں نمایاں تھے اور سلسلہ کی خدمت کرنے والے مبلّغین و مربیان، مرکزی عہدیداران یا مقامی عہدیداران جن سے بھی واسطہ پڑتا، مکرم عطاء اللہ صاحب ان سب کے ساتھ ادب سے معمور قابلِ رشک اُلفت کا اظہار کرتے تھے۔

پاکستان میں نکاح کے چند سال بعد ان کی اہلیہ بھی پاکستان سے جرمنی تشریف لے آئیں تو 19 نومبر 1977ء کو مسجد فضل عمر میں ایک سادہ سی تقریب میں ان کی دعوت ولیمہ ہوئی جس میں موصوف نے تمام مقامی احباب کو مدعو کیا تھا، یاد رہے کہ اس وقت ہمبرگ میں احمدی فیملیز کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین خوش خصال بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا۔ آپ کی بیٹی معذور ہونے کی وجہ سے سرکاری سوشل نگہداشت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے بچوں کی نہایت عمدہ رنگ میں تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائی جس کے نتیجہ میں آپ کے تینوں بیٹے دنیا میں کامیابیوں سے ہمکنار ہونے کے ساتھ ساتھ خدمت دین میں بھی نمایاں طور پر مصروف ہیں۔ آئی ٹی کے ماہر بڑے بیٹے مکرم مجیب عطاء صاحب ایک فرم میں ملازمت کر رہے ہیں اور جماعت احمدیہ بریمن Bremen کے صدر کے طور پر خدمت بجالا رہے ہیں۔ دوسرے بیٹے مکرم داؤد عطاء صاحب نے ابلاغیات میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور اپنی ملازمت کے ساتھ ساتھ لوکل سطح پر سیکرٹری تبلیغ ہمبرگ اور بطور مرکزی عہدیدار بھرپور خدمتِ دین کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ ہیومینیٹی فرسٹ جرمنی کے ایک ڈائریکٹر بھی ہیں جبکہ چھوٹے بیٹے مکرم ہارون عطاء صاحب واقفِ زندگی جامعہ احمدیہ جرمنی سے فارغ التحصیل ہو کر بطور مربی سلسلہ مشرقی یورپ میں دین کی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ان پر بڑا فضل اور احسان یہ بھی ہے کہ ان کے تینوں بیٹوں کی بیگمات، اہلیہ مکرم مجیب عطاء صاحبہ بریمن میں ریجنل صدر لجنہ، اہلیہ مکرم داؤد عطاء صاحبہ صدر لجنہ ہمبرگ اور اہلیہ مکرم ہارون عطاء سیکرٹری اشاعت لجنہ اماء اللہ جرمنی کے طور پر دین کی خدمت کی توفیق پا رہی ہیں۔ اگرچہ ان کی وفات سے جدائی کا صدمہ لاتعداد احمدیوں کو برداشت کرنا پڑا ہے تاہم امرِالٰہی کے سامنے ہم سب راضی بالرضا ہیں اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کی خود حفاظت فرمائے اور مکرم عطاء اللہ صاحب کے نیک نمونہ کو ان کی اولاد دَر اولاد کو جاری رکھنے کی توفیق دے، مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے، آمین

مرحوم موصی تھے اور آپ کی نماز جنازہ بیت الرشید ہمبرگ میں مؤرخہ 23 فروری 2022ء کو ادا کی گئی جبکہ تدفین اگلے روز Friedhof Stellingen Molkenbuhrstraße 6, 22525 Hamburg میں ہوئی۔ ہر دو مواقع پر دور و نزدیک سے کثیر تعداد میں احباب شریک ہوئے۔

(خاکسار محمد کولمبس خاں۔ مہدی آباد جرمنی)

5€ GUTSCHEIN FÜR ALLE KUNDEN, NICHT KOMBINIERBAR MIT ANDEREN GUTSCHEINEN ODER AKTIONEN.MINDESTBESTELLWERT: 70 EURO

BASRA ASIAN FOOD & DESI FOODS TRADING

GENIEßEN SIE GROSSHANDEL PREISE IM EINZELHANDEL

"VON BAIT SABUH 2KM ENTFERNT"

WIR BIETEN IHNEN TYPISCHE ASIA SPEZIALITÄTEN AUS ASIATISCHEN LÄNDERN WIE PAKISTAN, INDIEN, AFGHANISTAN, IRAN, THAILAND...

Basra Asian Food
Since 2001

TOP ANGEBOTE

ONLINE BESTELLUNG

KOSTENFREIE LIEFERUNG AB 39€

EINFACH LEBENSMITTEL BESTELLEN IN GANZ DEUTSCHLAND

وقت اور پیسہ دونوں بچائیں ۔ گھر بیٹھے ہم سے گروسری منگوائیں ۔

DHL
Partnerfiliale

MONTAG - SAMSTAG 09:00 BIS 20:00 UHR

FRANKFURT AM MAIN

PAKETE - BRIEFE - BRIEFMARKEN - USW.

BASRA ASIAN FOOD
KALBACHER HAUPTSTRAßE 12
60437 FRANKFURT AM MAIN
SHOP: 0157 516 358 94

FREE HOME DELIVERY
FOR ORDERS ABOVE 39€

DIETZENBACH

DESI FOODS TRADING
ROBERT-KOCH-STRAßE 3
63128 DIETZENBACH

BESTELLSERVICE PER WHATSAPP
TEL: 0176 434 504 10

www.basraasianfood.de

5€ GUTSCHEIN FÜR ALLE KUNDEN, NICHT KOMBINIERBAR MIT ANDEREN GUTSCHEINEN ODER AKTIONEN.MINDESTBESTELLWERT: 70 EURO

Monthly
Germany
AKHBAR-E-AHMADIYYA
VOL 23 | ISSUE 03 | March 2022
ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir
PUBLISHER: SHOBA ISHAAT JAMAAT AHMADIYYA GERMANY
PRINTER: RANA PRINT, HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN
Email : akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de